www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری

Part 311-332

مصنف

شیخ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۱۱)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: عبادت کیا ہے؟

جواب: عبادت کی سب سے جامع تعریف شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) نے کی ہے۔

❀ فرماتے ہیں:

''عبادت ایک جامع لفظ ہے، جو اللہ تعالیٰ کے تمام پسندیدہ ومحبوب، ظاہری وباطنی اقوال وافعال کو شامل ہے، چنانچہ نماز، زکوۃ، روزہ، حج، سچائی، امانت کی ادائیگی، والدین سے حسن سلوک، رشتہ داروں سے نیکی، وعدوں کو پورا کرنا، نیکی کا حکم، برائی سے روکنا، کفار ومنافقین سے جہاد، پڑوسیوں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور زیردست انسانوں اور جانوروں کے ساتھ بھلائی، نیز دعا، ذکر، قرأت وغیرہ سب عبادات ہیں، اسی طرح اللہ ورسول سے محبت، اللہ کا ڈر، اس کی طرف رجوع، خالص اسی کی عبادت، اس کے حکم پر ڈٹ جانا، اس کی نعمتوں پر شکر ادا کرنا، اس کی قضاء وقدر پر راضی ہونا، اس پر توکل کرنا، اس کی رحمت کی امید اور اس کے عذاب کا خوف وغیرہ بھی عبادات ہیں۔''

(العبودية : 8)

عبادت کی اقسام:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعریف سے معلوم ہوا کہ عبادت اقوال اور ظاہری و باطنی اعمال سب کو محیط ہے، لہٰذا عبادات قولی بھی ہیں، عملی بھی ہیں اور اعتقادی بھی، یعنی عبادت دل سے بھی ہوتی ہے، زبان سے بھی اور دوسرے اعضاء سے بھی۔

اعتقادی عبادات:

یہ عبادت اس عقیدے پر مشتمل ہوتی ہے کہ تمام مخلوقات اللہ ہی کی تخلیق ہیں، اسی کے پاس تصرف ہے اور اس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، نیز صرف وہی ذات اس قابل ہے کہ اس کے لیے محبت، رجاء، خوف، خشوع، رجوع، توکل اور اخلاص کا مظاہرہ کیا جائے، یہی دلی عبادت ہے۔

قولی عبادت:

یہ عبادت اللہ ورسول پر ایمان کی گواہی، قرآن کریم کی تلاوت، ہر حال میں ذکرِ الٰہی، دعا اور راست گوئی وغیرہ پر مبنی ہے، اسے ہی زبانی عبادت کہتے ہیں۔

عملی عبادت:

اس میں طہارت، نماز، زکوۃ، روزہ، حج، جہاد فی سبیل اللہ اور اعضائے جسمانی سے صادر ہونے والے واجب ومباح کام شامل ہیں، یہی بدنی عبادت کہلاتی ہے۔

قبولیتِ عبادت کے لیے دو ضروری شرطیں ہیں: اخلاص اور اتباعِ سنت۔

سوال: سوشل میڈیا پر لوگ مختلف انداز سے پوسٹیں کرتے ہیں، جن میں نبی کریم ﷺ سے منسوب احادیث لکھی ہوتی ہیں، اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر جھوٹ باندھنا کبیرہ گناہ اور جرم عظیم ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دین کے متعلق جب بھی کوئی بات کریں، وہ ٹھوس اور تحقیق پر مبنی ہونی چاہیے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ .

''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات آگے بیان کرنے لگے۔''

(مقدمة صحيح مسلم : 5، وسندهٗ صحيحٌ)

اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا بھی جرم عظیم ہے، اس کی سزا بھی بیان ہوئی ہے۔

❁ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللّٰهِ وُجُوهُهُمْ مُسْوَدَّةٌ﴾

(الزّمر : ٦٠)

''جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا، قیامت کے روز آپ دیکھیں گے کہ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔''

اگر کوئی مسلمان کسی حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے کا فرق نہیں کر سکتا، تو اسے چاہیے کہ بغیر تحقیق کے کوئی حدیث بیان نہ کرے، جب تک کہ اہل فن سے اس کا حال دریافت نہ کر لے، تاکہ حزم و احتیاط کا دامن چھوٹنے نہ پائے۔

یاد رہے کہ تبلیغ صرف اور صرف صحیح احادیث کو آگے پہنچانے کا نام ہے، بعض کو تبلیغ دین کے جوش میں رطب و یابس بیان کرنے کو نیکی سمجھتے ہیں، یہ خام خیالی ہے۔

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ایک جگہ یوں تبویب کی ہے:

ذِكْرُ رَحْمَةِ اللّٰهِ جَلَّ وَعَلَا، مَنْ بَلَّغَ أُمَّةَ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا صَحِيحًا عَنْهُ .

''اس بات کا بیان کہ رسول اللہ ﷺ کا جو اُمتی، آپ ﷺ کی ایک صحیح حدیث آگے پہنچاتا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ رحمت فرماتا ہے۔''

(صحيح ابن حبان، قبل الحديث : 67)

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اس تبویب پر بطور دلیل یہ حدیث پیش کی ہے۔

❁ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مِنِّي حَدِيثًا فَحَفِظَهُ، حَتّٰى يُبَلِّغَهُ غَيْرَهُ .

''اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے، جو میری ایک حدیث سنتا ہے، پھر اسے یاد کرتا ہے، حتی کہ دوسروں تک پہنچا دیتا ہے۔''

(صحيح ابن حبان : 67)

اس کے باوجود بعض لوگ خود ساختہ روایات پر مشتمل پوسٹیں بناتے اور اسے آگے پھیلاتے رہتے ہیں، جس سے یہ باور کراتے ہیں کہ یہ رسول ﷺ کی حدیث ہے۔ یہ کتنا سنگین عمل ہے؟ ملاحظہ فرمائیں۔

رسول اللہ ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرنا:

رسول اللہ ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرنا حرام اور ناجائز ہے۔

❁ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلٰى أَحَدٍ، مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ .

''میری طرف جھوٹ منسوب کرنا کسی عام آدمی کی طرف جھوٹ منسوب کرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جیسا گناہ نہیں ہے، بلکہ جس نے میری طرف جانتے بوجھتے جھوٹ منسوب کیا، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم سمجھے۔''

(زيادات الفضائل لعبد اللّٰه بن أحمد : 90، مسند البزار : 1275، مسند أبي يعلى : 966، مشكل الآثار للطّحاوي : 350، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

(العِلل : 667)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الَّذِي يَكْذِبُ عَلَيَّ يُبْنٰى لَهٗ بَيْتٌ فِي النَّارِ .

''بلاشبہ جو شخص (جانتے بوجھتے) میری طرف جھوٹی بات منسوب کرتا ہے، اس کے لیے جہنم میں گھر بنا دیا جاتا ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 144/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْفِرٰى أَنْ يَدَّعِيَ الرَّجُلُ إِلٰى غَيْرِ أَبِيهِ، أَوْ يُرِيَ عَيْنَهٗ مَا لَمْ تَرَ، أَوْ يَقُولُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ يَقُلْ .

''یقیناً یہ سب سے بڑا جھوٹ ہے کہ آدمی اپنے والد کے بجائے کسی اور شخص کی طرف منسوب ہو، یا وہ کسی چیز کو دیکھنے کا جھوٹا دعویٰ کرے، یا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی بات منسوب کرے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ فرمائی ہو۔''

(صحيح البخاري : 3509)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ متواتر حدیث میں ہے:

مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ .

''جس نے میری طرف جانتے بوجھتے جھوٹ منسوب کیا، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم سمجھے۔''

(صحيح البخاري : 110، صحيح مسلم : 3)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

كَذٰلِكَ مِمَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا يَعْلَمُ مِثْلَ أَنْ يَرْوِيَ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ أَحَادِيثَ يَجْزِمُ بِهَا وَهُوَ لَا يَعْلَمُ صِحَّتَهَا .

''اسی طرح اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کاموں میں سے ایک کام یہ بھی ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے بارے میں وہ بات کہے، جس کا اسے علم نہ ہو، مثلاً وہ اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول کی باتیں بالجزم بیان کرے، جبکہ وہ ان کی صحت کے بارے میں نہیں جانتا۔''

(مَجموع الفتاوىٰ : 425/3)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

هٰكَذَا لَا يَسُوغُ أَنْ يَّقُولَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا لَا يَعْلَمُ صِحَّتَهٗ وَلَا ثِقَةَ رُوَاتِهٖ بَلْ إِذَا رَأَى أَيَّ حَدِيثٍ كَانَ فِي أَيِّ كِتَابٍ، يَقُولُ : لِقَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ لَنَا قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهٰذَا خَطَرٌ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَظِيمٌ، وَشَهَادَةٌ عَلَى الرَّسُولِ بِمَا لَا يَعْلَمُ الشَّاهِدُ .

''اسی طرح کسی حدیث کی صحت اور اس کے راویوں کی ثاہت جانے بغیر یہ کہنا جائز نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا۔ ہوتا یہ ہے کہ جب کسی کتاب سے کوئی حدیث پڑھ لی جاتی ہے، تو آدمی کہنے لگتا ہے کہ (میرا یہ مذہب) رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے ہے، یا ہماری دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے۔ یہ بہت بڑا خطرہ ہے اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ایسی گواہی ہے، جس کے بارے میں گواہ کو علم نہیں ہوتا۔''

(أحكام أهل الذّمة :114/1)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور تحقیق حدیث:

❁ سیدنا ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ کے متعلق ہے:

اسْتَأْذَنَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، وَكَأَنَّهُ كَانَ مَشْغُولًا، فَرَجَعَ أَبُو مُوسَى، فَفَرَغَ عُمَرُ، فَقَالَ : أَلَمْ أَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ائْذَنُوا لَهُ، قِيلَ : قَدْ رَجَعَ، فَدَعَاهُ فَقَالَ : كُنَّا نُؤْمَرُ بِذٰلِكَ، فَقَالَ : تَأْتِينِي عَلَى ذٰلِكَ بِالْبَيِّنَةِ، فَانْطَلَقَ إِلَى مَجْلِسِ الْأَنْصَارِ، فَسَأَلَهُمْ، فَقَالُوا : لَا يَشْهَدُ لَكَ عَلَى هٰذَا إِلَّا أَصْغَرُنَا أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ، فَذَهَبَ بِأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، فَقَالَ عُمَرُ : أَخَفِيَ هٰذَا عَلَيَّ مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْهَانِي الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَعْنِي الْخُرُوجَ إِلٰى تِجَارَةٍ .

''انہوں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے (سلام کہہ کر) اجازت مانگی، لیکن (سلام کے جواب کی صورت میں) اجازت نہ ملی، شاید عمر رضی اللہ عنہ مصروف ہوں، پھر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ واپس آ گئے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ غصہ ہوئے اور کہا: کیا میں نے عبد اللہ بن قیس کو اجازت مانگتے ہوئے نہیں سنا، کہا گیا: وہ واپس چلے گئے ہیں، تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں بلایا، تو انہوں نے جواب دیا: ہمیں (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے) یہی حکم دیا جاتا تھا۔

(صحيح البخاري : 2062، صحيح مسلم : 2154)

❁ ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

سُبْحَانَ اللّٰهِ، إِنَّمَا سَمِعْتُ شَيْئًا، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَتَثَبَّتَ .

''سبحان اللہ! میں نے حدیث سن کر صرف اس کی مزید تائید حاصل کرنا چاہی ہے۔''

(صحيح مسلم : 2154)

یہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے حوالے سے احتیاط کا عالم تھا، جو مبلغین اور واعظین منبر پر بے سند اور بے سروپا روایات بیان کرتے ہیں، ان کے لیے دعوت فکر ہے۔

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ مَنْ أَقْدَمَ عَلٰى رِوَايَةِ الْأَحَادِيثِ الْبَاطِلَةِ يَسْتَحِقُّ الضَّرْبَ بِالسِّيَاطِ وَيُهَدَّدُ بِمَا هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَيُزْجَرُ وَيُهْجَرُ وَلَا يُسَلَّمُ عَلَيْهِ وَيُغْتَابُ فِي اللّٰهِ وَيُسْتَعْدٰى عَلَيْهِ عِنْدَ الْحَاكِمِ وَيُحْكَمُ عَلَيْهِ بِالْمَنْعِ مِنْ رِوَايَةِ ذٰلِكَ وَيُشْهَدُ عَلَيْهِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''جو شخص (جانتے بوجھتے) جھوٹی روایات بیان کرنے کا اقدام کرتا ہے، وہ اس لائق ہو جاتا ہے کہ اسے کوڑے مارے جائیں، اس سے سخت سزا سے اسے دھمکایا جائے، اُسے ڈانٹا جائے اور اس کا بائیکاٹ کیا جائے، اسے سلام نہ کیا جائے، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اس کی برائی سے دوسروں کو آگاہ کیا جائے، اُسے حاکم وقت کے پاس لے جایا جائے، اسے جھوٹی روایات بیان کرنے سے روکا جائے اور اس پر گواہ قائم کیا جائے۔''

(تحذير الخواصّ، ص 109)

❁ امام یحییٰ بن سعید قطان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الْإِسْنَادُ مِنَ الدِّينِ .

''سند دین ہے۔''

(التّمهيد لابن عبد البر :57/1، وسندهٗ حسنٌ)

❁ امام شعبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّمَا يُعْلَمُ صِحَّةُ الْحَدِيثِ بِصِحَّةِ الْإِسْنَادِ .

''حدیث کی صحت سند کی صحت سے معلوم ہوتی ہے۔''

(التّمهيد لابن عبد البر :57/1، وسندهٗ حسنٌ)

سند ہی وہ معیار ہے، جس سے علم کی تنقیح کا کام لیا جا سکتا ہے، سند ہی اسلام کی شان وشوکت ہے۔

لہٰذا ضروری ہے کہ بغیر تحقیق کیے آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ پر مشتمل پوسٹیں بھیجنے سے اجتناب کیا جائے، کیونکہ اس سے روزانہ ہزاروں کی تعداد میں رسول اللہ ﷺ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرف جھوٹی باتیں منسوب ہو جاتی ہیں، اہل بدعت اس سے غلط فائدہ اٹھاتے ہیں، لہٰذا یہ دروازہ بند ہونا چاہیے۔

اگر ضرور بالضرور ایسا کرنا ہی ہے، تو اس میں احتیاط کے تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھا جائے، مثلاً اگر آپ کو ایسا کوئی ایس ایم ایس (SMS) یا کوئی پوسٹ موصول ہو، تو تحقیق کے بغیر تسلیم نہ کریں، اس سے پہلے کہ آپ اسے آگے پہنچائیں، اہل فن سے اس بارے دریافت کر لیں۔

سوال: شراب کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: شراب بالاجماع حرام ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَاجْتَنِبُوهُ﴾ (المائدة : ٩٠)

''تم اس سے بچو۔''

❁ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ طَارِقَ بْنَ سُوَيْدٍ الْجُعْفِيَّ، سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَمْرِ، فَنَهَاهُ أَوْ كَرِهَ أَنْ يَصْنَعَهَا، فَقَالَ : إِنَّمَا أَصْنَعُهَا لِلدَّوَاءِ، فَقَالَ : إِنَّهُ لَيْسَ بِدَوَاءٍ، وَلَكِنَّهُ دَاءٌ .

''سیدنا طارق بن سوید جعفی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کی بابت سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منع کر دیا یا ایسا کرنا ناپسند فرمایا، عرض کیا: میں تو بہ طور دوائی استعمال کرتا ہوں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دوائی نہیں، بیماری ہے۔''

(صحيح مسلم : ١٩٨٤)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُعَرِّضُ بِالْخَمْرِ، وَلَعَلَّ اللّٰهَ سَيُنْزِلُ فِيهَا أَمْرًا، فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْهَا شَيْءٌ فَلْيَبِعْهُ وَلْيَنْتَفِعْ بِهِ، قَالَ : فَمَا لَبِثْنَا إِلَّا يَسِيرًا حَتّٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى حَرَّمَ الْخَمْرَ، فَمَنْ أَدْرَكَتْهُ هٰذِهِ الْآيَةُ وَعِنْدَهُ مِنْهَا شَيْءٌ فَلَا يَشْرَبْ، وَلَا يَبِعْ، قَالَ : فَاسْتَقْبَلَ النَّاسُ بِمَا كَانَ عِنْدَهُ مِنْهَا فِي طَرِيقِ الْمَدِينَةِ فَسَفَكُوهَا .

''لوگو! اللہ تعالیٰ نے شراب (کی حرمت) کے بارے میں اشارہ فرمایا ہے، شاید بہت جلد اللہ تعالیٰ اس بارے میں کوئی حکم نازل فرمائے گا، لہٰذا جس کے پاس کوئی شراب موجود ہے، وہ اسے فروخت کر دے اور اس سے فائدہ اٹھا لے۔ صحابی کہتے ہیں: تھوڑا ہی وقت گزرتا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کر دیا ہے، لہٰذا جسے یہ حکم معلوم ہو جائے اور اس کے پاس شراب موجود ہو، تو وہ اسے مت پیئے اور نہ ہی فروخت کرے۔ تو لوگوں کے پاس جتنی شراب تھی، وہ اسے مدینہ کی گلیوں میں لے کر آئے اور بہا دیا۔''

(صحيح مسلم : ١٥٧٨)

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے شراب، بت، مردار اور خنزیر کی خرید و فروخت کو حرام قرار دیا ہے۔ مسلمانوں میں سے کسی نے پوچھا: مردار کی چربی کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ اس سے چمڑے اور کشتیوں کو رنگا جاتا ہے، نیز لوگ اس سے چراغ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی جلاتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: حرام ہے، اللہ تعالیٰ یہودیوں کو غارت کرے، جب ان پر چربی حرام ہوئی، تو انہوں نے اسے پگھلا کر بیچ دیا اور اس کی قیمت کھالی۔''

(صحيح البخاري : 2236، صحيح مسلم :1581)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ الْخَمْرَ وَثَمَنَهَا .

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے شراب پینے اور اس کی خرید و فروخت کو حرام کر دیا ہے۔''

(سنن أبي داود : ٣٤٨٥، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِجْتَنِبُوا الْخَمْرَ، فَإِنَّهَا أُمُّ الْخَبَائِثِ .

''شراب سے بچیں، کیونکہ یہ اُمّ الخبائث (بیماریوں کی جڑ) ہے۔''

(سنن النسائي : ٥٦٦٩، السنن الكبرٰى للبيهقي : ٢٨٨/٨، وسندهٗ صحيحٌ)

قرآن و حدیث، اجماعِ امت اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے فرمان کے خلاف شراب خانہ خراب کو جائز قرار دینے کے لیے فقہ حنفی کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

إِنَّ مَا يَتَّخِذُ مِنَ الْحَنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالْعَسَلِ وَالذُّرَّةِ حَلَالٌ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ، وَلَا يُحَدُّ شَارِبُهٗ عِنْدَهٗ، وَإِنْ سَكِرَ مِنْهُ .

''گندم، جَو، شہد اور مکئی سے جو شراب بنائی جائے وہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک حلال ہے۔ امام صاحب کے نزدیک ایسی شراب پینے والے کو حد نہیں لگے گی، اگرچہ اسے نشہ بھی آجائے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(الهداية : ٤٩٦/٢)

❁ امام ابوعوانہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَمِعْتُ أَبَا حَنِيفَةَ، وَسُئِلَ عَنِ الْأَشْرِبَةِ، قَالَ : فَمَا سُئِلَ عَنْ شَيْءٍ مِنْهَا إِلَّا قَالَ : حَلَالٌ، حَتّٰى سُئِلَ عَنِ السُّكْرِ، فَقَالَ : حَلَالٌ .

''میں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو سنا، ان سے شراب کے بارے میں پوچھا گیا۔ ان سے شراب کی جس بھی قسم کے بارے میں پوچھا گیا، ان کا جواب یہی تھا کہ حلال ہے، حتی کہ ان سے نشہ آور کے بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے کہا: حلال ہے۔''

(تاريخ بغداد للخطيب : ٤١٢/١٣، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ مفتی تقی عثمانی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

''انگور کی شراب کے علاوہ دوسری نشہ آور اشیاء کو اتنا کم پینا جس سے نشہ نہ ہو، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک قوت حاصل کرنے کے لیے جائز ہے۔''

(تقلید کی شرعی حیثیت، ص ۱۰۷، ۱۰۸)

جب شراب سے ہمارے اللہ نے بچنے کا حکم دیا ہے، ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سراسر بیماری قرار دیا ہے، نیز خلیفہ راشد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے نزدیک وہ بیماریوں کی جڑ ہے، تو تھوڑی مقدار میں پینے کا جواز کہاں سے آ گیا؟ اربابِ دانش خود فیصلہ کریں کہ کیا یہ لوگوں کو شرابی بنانے کی کوشش نہیں ہے؟ حالانکہ شراب کی خرید وفروخت ممنوع اور حرام ہے۔ انگور وغیرہ کی شراب کو اس حکم سے مستثنیٰ قرار دینے کی کیا دلیل ہے؟ شراب کی تو ہر قسم اور ہر مقدار حرام ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ، يَسْتَحِلُّونَ الْحِرَّ وَالْحَرِيرَ، وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ.

''میری امت کے کچھ لوگ زنا، (مردوں کے لیے) ریشم، شراب اور آلات موسیقی کو حلال سمجھیں گے۔''

(صحيح البخاري: 5590)

فرامین نبوی ملاحظہ فرمائیے:

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ، فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ.

''جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ دے، اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔''

(سنن أبي داوٗد: ٣٦٨١، سنن الترمذي: ١٨٦٥، سنن ابن ماجه: ٣٣٩٣، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن جارود رحمہ اللہ نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❁ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَعَنَ اللّٰهُ الْخَمْرَ، وَشَارِبَهَا، وَسَاقِيَهَا، وَبَائِعَهَا، وَمُبْتَاعَهَا، وَعَاصِرَهَا، وَمُعْتَصِرَهَا، وَحَامِلَهَا، وَالْمَحْمُولَةَ إِلَيْهِ.

''اللہ تعالیٰ نے شراب پر اور شراب پینے والے، پلانے والے، فروخت کرنے والے، خریدنے والے، نچوڑنے والے، اٹھا کر لے جانے والے اور جس کی طرف اٹھا کر لے جائی جا رہی ہے، سب پر لعنت فرمائی ہے۔''

(سنن أبي داوٗد: ٣٦٧٤، سنن ابن ماجه: ٣٣٨٠، وسندهٗ حسنٌ)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِجْتَنِبُوا الْخَمْرَ، فَإِنَّهُ مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ.

''شراب سے بچیں، کیونکہ یہ ہر برائی کی کنجی ہے۔''

(المستدرك للحاكم : ١٦٢/٤، ح : ٧٢٣، شعب الإيمان للبيهقي : ١٠/٥، ح : ٥٥٠٨، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب سورت بقرہ کی آخری آیات نازل ہوئیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حُرِّمَتِ التِّجَارَةُ فِي الْخَمْرِ.

''شراب کی تجارت حرام ہوگئی ہے۔''

(صحيح البخاري : 2226، صحيح مسلم : 1580)

❁ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں سوال کیا:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّا بِأَرْضٍ يُّصْنَعُ فِيهَا شَرَابٌ مِّنَ الْعَسَلِ، يُقَالُ لَهٗ : الْبِتْعُ، وَشَرَابٌ مِّنَ الشَّعِيرِ، يُقَالُ لَهٗ : الْمِزْرُ.

''اللہ کے رسول! ہم ایسے علاقے میں رہتے ہیں جہاں شہد کی شراب بنائی جاتی ہے اور اس کو بِتْع کا نام دیا جاتا ہے اور جَو کی شراب بھی بنائی جاتی ہے اور اسے مِزر کا نام دیا جاتا ہے۔''

اس پر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

(صحيح البخاري : ٦١٢٤، صحيح مسلم : ١٧٣٣)

❁ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا:

أَمَّا بَعْدُ، أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّهُ نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ، وَهِيَ مِنْ خَمْسَةٍ : مِنَ الْعِنَبِ، وَالتَّمْرِ، وَالْعَسَلِ، وَالْحِنْطَةِ، وَالشَّعِيرِ، وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ .

''امابعد، لوگو! بلاشبہ شراب کی حرمت نازل ہوئی تو اس وقت یہ ان پانچ چیزوں سے بنتی تھی: انگور سے، کھجور سے، شہد سے، گندم سے اور جَو سے۔ جو چیز عقل کو ڈھانپ دے وہ شراب ہے۔''

(صحيح البخاري : ٤٦١٩، صحيح مسلم : ٣٠٣٢)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْبَذُ لَهُ الزَّبِيبُ فِي السِّقَاءِ، فَيَشْرَبُهُ يَوْمَهُ، وَالْغَدَ، وَبَعْدَ الْغَدِ، فَإِذَا كَانَ مَسَاءُ الثَّالِثَةِ شَرِبَهُ وَسَقَاهُ، فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ أَهْرَاقَهُ .

''رسول اللہ ﷺ کے لیے مشکیزے میں انگور کا نبیذ تیار کیا جاتا، آپ ﷺ اسے تین دن تک پیتے تھے، جب تیسرے دن کی شام ہوتی، تو خود پیتے اور دوسروں کو پلاتے، اگر کچھ بچ جاتا، تو اسے انڈیل دیتے تھے۔''

(صحيح مسلم : 2004)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان احادیث وآثار سے یہ بات ثابت ہوئی کہ شراب کی ہر قسم اور ہر مقدار حرام ہے۔ ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور جس مشروب کے سو گلاس نشہ کریں، اس کا ایک قطرہ بھی حرام ہے۔ جب شراب بقولِ رسول بیماری ہے تو اسے قوت حاصل کرنے کے لیے استعمال کرنا کیسے عقل وشعور کے مطابق ہوا؟

ان دلائل کے خلاف فقہ حنفی کا ایک اور فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

إِذَا شَرِبَ تِسْعَةَ أَقْدَاحٍ مِنْ نَبِيذِ التَّمْرِ فَأُوجِرَ الْعَاشِرَ فَسَكِرَ لَمْ يُحَدَّ؛ لِأَنَّ السُّكْرَ يُضَافُ إِلٰى مَا هُوَ أَقْرَبُ إِلَيْهِ كَذَا فِي السِّرَاجِيَّةِ.

''جب آدمی کھجور کی نبیذ کے نو پیالے اپنی مرضی سے پی لے، پھر دسواں پیالہ اسے دھوکا کر پلا دیا جائے اور اسے نشہ ہو جائے، تو اس پر حد نافذ نہیں ہو گی کیونکہ نشہ قریبی پیالے کی طرف منسوب ہوگا۔ فتاویٰ سراجیہ میں اسی طرح ہے۔''

(فتاوی عالمگیری: ۴۱۳/۵)

❁ امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا دَلِيلٌ عَلٰى تَحْرِيمِ السَّكَرِ قَلِيلِهِ وَكَثِيرِهِ، وَلَيْسَ كَمَا يَقُولُ الْمُخَادِعُونَ لِأَنْفُسِهِمْ بِتَحْرِيمِهِمْ آخِرِ الشَّرْبَةِ، وَتَحْلِيلِهِمْ مَا تَقَدَّمَهَا الَّذِي يُشْرَبُ فِي الْفَرَقِ قَبْلَهَا، وَلَا خِلَافَ بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ، أَنَّ السُّكْرَ بِكُلِّيَّتِهِ لَا يَحْدُثُ عَلَى الشَّرْبَةِ الْآخِرَةِ دُونَ الْأُولٰى، وَالثَّانِيَةِ بَعْدَهَا.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ نشہ آور شے قلیل ہو یا کثیر بہر صورت حرام ہے، جبکہ بعض لوگ جو خود کو دھوکہ دیتے ہیں، کہتے ہیں کہ ''فرق'' (ایک برتن کا نام) کا آخری گھونٹ حرام ہے، اس سے پہلے جتنے گھونٹ پیے، وہ حلال ہیں۔ اس بارے میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں کہ نشہ آور شے کلی طور پر حرام ہے، ایسا نہیں کہ یہ حرمت پہلے گھونٹوں کی نہیں ہے، بلکہ آخری گھونٹ کی ہے۔

(سنن النّسائي، تحت الحديث: ٥٦١٠)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا:

كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، وَمَا أَسْكَرَ مِنْهُ الْفَرَقُ، فَمِلْءُ الْكَفِّ مِنْهُ حَرَامٌ.

''ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جس چیز کا ایک فرق (ایک پیمانہ جو دو سیر چار چھٹانک کا ہوتا ہے) نشہ کرے، اس کی ایک ہتھیلی بھر مقدار بھی حرام ہے۔''

(مسند أحمد: ٨٢/٦، سنن أبي داوٗد: ٣٦٨٧، سنن الترمذي: ١٨٦٦، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن جارود (٨٦١) اور امام ابن حبان (٥٣٨٣) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں

إِنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ وَعُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَنَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، جَلَسُوا بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرُوا أَعْظَمَ الْكَبَائِرِ، فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُمْ فِيهَا عِلْمٌ، فَأَرْسَلُونِي إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَسْأَلُهٗ عَنْ ذٰلِكَ، فَأَخْبَرَنِي أَنَّ أَعْظَمَ الْكَبَائِرِ شُرْبُ الْخَمْرِ، فَأَتَيْتُهُمْ فَأَخْبَرْتُهُمْ، فَأَنْكَرُوا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِكَ، وَوَثَبُوا إِلَيْهِ جَمِيعًا، فَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِنَّ مَلِكًا مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَخَذَ رَجُلًا، فَخَيَّرَهُ بَيْنَ أَنْ يَشْرَبَ الْخَمْرَ، أَوْ يَقْتُلَ صَبِيًّا، أَوْ يَزْنِيَ، أَوْ يَأْكُلَ لَحْمَ الْخِنْزِيرِ، أَوْ يَقْتُلُوهُ إِنْ أَبٰى، فَاخْتَارَ أَنَّهُ يَشْرَبُ الْخَمْرَ، وَأَنَّهُ لَمَّا شَرِبَ لَمْ يَمْتَنِعْ مِنْ شَيْءٍ أَرَادُوهُ مِنْهُ، وَأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَا حِينَئِذٍ : مَا مِنْ أَحَدٍ يَّشْرَبُهَا ، فَتُقْبَلُ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، وَلَا يَمُوتُ وَفِي مَثَانَتِهِ مِنْهَا شَيْءٌ إِلَّا حُرِّمَتْ عَلَيْهِ الْجَنَّةُ، وَإِنْ مَّاتَ فِي الْأَرْبَعِينَ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً .

”سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے سب سے بڑے گناہ کے بارے میں بات چیت شروع کی۔ انہیں اس بارے میں زیادہ علم نہ تھا۔ انہوں نے مجھے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص کی طرف بھیجا کہ میں ان سے اس بارے میں دریافت کر کے آؤں۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص نے مجھے بتایا کہ سب سے بڑا گناہ شراب پینا ہے۔ میں نے آ کر صحابہ کرام کو یہ بات بتائی تو انہوں نے اس کا انکار کیا اور سب کے سب جلدی سے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص کی طرف چلے گئے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ نے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ایک آدمی کو پکڑا اور اسے اختیار دیا کہ کوئی ایک کام کر لے؛ یا شراب پیے، یا بچے کو قتل کرے، یا زنا کرے، یا خنزیر کا گوشت کھائے، ورنہ انکار کرنے پر وہ اسے قتل کر دیں گے۔ اس نے شراب پینے کی حامی بھر لی۔ جب اس نے شراب پی لی تو اس نے وہ سارے کام بلا جھجک کر ڈالے جو وہ اس سے کروانا چاہتے تھے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: جو بھی شخص شراب پی لے گا، اللہ تعالیٰ چالیس دن اس کی نماز قبول نہیں کرے گا۔ اور جو بھی اس حالت میں مرے گا کہ شراب اس کے مثانے میں ہو گی تو اس پر جنت حرام ہو جائے گی۔ اگر کوئی شراب پینے کے بعد چالیس دنوں کے اندر مر جائے گا تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔''

(الآحاد والمثاني لابن أبي عاصم : ٨١٠، المعجم الأوسط للطبراني : ١/١١٦، ح : ٣٦٣، المستدرك للحاكم : ٤/١٤٧، ح : ٧٢٣٦، واللفظ لهٗ، وسندهٗ حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو امام مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے اور حافظ منذری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

(التّرغيب والتّرهيب : ٣/١٧٩)

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن وسنت ہی پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۱۲)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَأْكُلْ مُتَّكِئًا .

''ٹیک لگا کر مت کھائیں۔''

(المُعجم الأوسط للطّبراني : 33)

جواب: روایت ضعیف ہے۔

❁ رزیق ابوعبداللہ الہانی شامی کے متعلق امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَنْفَرِدُ بِالْأَشْيَاءِ الَّتِي لَا تُشْبِهُ حَدِيثَ الْأَثْبَاتِ الَّتِي لَا يَجُوزُ الِاحْتِجَاجُ بِهِ إِلَّا عِنْدَ الْوِفَاقِ .

''رزیق ایسی روایات کو بیان کرنے میں منفرد ہے، جو ثقہ راویوں کی حدیث کے مشابہ نہیں، اس کی احادیث سے اسی وقت حجت لی جا سکتی ہے، جب یہ (ثقات کی) موافقت کرے۔''

(كتاب المجروحين :301/1)

رزیق ابوعبداللہ الہانی کو عبداللہ بن رزیق قرار دینا خطا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ:

❁ سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس بیٹھے ایک شخص سے فرمایا:

لَا آكُلُ وَأَنَا مُتَّكِيءٌ .

''میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔''

(صحيح البخاري : 5399)

یہاں ٹیک لگانے سے مراد یہ ہے کہ ایک جانب جھک کر بازو کے سہارے بیٹھنا، یا نیچے کوئی چیز رکھ کر اس کے اوپر بیٹھنا، تاکہ زیادہ سے زیادہ کھانا کھایا جا سکے۔

سوال: کیا گھوڑا حلال ہے؟

جواب: گھوڑا حلال ہے۔

❁ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

نَحَرْنَا فَرَسًا عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلْنَاهُ .

''ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں گھوڑا ذبح کیا اور اس کا گوشت کھایا۔''

(صحيح البخاري : 5519، صحيح مسلم : 1942)

❁ سنن نسائی (۴۴۲۶، وسندہ صحیح) میں ہے:

نَحْنُ بِالْمَدِينَةِ، فَأَكَلْنَاهُ .

''ہم اس وقت مدینہ میں تھے، ہم نے اسے کھایا۔''

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

هٰذِهِ أَدَلُّ وَأَقْوٰى وَأَثْبَتُ، وَإِلٰى ذٰلِكَ صَارَ جُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ؛ مَالِكٌ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَأَصْحَابُهُمْ، وَأَكْثَرُ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ .

''یہ حدیث زیادہ بہتر دلیل، زیادہ قوی اور زیادہ ثابت ہے، جمہور اہل علم جیسے امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور ان کے اصحاب رحمہم اللہ اسی طرف گئے ہیں اور اکثر سلف وخلف کا یہی مذہب ہے۔''

(تفسير ابن كثير : ٣٤/٤)

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ، وَأَذِنَ فِي لُحُومِ الْخَيْلِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز گدھے کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑے کے گوشت (کھانے) کی اجازت دی۔''

(صحيح البخاري : 4219، صحيح مسلم : 1941، المنتقى لابن الجارود : 885)

❁ علامہ سندھی حنفی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

يَدُلُّ عَلٰى حِلِّ لُحُومِ الْخَيْلِ، وَعَلَيْهِ الْجُمْهُورُ .

''یہ حدیث گھوڑے کے حلال ہونے پر دلالت کرتی ہے، جمہور کا یہی مذہب ہے۔''

(حاشية السندي على سنن النّسائي : ٢٠١/٧)

❁ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ أَصْحَابَ الْمَسْجِدِ أَصْحَابَ ابْنِ الزُّبَيْرِ يَأْكُلُونَ الْفَرَسَ، وَالْبِرْذَوْنَ قَالَ : وَأَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ : أَكَلْنَا زَمَنَ خَيْبَرَ الْخَيْلَ، وَحَمِيرَ الْوَحْشِ، وَنَهَانَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ الْحِمَارِ الْأَهْلِيِّ .

''میں نے اس مسجد والوں، یعنی (صحابیٔ رسول) سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے اصحاب کو دیکھا ہے کہ وہ عربی اور عجمی گھوڑا کھاتے تھے، نیز مجھے ابوالزبیر نے بتایا کہ انہوں نے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ ہم خیبر کے زمانے میں گھوڑے اور وحشی (جنگلی) گدھے کھاتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں گھریلو گدھے کھانے سے منع فرمایا تھا۔''

(مصنّف عبد الرزاق : ٨٧٣٧، صحيح مسلم : ١٥٠/٢، ح : ١٩٤١، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ، وَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلُحُومِ الْخَيْلِ أَنْ تُؤْكَلَ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھریلو گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا اور گھوڑے کا گوشت کھانے کا حکم فرمایا۔''

(المُعجم الكبير للطبراني : ١٢٨٢٠، سنن الدارقطني : ٢٩٠/١، ح : ٤٧٣٧، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''قوی'' کہا ہے۔

(فتح الباري : ٦٥٠/٩)

❁ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں:

كَانَ لَنَا فَرَسٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرَادَتْ أَنْ تَمُوتَ فَذَبَحْنَاهَا فَأَكَلْنَاهَا .

''رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں ہمارا ایک گھوڑا تھا، وہ مرنے لگا، تو ہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے اسے ذبح کرلیا، پھر اسے کھالیا۔''

(سنن الدّارقطني : ٢٨٩/٤، ح : ٤٧٣٩، وسندهٗ حسنٌ)

❁ نیز سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں:

ذَبَحْنَا فَرَسًا عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلْنَا نَحْنُ وَأَهْلُ بَيْتِهٖ .

''ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں گھوڑا ذبح کیا، پھر ہم نے بھی اسے کھایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت نے بھی۔''

(سنن الدّارقطني : ٢٨٩/٤، ح : ٤٧٤١، وسندهٗ حسنٌ)

❁ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ الْأَسْوَدَ أَكَلَ لَحْمَ فَرَسٍ .

''اسود بن یزید رحمہ اللہ نے گھوڑے کا گوشت کھایا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : ٢٥٦/٨، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ شُرَيْحًا أَكَلَ لَحْمَ فَرَسٍ .

''امام شریح رحمہ اللہ نے گھوڑے کا گوشت کھایا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : ٢٥٦/٨، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ عبداللہ بن عون رحمہ اللہ کہتے ہیں:

سَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ لُحُومِ الْخَيْلِ فَلَمْ يَرَ بِهَا بَأْسًا .

''میں نے محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے گھوڑوں کے گوشت کے بارے میں سوال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا، تو انہوں نے اس میں کوئی حرج خیال نہیں کیا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : ٨/٢٥٧، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا بَأْسَ بِلَحْمِ الْفَرَسِ .

''گھوڑے کا گوشت کھانے میں کوئی حرج نہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : ٨/٢٥٧، وسندهٗ صحيحٌ)

ان صحیح احادیث و آثار سے ثابت ہوا کہ گھوڑا حلال ہے۔

❁ امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ (٣٢١ھ) فرماتے ہیں:

ذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى هٰذِهِ الْآثَارِ، فَأَجَازُوا أَكْلَ لُحُومِ الْخَيْلِ وَمِمَّنْ ذَهَبَ إِلٰى ذٰلِكَ أَبُو يُوسُفَ وَمُحَمَّدٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ وَاحْتَجُّوا بِذٰلِكَ بِتَوَاتُرِ الْآثَارِ فِي ذٰلِكَ وَتَظَاهُرِهَا، وَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ مَأْخُوذًا مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ لَمَا كَانَ بَيْنَ الْخَيْلِ الْأَهْلِيَّةِ وَالْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَرْقٌ، وَلٰكِنَّ الْآثَارَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَحَّتْ وَتَوَاتَرَتْ أَوْلٰى أَنْ يُقَالَ بِهَا مِنَ النَّظَرِ، وَلَا سِيَّمَا إِذْ قَدْ أَخْبَرَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي حَدِيثِهٖ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَاحَ لَهُمْ لُحُومَ الْخَيْلِ فِي وَقْتِ مَنْعِهٖ إِيَّاهُمْ مِنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلَى اخْتِلَافِ حُكْمِ لُحُومِهِمَا .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''ایک گروہ کا مذہب ان آثار کے مطابق ہے، لہٰذا انہوں نے گھوڑے کے گوشت کو حلال قرار دیا ہے، ان اہل علم میں سے امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ بھی ہیں، ان لوگوں نے ان احادیث کے متواتر ومتظاہر ہونے کی وجہ سے (گھوڑے کی حلت پر) استدلال کیا ہے، اگر یہ معاملہ عقل وقیاس سے طے کیا گیا ہوتا، تو گھریلو گھوڑوں اور گھریلو گدھوں میں کوئی فرق نہ ہوتا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث جب صحیح ثابت ہو جائیں اور تواتر کو پہنچ جائیں، تو قیاس کرنے سے ان پر عمل کرنا اولیٰ ہے، خصوصاً جب سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے ایک حدیث میں بتایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے گھوڑے کے گوشت کو اسی وقت حلال قرار دیا تھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھریلو گدھے کے گوشت سے منع کیا تھا، اس سے معلوم ہوا کہ ان دونوں کے گوشت میں فرق ہے۔'' (شرح مَعاني الآثار للطّحاوي: ٤/٢١٠)

معارض دلائل کا جائزہ:

گھوڑے کی حرمت یا کراہت پر دلائل کا جائزہ ملاحظہ ہو۔

دلیل نمبر ①:

❁ (ا) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمانِ باری تعالیٰ: ﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا﴾ (النحل:٨) کے بارے میں فرماتے ہیں:

هٰذِهِ لِلرُّكُوبِ.

''یہ سواری کے لیے ہیں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور فرمانِ باری تعالیٰ: ﴿وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ﴾ (النحل:۵) کے بارے میں فرمایا:

هٰذِهٖ لِلْأَكْلِ .

''یہ کھانے کے لیے ہیں۔''

(تفسير الطّبري : ۱۷۳/۱۷)

تبصرہ:

قول سخت ضعیف ہے۔

① محمد بن حمید رازی ''ضعیف وکذاب'' ہے۔

② ابواسحاق سبیعی مدلس اور مختلط ہے۔

③ رجل مبہم ہے۔

(ب) تفسیر طبری (۱۷۳/۱۷) کی سند بھی ضعیف ہے، یحییٰ بن ابی کثیر مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

(ج) اس کی ایک اور سند بھی ہے۔

(تفسير الطّبري : ۱۷۳/۱۷)

یہ سند ضعیف ہے۔

① سفیان بن وکیع ''ضعیف'' ہے۔

② محمد بن عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ ''ضعیف'' اور ''سیء الحفظ'' ہے۔

(د) تفسیر طبری (۱۷۳/۱۷) میں ایک سند ہے۔

یہ سند بھی ضعیف ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① قیس بن ربیع ''ضعیف'' ہے۔

② محمد بن عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ ''ضعیف'' اور ''سی ءالحفظ'' ہے۔

معلوم ہوا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول تمام سندوں سے ضعیف ہے۔

فائدہ نمبر ①:

حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ گھوڑے کی حرمت کتاب اللہ سے ثابت ہے، اس پر آیت کریمہ (سورت نحل:۸) پیش کی۔

(تفسير الطّبري : ۱۷۳/۱۷، وسندهٗ صحيحٌ)

فائدہ نمبر ②:

مجاہد رحمہ اللہ سے گھوڑے کے گوشت کے بارے میں سوال ہوا، تو آپ رحمہ اللہ نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی، گویا آپ رحمہ اللہ نے اس کے گوشت کو مکروہ خیال کیا۔

(مُصنّف ابن أبي شيبة : ۲۵۹/۸، وسندهٗ صحيحٌ)

فائدہ نمبر ③:

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيرِ أَنَّهَا لَا تُؤْكَلُ .

''سب سے بہترین بات جو میں نے گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کے بارے میں سنی ہے کہ انہیں کھایا نہیں جائے گا۔'' پھر آپ رحمہ اللہ نے یہ آیت پڑھی۔

(مشكل الآثار للطّحاوي : ۷۴/۸۔۷۵، وسندهٗ صحيحٌ)

لیکن اس آیت سے گھوڑے کے گوشت کا حرام ہونا یا مکروہ ہونا محل نظر ہے۔

❀ امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ (۳۱۰ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَلصَّوَابُ مِنَ الْقَوْلِ فِي ذٰلِكَ عِنْدَنَا مَا قَالَهُ أَهْلُ الْقَوْلِ الثَّانِي ..... وَفِي إِجْمَاعِ الْجَمِيعِ عَلٰى أَنَّ رُكُوبَ مَا قَالَ تَعَالٰى ذِكْرُهُ : ﴿وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ﴾(النّحل : ٥) جَائِزٌ حَلَالٌ غَيْرُ حَرَامٍ، دَلِيلٌ وَاضِحٌ عَلٰى أَنَّ أَكْلَ مَا قَالَ : ﴿لِتَرْكَبُوهَا﴾(النّحل : ٨) جَائِزٌ حَلَالٌ غَيْرُ حَرَامٍ، إِلَّا بِمَا نُصَّ عَلٰى تَحْرِيمِهِ أَوْ وُضِعَ عَلٰى تَحْرِيمِهِ دَلَالَةٌ مِنْ كِتَابٍ أَوْ وَحْيٍ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَّا بِهٰذِهِ الْآيَةِ فَلَا يَحْرُمُ أَكْلُ شَيْءٍ، وَقَدْ وَضَعَ الدَّلَالَةَ عَلٰى تَحْرِيمِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ بِوَحْيِهِ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَلَى الْبِغَالِ بِمَا قَدْ بَيَّنَّا فِي كِتَابِنَا كِتَابِ الْأَطْعِمَةِ بِمَا أَغْنٰى عَنْ إِعَادَتِهِ فِي هٰذَا الْمَوْضِعِ، إِذْ لَمْ يَكُنْ هٰذَا الْمَوْضِعُ مِنْ مَوَاضِعِ الْبَيَانِ عَنْ تَحْرِيمِ ذٰلِكَ، وَإِنَّمَا ذَكَرْنَا مَا ذَكَرْنَا لِيَدُلَّ عَلٰى أَنَّهُ لَا وَجْهَ لِقَوْلِ مَنِ اسْتَدَلَّ بِهٰذِهِ الْآيَةِ عَلٰى تَحْرِيمِ لَحْمِ الْفَرَسِ .

''اس بارے میں ہمارے نزدیک دوسرے قول والوں کی بات درست ہے (یعنی گھوڑا حلال ہے).....اس لیے کہ تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے، ان پر سواری کرنا جائز ہے، حرام نہیں، یہ واضح دلیل ہے کہ جن جانوروں کو سواری کے لیے پیدا کیا گیا ہے، ان کو کھانا بھی حلال و جائز ہے، سوائے ان چیزوں کے، جن کی حرمت پر کتاب وسنت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں نص قائم کردی گئی ہو۔ رہی یہ آیت کریمہ، تو اس سے کسی چیز کی حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ گھریلو گدھوں اور خچروں کی حرمت پر دلالت وحی رسول ﷺ کے ذریعے کردی گئی ہے، جس کی وضاحت ہم اپنی کتاب، کتاب الاطعمہ میں کر چکے ہیں، جس کے اعادہ کی ضرورت نہیں، کیونکہ یہ مقام اس کی حرمت بیان کرنے کا نہیں۔ یہ باتیں جو ہم نے کی ہیں، وہ صرف یہ بتانے کے لیے کی ہیں کہ گھوڑے کی حرمت پر اس آیت کریمہ سے استدلال کرنے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔'' (تفسير الطّبري : ۱۷/۱۷۳)

❁ علامہ ابوعبداللہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلصَّحِيحُ الَّذِي يَدُلُّ عَلَيْهِ النَّظَرُ وَالْخَبَرُ جَوَازُ أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ، وَأَنَّ الْآيَةَ وَالْحَدِيثَ لَا حُجَّةَ فِيهِمَا لَازِمَةً، أَمَّا الْآيَةُ فَلَا دَلِيلَ فِيهَا عَلٰى تَحْرِيمِ الْخَيْلِ، إِذْ لَوْ دَلَّتْ عَلَيْهِ لَدَلَّتْ عَلٰى تَحْرِيمِ لُحُومِ الْحُمُرِ، وَالسُّورَةُ مَكِّيَّةٌ، وَأَيُّ حَاجَةٍ كَانَتْ إِلٰى تَجْدِيدِ تَحْرِيمِ لُحُومِ الْحُمُرِ عَامَ خَيْبَرَ وَقَدْ ثَبَتَ فِي الْأَخْبَارِ تَحْلِيلُ الْخَيْلِ عَلٰى مَا يَأْتِي، وَأَيْضًا لَمَّا ذَكَرَ تَعَالٰى الْأَنْعَامَ ذَكَرَ الْأَغْلَبَ مِنْ مَنَافِعِهَا وَأَهَمَّ مَا فِيهَا، وَهُوَ حَمْلُ الْأَثْقَالِ وَالْأَكْلُ، وَلَمْ يَذْكُرِ الرُّكُوبَ وَلَا الْحَرْثَ بِهَا وَلَا غَيْرَ ذٰلِكَ مُصَرَّحًا بِهٖ، وَقَدْ تُرْكَبُ وَيُحْرَثُ بِهَا، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَنْعَامَ لِتَرْكَبُوا مِنْهَا وَمِنْهَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تَأْكُلُونَ﴾ وَقَالَ فِي الْخَيْلِ : ﴿لِتَرْكَبُوها وَزِينَةً﴾ فَذَكَرَ أَيْضًا أَغْلَبَ مَنَافِعِهَا وَالْمَقْصُودُ مِنْهَا، وَلَمْ يَذْكُرْ حَمْلَ الْأَثْقَالِ عَلَيْهَا، وَقَدْ تُحْمَلُ كَمَا هُوَ مُشَاهَدٌ فَلِذٰلِكَ لَمْ يَذْكُرِ الْأَكْلَ، وَقَدْ بَيَّنَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ الَّذِي جَعَلَ إِلَيْهِ بَيَانَ مَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ مَا يَأْتِي، وَلَا يَلْزَمُ مِنْ كَوْنِهَا خُلِقَتْ لِلرُّكُوبِ وَالزِّينَةِ أَلَّا تُؤْكَلَ، فَهٰذِهِ الْبَقَرَةُ قَدْ أَنْطَقَهَا خَالِقُهَا الَّذِي أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَالَتْ : إِنَّمَا خُلِقَتْ لِلْحَرْثِ، فَيَلْزَمُ مِنْ عَلَّلَ أَنَّ الْخَيْلَ لَا تُؤْكَلُ لِأَنَّهَا خُلِقَتْ لِلرُّكُوبِ وَأَلَّا تُؤْكَلَ الْبَقَرُ لِأَنَّهَا خُلِقَتْ لِلْحَرْثِ، وَقَدْ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى جَوَازِ أَكْلِهَا، فَكَذٰلِكَ الْخَيْلُ بِالسُّنَّةِ الثَّابِتَةِ فِيهَا .

”صحیح بات جس پر عقل ونقل دلیل ہیں، وہ یہ ہے کہ گھوڑے کا گوشت حلال ہے، نیز اس آیت اور حدیث میں (گھوڑے کی حرمت یا کراہت پر) ایسی کوئی دلیل نہیں، رہی آیت تو اس میں دلیل اس لیے نہیں کہ یہ آیت مکی ہے، اگر یہ آیت حرمت پر دلالت کرتی ہوتی، تو خیبر والے سال دوبارہ حرمت بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ پھر احادیث میں گھوڑے کی حلت ذکر ہوگئی ہے، جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے جانوروں کے فوائد بیان کیے ہیں، تو اہم اور غالب فوائد، یعنی کھانا اور بوجھ اٹھانا، بیان کیے ہیں، سواری اور ہل چلانے وغیرہ والے فوائد صراحت سے بیان نہیں کیے، حالانکہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ان پر کبھی سواری اور ہل چلانے کا کام بھی لیا جاتا ہے۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے:
﴿اَللّٰهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَنْعَامَ لِتَرْكَبُوا مِنْهَا وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ﴾
(غافر:۷۹)''اللہ وہ ذات ہے،جس نے تمہارے لیے چوپائے (مویشی) پیدا کیے،تاکہ تم ان پر سواری کرو اور کچھ کو تم کھاتے ہو۔'' گھوڑوں کے بارے میں فرمایا:﴿لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً﴾ (النحل:۸)''تاکہ تم ان پر سوار ہو جاؤ اور تاکہ وہ زینت کا سامان ہوں۔'' یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے گھوڑوں کے اہم اور اغلب فوائد ذکر کیے ہیں،بوجھ اٹھانے کا ذکر نہیں کیا گیا،حالانکہ ان پر کبھی بوجھ لادا جاتا ہے،جیسا کہ مشاہدہ میں آتا رہتا ہے،بالکل اسی طرح اس کو کھانے کا بھی ذکر نہیں کیا گیا۔ نبی کریم ﷺ جن کے ذمہ قرآن کی وضاحت لگائی گئی ہے،انہوں نے اس کی وضاحت کی ہے،جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔گھوڑے کے سواری اور زینت کے لیے پیدا کیے جانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کا گوشت نہ کھایا جائے،یہ گائے ہے،جس کو اس ذات نے گویا کیا تھا،جس نے ہر چیز کو قوتِ گویائی دی ہے اور اس نے بول کر کہا تھا (جیسا کہ حدیث میں بیان ہے) کہ وہ ہل چلانے کے لیے پیدا کی گئی ہے۔جن علتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ گھوڑے کو نہیں کھایا جائے گا،ان ہی علتوں سے یہ ثابت ہوگا کہ گائے کو بھی نہیں کھایا جائے گا،کیونکہ وہ ہل چلانے کے لیے پیدا کی گئی ہے، حالانکہ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ اس کو کھانا جائز ہے،اسی طرح گھوڑوں کے بارے میں بھی سنتِ ثابتہ ہے (کہ اس کو کھانا جائز ہے)۔''

(تفسير القُرطبي : ۷٦/۱۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک شبہ اور اس کا ازالہ:

❁ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

إِنْ قِيلَ : الرِّوَايَةُ عَنْ جَابِرٍ بِأَنَّهُمْ أَكَلُوهَا فِي خَيْبَرَ حِكَايَةُ حَالٍ وَقَضِيَّةٌ فِي عَيْنٍ، فَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونُوا ذَبَحُوا لِضَرُورَةٍ، وَلَا يُحْتَجُّ بِقَضَايَا الْأَحْوَالِ، قُلْنَا : الرِّوَايَةُ عَنْ جَابِرٍ وَإِخْبَارِهِ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَأْكُلُونَ لُحُومَ الْخَيْلِ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُزِيلُ ذٰلِكَ الْاِحْتِمَالَ، وَلَوْ سَلَّمْنَاهُ فَمَعَنَا حَدِيثُ أَسْمَاءَ قَالَتْ : نَحَرْنَا فَرَسًا عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِالْمَدِينَةِ فَأَكَلْنَاهُ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَكُلُّ تَأْوِيلٍ مِنْ غَيْرِ تَرْجِيحٍ فِي مُقَابَلَةِ النَّصِّ فَإِنَّمَا هُوَ دَعْوًى، لَا يُلْتَفَتُ إِلَيْهِ وَلَا يُعَرَّجُ عَلَيْهِ، وَقَدْ رَوَى الدَّارَقُطْنِيُّ زِيَادَةً حَسَنَةً تَرْفَعُ كُلَّ تَأْوِيلٍ فِي حَدِيثِ أَسْمَاءَ، قَالَتْ أَسْمَاءُ : كَانَ لَنَا فَرَسٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَتْ أَنْ تَمُوتَ فَذَبَحْنَاهَا فَأَكَلْنَاهَا، فَذَبْحُهَا إِنَّمَا كَانَ لِخَوْفِ الْمَوْتِ عَلَيْهَا لَا لِغَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْأَحْوَالِ .

''اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ خیبر میں گھوڑے کو کھانے والی سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث حکایت حال ہے اور ایک خاص واقعہ ہے۔ ممکن ہے کہ صحابہ کرام نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گھوڑے کو ضرورت کی بنا پر ذبح کیا ہو، لہٰذا مخصوص حالات میں پیش آنے والے واقعات سے دلیل نہیں لی جاتی۔ ہماری طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت اور یہ بیان کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں گھوڑے کا گوشت کھاتے تھے، اس احتمال کو دور کر دیتا ہے۔ اگر پھر بھی اس احتمال کو تسلیم کر لیا جائے، تو ہمارے پاس سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے، انہوں نے بیان کیا ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں مدینہ میں ایک گھوڑا ذبح کیا، پھر اسے کھایا، یہ صحیح مسلم کی حدیث ہے۔

نص کے مقابلہ میں بغیر کسی وجہ ترجیح کے کی گئی ہر تاویل محض دعویٰ ہے، جس کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا اور اس کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس حدیث میں ایک خوبصورت زیادت بیان کی ہے، جو سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہونے والی ہر تاویل کو ختم کرتی ہے، سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں ہمارا ایک گھوڑا تھا، وہ مرنے لگا، تو ہم نے اسے ذبح کر لیا، پھر ہم نے اسے کھایا، چنانچہ اس کو ذبح کرنا صرف اس کے مرنے کے ڈر سے تھا، کسی اور وجہ سے نہ تھا۔''

(تفسير القُرطبي : ٧٦/١٠)

دلیل نمبر ②:

❁ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ، وَالْبِغَالِ، وَالْحَمِيرِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے، خچر اور گھریلو گدھے کے گوشت کھانے سے منع فرمایا۔''

(مسند الإمام أحمد : ٨٩/٤، سنن أبي داوٗد : ٣٧٩٠، سنن ابن ماجه : ٣١٩٨، شرح مَعاني الآثار للطّحاوي : ٢١٠/٤، المُعجم الكبير للطّبراني : ٣٨٢٢، سنن الدّارقطني : ٢٨٧/٤، التّمهيد لابن عبد البر : ١٢٨/١٠)

تبصرہ:

روایت بالاتفاق ضعیف ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ مِنْ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ وَغَيْرِهِمْ عَلٰى أَنَّهٗ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ.

''محدثین اور دیگر علما کا اتفاق ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔''

(شرح صحيح مسلم : ٩٦/١٣، المَجموع : ٤/٩)

① صالح بن یحییٰ بن مقدام ''مجہول'' ہے۔

❁ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ نَظَرٌ. ''اس کی عدالت محل نظر ہے۔''

(التّاريخ الكبير : ٢٩٣/٤)

❁ حافظ موسیٰ بن ہارون حمال رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ صَالِحُ بْنُ يَحْيٰى وَلَا أَبُوهُ إِلَّا بِجَدِّهٖ.

''صالح بن یحییٰ اور اس کے باپ کی روایت صرف اس (صالح) کے دادا (مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ) سے ہی معلوم ہوئی ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(سنن الدّارقطني : ٢٧٨/٤، وسندهٗ صحيحٌ)

اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات (۶/۴۵۹)'' میں ذکر کیا ہے۔

اس حدیث کے بارے میں:

❁ حافظ خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي إِسْنَادِهٖ نَظَرٌ .

''اس کی سند محل نظر ہے۔''

(مَعالم السّنن : 245/4)

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ ضَعِيفٌ .

''یہ حدیث ضعیف ہے۔''

(سنن الدّارقطني : ٢٧٨/٤)

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْحَدِيثُ غَيْرُ ثَابِتٍ، وَإِسْنَادُهٗ مُضْطَرِبٌ .

''یہ حدیث ثابت نہیں اور اس کی سند مضطرب ہے۔''

(السّنن الصغرٰی : ٦٣/٤-٦٤)

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَا تَقُومُ بِهٖ حُجَّةٌ لِضَعْفِ إِسْنَادِهٖ .

''اس حدیث سے دلیل نہیں بنتی، کیونکہ اس کی سند ضعیف ہے۔''

(التّمهيد : ١٢٨/١٠)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهُمَا أَصْلَحُ مِنْ هٰذَا الْإِسْنَادِ .

''ان دونوں (سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اور سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی گھوڑے کی حلت والی حدیثوں) کی سند اس حدیث کی سند سے اچھی ہے۔''

(الضّعفاء الكبير : ٢٠٦/٢)

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ نے اسے ''موضوع'' (من گھڑت) کہا ہے۔

(المُحلّٰى : ١٠٠/٨)

❁ حافظ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ ضَعِيفٌ .

''اس کی سند ضعیف ہے۔''

(شرح السُّنة : ٢٥٥/١١)

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ لَا يَصْلُحُ لِمُعَارَضَتِهٖ حَدِيثَ جَابِرٍ الْمُتَّفَقِ عَلٰى صِحَّتِهٖ .

''یہ حدیث ضعیف ہے، اسے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی بالاتفاق صحیح حدیث کے معارض پیش نہیں کیا جا سکتا۔''

(التّنبيه على مُشكلات الهِداية : ٧٤١/٥)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدِيثُ خَالِدٍ لَا يَصِحُّ ، فَقَدْ قَالَ أَحْمَدُ : إِنَّهٗ حَدِيثٌ مُنْكَرٌ .

''سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی حدیث ثابت نہیں، امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ یہ حدیث منکر ہے۔‘‘

(التّلخيص الحَبير : ١٤١/٤)

دلیل نمبر ③:

❁ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

حَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحُمُرَ الْإِنْسِيَّةَ وَلُحُومَ الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ .

’’رسول اللہ ﷺ نے گھریلو گدھوں، گھوڑوں اور خچروں کے گوشت کو حرام قرار دیا ہے۔‘‘

(شرح مشكل الآثار للطّحاوي : ٣٠٦٤)

تبصرہ:

روایت ضعیف و مضطرب ہے۔

① عکرمہ بن عمار کی روایت یحییٰ بن ابی کثیر سے مضطرب ہوتی ہے۔

❁ امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ أَهْلَ الْحَدِيثِ يُضَعِّفُونَ حَدِيثَ عِكْرِمَةَ عَنْ يَحْيَى وَلَا يَجْعَلُونَهُ فِيهِ حُجَّةً .

’’محدثین عظام نے عکرمہ کی یحییٰ سے حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے اور وہ اس سے حجت نہیں پکڑتے تھے۔‘‘

(شرح مشكل الآثار، تحت الرقم : ٣٠٦٤)

② یحییٰ بن ابی کثیر کا عنعنہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ:

علامہ مظہری حنفی رحمہ اللہ (۱۲۲۵ھ) فرماتے ہیں:

لَحْمُ الْبَغَلِ وَالْحِمَارِ حَرَامٌ بِالْإِتِّفَاقِ .

''خچر اور گدھے کا گوشت بالاتفاق حرام ہے۔''

(المَفاتيح في شرح المَصابيح : ٤/٤٨٧، شرح المَصابيح لابن الملك : ٤/٥٢١)

الحاصل:

گھوڑا حلال ہے۔ اس کے حرام ہونے پر قرآن وحدیث میں کوئی دلیل نہیں، اس کے برعکس اس کی حلت پر قوی احادیث موجود ہیں۔

- علامہ اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

''گھوڑے کا کھانا جائز ہے، لیکن بہتر نہیں۔''

(بہشتی زیور، حصہ سوم، صفحہ نمبر ۵۶، مسئلہ نمبر ۲)

- نیز لکھتے ہیں:

''ہرن، نیل گائے، گھوڑا وغیرہ جو انعام (مویشی چوپائے) کے مشابہ ہیں، حلال ہیں۔'' (تفسیر بیان القرآن، ص ۴۴۵)

- مفتی کفایت اللہ دہلوی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

''سوال: کن جانوروں کا جوٹھا پانی پاک ہے؟

جواب: آدمی اور حلال جانوروں کا جوٹھا پانی پاک ہے، جیسے گائے، بکری، کبوتر، گھوڑا!''

(تعلیم الاسلام: ۳۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۱۳)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: ظلم کیا ہے؟

جواب: کسی شے کو اس کی مقررہ جگہ کے بجائے دوسری جگہ رکھنا ظلم ہے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْحَدِيثِ وَالنُّظَّارِ : بَلِ الظُّلْمُ هُوَ وَضْعُ الشَّيْءِ فِي غَيْرِ مَوْضِعِهِ .

''بہت سے اہل سنت، محدثین اور اہل نظر نے فرمایا ہے: ظلم سے مراد کسی شے کو اس کی اصل جگہ کی بجائے کسی دوسری جگہ رکھنا۔''

(مجموع الفتاوی : 507/8)

سب سے بڑا ظلم شرک ہے، کیونکہ عبادت کے لائق صرف اللہ کی ذات ہے، اب عبادت میں باری تعالیٰ کے ساتھ غیر کو بھی شریک کر لیا جائے، تو یہ بہت بڑا ظلم ہوگا۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ (لقمان : ۱۳)

''بلاشبہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔''

❁ ایک مقام پر فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ الظَّالِمِينَ﴾(یونس : ۱۰۶)

''اللہ تعالیٰ کے علاوہ ایسی ہستیوں کو مت پکارو، جو آپ کو نہ نفع دے سکتی ہیں، نہ نقصان۔ اگر آپ نے ایسا کیا، تو آپ ظالموں میں سے ہوں گے۔''

❁ شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ (۱۳۷۶ھ) نے شرک کو ظلم عظیم قرار دیے جانے کی توجیہ بڑے عمدہ پیرائے میں بیان کی ہے، لکھتے ہیں:

''شرک کے ظلم عظیم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس شخص سے بڑھ کر قبیح اور رسوا کوئی نہیں ہوسکتا، جو مٹی سے پیدا کی گئی چیز کو جہانوں کے مالک کے برابر کردے، جو کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا، اسے ہر چیز پر مختار کے برابر کردے، جو ہر طرح سے فقیر اور ناقص کو ہر لحاظ سے کامل وغنی رب کے برابر کردے، جو کسی ایک کو ذرہ دینے کی ہمت نہیں رکھتا، اسے تمام مخلوقات کو دینی ودنیوی، اخروی اور جسمانی وروحانی ہر طرح کی نعمتیں اکیلے دینے والے اور ہر برائی کو اکیلے دور کرنے والے کے برابر کردے، کیا اس سے بڑھ کر کوئی ظلم ہے؟ اور کیا اس سے بڑھ کر کوئی ظلم ہے کہ جسے اللہ نے اپنی عبادت وتوحید کے لیے پیدا کیا، وہ اپنی پاکیزہ جان کو گھٹیا ترین مرتبے میں ڈال دے؟''

(تفسير السّعدي : 2/155-156)

سوال: جوتا نجاست آلود ہو، تو کیا وہ مٹی میں رگڑنے سے پاک ہوجاتا ہے؟

جواب: جوتا نجاست آلود ہو، تو زمین پر چلنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ اس سے نجاست کا اثر زائل ہوجائے، تو پاک ہوجائے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي نَعْلَيْهِ، فَصَلَّى النَّاسُ فِي نِعَالِهِمْ، ثُمَّ أَلْقٰى نَعْلَيْهِ، فَأَلْقَى النَّاسُ نِعَالَهُمْ وَهُمْ فِي الصَّلَاةِ، فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ قَالَ : مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى إِلْقَاءِ نِعَالِكُمْ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالُوا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، رَأَيْنَاكَ فَعَلْتَ فَفَعَلْنَا، قَالَ : إِنَّ جِبْرِيلَ أَخْبَرَنِي أَنَّ فِيهَا أَذًى، فَإِذَا أَتٰى أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَنْظُرْ فَإِنْ رَأَى فِي نَعْلَيْهِ أَذًى، وَإِلَّا فَلْيُصَلِّ فِيهِمَا .

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتے پہن کر نماز پڑھائی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے بھی جوتوں سمیت نماز ادا کی، پھر دوران نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتے اتار دیئے، یہ دیکھ کر صحابہ نے بھی جوتے اتار دیے، نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ نے جوتے کیوں اتارے؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ کو دیکھا، تو اتار دیے، فرمایا: مجھے جبریل علیہ السلام نے بتایا تھا کہ جوتا نجاست آلود ہے۔ لہٰذا آپ مسجد آنے سے قبل جوتا دیکھ لیا کریں، اس میں نجاست ہو، تو اتار دیا کریں، ورنہ اسی میں نماز ادا کر لیا کریں۔''

(مسند الطّيالسي، ص 286، مسند الإمام أحمد : 20/3، سنن أبي داوٗد : 650، مسند ابن حميد : 880، مسند أبي يعلى : 1194، السنن الكبرٰى للبيهقي : 406/2، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (۱۰۱۷) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۲۱۸۵) نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ حاکم رحمہ اللہ (۱/۲۶۰) نے اس کو امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(خلاصة الأحكام : ۳۱۹/۱)

❁ اسی معنی کی دوسری روایت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

(صحيح ابن خزيمة : 786، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ اسی معنی کی ایک روایت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

(السنن الكبرىٰ للبيهقي : 404/2، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ لَا بَأْسَ بِهٖ .

''اس کی سند میں کوئی حرج نہیں۔''

تنبیہ:

اس بارے میں بعض غیر ثابت روایات بھی ہیں۔

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا وَطِئَ أَحَدُكُمْ بِنَعْلِهِ الْأَذٰى، فَإِنَّ التُّرَابَ لَهٗ طَهُورٌ .

''جب کوئی اپنے نجاست آلود جوتے میں چلے، تو مٹی اسے پاک کر دے گی۔''

(سنن أبي داود : 385)

سند ضعیف ہے۔ أُنْبِئْتُ کہہ کر روایت کی گئی ہے، معلوم نہیں یہ مبہم راوی کون ہے؟

❁ سنن ابی داود (۳۸۶) والی سند بھی ضعیف ہے۔

① محمد بن عجلان مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی، نیز ان کی سعید بن ابی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سعید مقبری سے روایت میں کلام ہے۔

② محمد بن کثیر صنعانی کثیر الغلط ہے، اس نے اوزاعی سے کئی غیر محفوظ روایات بیان کی ہیں۔

❁ یہی معنی کی روایت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔

(سنن أبي داود : 387)

اس کی سند ضعیف ہے۔قعقاع بن حکیم کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع نہیں۔

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ مُرْسَلٌ، اَلْقَعْقَاعُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَائِشَةَ .

''روایت مرسل ہے،قعقاع نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع نہیں کیا۔''

(الخلافيات :75/1)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک دوسری روایت بھی ہے۔

(مسند أبي يعلى : 4869)

سند باطل ہے۔عبداللہ بن سمعان ''متروک وکذاب'' ہے۔

سوال: میرے شوہر نے مجھے ایک طلاق زبانی کلامی دی ہے۔ دوسری طلاق بذریعہ کورٹ دی، مگر عدالتی طلاق کا پراسس ابھی مکمل نہیں ہوا۔ دو سال ہو گئے ہم ایک دوسرے سے نہیں ملے۔ میرا شوہر میرے حقوق پورے نہیں کرتا۔ مجھے کیا کرنا چاہیے؟

جواب: بشرط صحت سوال شریعت کی رُو سے آپ کے شوہر کی زبانی کلامی دی گئی طلاق واقع ہو چکی ہے۔ اسے عدت کے دوران رجوع کا حق حاصل تھا۔ رجوع نہ کرنے کی صورت میں آپ اس کے عقد سے جدا ہو چکی ہیں۔ لہٰذا آپ کو اپنے متعلق فیصلہ کرنے کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختیار حاصل ہے۔

جو طلاق کورٹ کے ذریعے بھیجی گئی ہے، وہ اگر پہلی طلاق کی عدت کے دوران دی ہے، تو شریعت کی رُو سے واقع ہو چکی ہے، خواہ مقامی عدالت کا پراسس مکمل نہ ہوا ہو اور اگر پہلی طلاق کی عدت گزرنے کے بعد دی ہے، تو شرعاً وہ طلاق رائیگاں ہے، کیونکہ آپ پہلے ہی عقد سے جدا ہو چکی ہیں۔

اگر بالفرض والمحال پہلی طلاق شوہر تسلیم نہ کرے، تو کورٹ کے ذریعے بھیجی گئی طلاق مؤثر ہو چکی ہے، کیونکہ عدت کے اندر رجوع کا حق تھا، جو کہ ختم ہوا۔ لہٰذا عدت کے بعد آپ اس کے عقد سے خارج ہو گئی ہیں، اپنے متعلق فیصلہ کرنے کا اختیار رکھتی ہیں۔

یاد رہے کہ مطلقہ غیر حاملہ کی عدت تین حیض ہے۔

صورت مسئولہ کے مطابق آپ اپنے شوہر کی بیوی نہیں رہیں۔ شریعت کی رُو سے آپ کو آگے نکاح کرنے کا اختیار حاصل ہے، لہٰذا آپ کو چاہیے کہ اپنا مسئلہ چند معززین کے سامنے رکھیں اور انہیں تمام صورت حال سے آگاہ کریں، انہیں اعتماد میں لے کر آگے نکاح کر لیں، باقی ریاست کے عائلی قوانین کا پاس کرنا چاہیے، یہ ایک الگ مسئلہ ہے، جو شرعی نکاح میں مانع نہیں۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ سَأَلَ أُخْتَهُ أُمَّ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّ فِي الثَّوْبِ الَّذِي يُجَامِعُهَا فِيهِ؟ فَقَالَتْ : نَعَمْ إِذَا لَمْ يَرَ فِيهِ أَذًى .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن اُم حبیبہ زوجۂ رسول رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کپڑوں میں نماز پڑھ لیتے تھے، جن میں اُن کے ساتھ ازدواج قائم کرتے تھے؟ کہتی ہیں: جی ہاں، اگر ان کپڑوں میں آلائش نہ دیکھتے تو۔''

(سنن أبي داود : 366)

جواب: سند ضعیف ہے۔ سوید بن قیس تجیبی کا سیدنا معاویہ بن حدیج رضی اللہ عنہ سے سماع معلوم نہیں ہو سکا۔

سوال: کیا مرد کے لیے عورت کے وضو یا غسل سے باقی ماندہ پانی سے وضو یا غسل کرنا درست ہے؟

جواب: جائز ہے۔ عورت کا مستعمل پانی بھی پاک ہے۔ احادیث میں جو نہی آئی ہے، وہ تنزیہی کے لیے ہے کہ بچنا بہتر ہے۔

❁ سیدنا حکم بن عمرو اقرع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى أَنْ يَّتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ طَهُورِ الْمَرْأَةِ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو منع فرمایا کہ وہ عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرے۔''

(مسند الإمام احمد : 66/5، سنن أبي داود : 82، سنن النّسائي : 343، سنن التّرمذي : 64، سنن ابن ماجه : 374، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن''، امام ابن ماجہ اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۲۶۰) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سوادہ بن قیس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

انْتَهَيْتُ إِلَى الْحَكَمِ الْغِفَارِيِّ وَهُوَ بِالْمِرْبَدِ، وَهُوَ يَنْهَاهُمْ عَنْ فَضْلِ طَهُورِ الْمَرْأَةِ.

''میں سیدنا حکم غفاری رضی اللہ عنہ کے پاس ''مربد'' میں حاضر ہوا، آپ رضی اللہ عنہ عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا منع کرتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 355، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ایک صحابی بیان کرتے ہیں:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَغْتَسِلَ الْمَرْأَةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ، أَوْ يَغْتَسِلَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ.

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ عورت اور مرد ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے غسل کریں۔''

(سنن أبي داود :81، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رُوَاتُهٗ ثِقَاتٌ.

''اس کے راوی ثقہ ہیں۔''

(السّنن الكبرىٰ :190/1)

حافظ نووی رحمہ اللہ (المجموع :۲/۱۹۱)، حافظ عراقی رحمہ اللہ (طرح التثریب :۲/۴۰) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (بلوغ المرام :۷) نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رِجَالُهُ ثِقَاتٌ وَلَمْ أَقِفْ لِمَنْ أَعَلَّهُ عَلٰى حُجَّةٍ قَوِيَّةٍ .

''اس کے راوی ثقہ ہیں، میرے مطابق اس روایت کو معلول قرار دینے والے کے پاس کوئی قوی دلیل نہیں۔''

(فتح الباري :300/1)

❁ علامہ ابن ترکمانی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هٰذَا لَيْسَ بِمَرْسَلٍ، بَلْ هُوَ مُتَّصِلٌ .

''یہ روایت مرسل نہیں، متصل ہے۔''

(الجَوهر النّقي :192/1)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے:

لَا بَأْسَ أَنْ يُغْتَسَلَ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ مَا لَمْ تَكُنْ حَائِضًا أَوْ جُنُبًا .

''عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ حائضہ اور جنبی نہ ہو۔''

(موطأ الإمام مالك :52/1، وسندهٗ صحيحٌ)

ان روایات میں نہی تنزیہی ہے۔ جبکہ دیگر روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو یا غسل کیا جا سکتا ہے، جمہور اہل علم کا یہی مؤقف ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

اغْتَسَلَ بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَفْنَةٍ، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَتَوَضَّأَ مِنْهَا أَوْ يَغْتَسِلَ، فَقَالَتْ لَهٗ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي كُنْتُ جُنُبًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ الْمَاءَ لَا يُجْنِبُ .

''نبی کریم ﷺ کی کسی بیوی نے ٹب میں غسل کیا، تو آپ ﷺ تشریف لائے اور اس ٹب سے وضو یا غسل کرنے لگے، تو زوجہ محترمہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں نے غسل جنابت کیا ہے! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانی تو جنبی نہیں ہوتا۔''

(سنن أبي داود : 68، صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ (۶۵) نے ''حسن صحیح''، امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۴۸)، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۰۹)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۲۴۸)، امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۲۶۰)، حافظ نووی رحمہ اللہ (الایجاز : ۲۹۸) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (فتح الباری : ۱/۳۰۰) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❁ امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا خَبَرٌ عِنْدَنَا صَحِيحٌ سَنَدُهٗ .

''ہمارے نزدیک اس حدیث کی سند صحیح ہے۔''

(تهذيب الآثار [مسند ابن عباس] : 693/2)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ بِفَضْلِ مَيْمُونَةَ .

''رسول اللہ ﷺ میمونہ رضی اللہ عنہا کے بچے ہوئے پانی سے غسل فرما لیا کرتے تھے۔''

(صحيح مسلم : 323)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَيْمُونَةَ كَانَا يَغْتَسِلَانِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ .

''نبی کریم ﷺ اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا ایک ہی برتن سے غسل کرلیا کرتے تھے۔''

(صحيح البخاري : 253، صحيح مسلم : 322)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، تَخْتَلِفُ أَيْدِينَا فِيهِ .

''میں اور نبی کریم ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کرلیا کرتے تھے، ہمارے ہاتھ برتن میں باہم ٹکراتے تھے۔''

(صحيح البخاري : 261، صحيح مسلم : 321)

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

إِنَّ فَضْلَ الْمَرْأَةِ لَا بَأْسَ بِالْوُضُوءِ مِنْهُ .

''(یہ حدیث دلیل ہے کہ) عورت کے باقی ماندہ پانی سے وضو کرنا جائز ہے۔''

(التّمهيد : 103/8)

❁ عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا بَأْسَ بِفَضْلِ وَضُوءِ الْمَرْأَةِ .

''عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی (کو استعمال کرنے) میں کوئی حرج نہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 351، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنَّهُ سُئِلَ عَنْ فَضْلِ الْحَائِضِ يُتَوَضَّأُ مِنْهُ؟ قَالَ : نَعَمْ .

''آپ رحمہ اللہ سے حائضہ کے بچے ہوئے پانی کے بارے میں پوچھا گیا کہ اس سے وضو کیا جا سکتا ہے؟ تو فرمایا: جی ہاں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 352، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلَّذِي ذَهَبَ إِلَيْهِ جُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ وَجَمَاعَةُ فُقَهَاءِ الْأَمْصَارِ أَنَّهُ لَا بَأْسَ أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ وَتَتَوَضَّأَ الْمَرْأَةُ بِفَضْلِهِ انْفَرَدَتْ بِالْإِنَاءِ أَوْ لَمْ تَنْفَرِدْ وَفِي مِثْلِ هٰذَا آثَارٌ كَثِيرَةٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِحَاحٌ .

''جمہور اہل علم اور فقہائے امصار کا مذہب ہے کہ مرد اور عورت ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے وضو کر سکتے ہیں، خواہ برتن الگ الگ ہو یا اکٹھا ہو۔ اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی صحیح احادیث منقول ہیں۔''

(التّمهيد : 165/14)

سوال: کیا اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں شرک ہو سکتا ہے؟

جواب: بعض یہ کہتے ہیں کہ اب امت میں شرک نہیں آ سکتا، لہٰذا اُمت کا کوئی فرد مشرک ہو ہی نہیں سکتا، اس کے ثبوت پر وہ یہ حدیث پیش کرتے ہیں۔

❁ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنِّي وَاللّٰهِ! مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي .

''اللہ کی قسم! میں اس سے بے خوف ہو گیا ہوں کہ آپ میرے بعد سے شرک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریں گے۔‘‘

(صحيح البخاري : 1344، صحيح مسلم : 2296)

① یہ گمراہی پر مبنی نظریہ ہے۔ اسلاف اُمت میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں، کسی مسلمان نے اس حدیث سے یہ مسئلہ ثابت نہیں کیا کہ اب امت میں شرک نہیں آ سکتا، دراصل یہ بت پرستی کی حوصلہ افزائی ہے اور حدیث کی معنوی تحریف ہے اور مسلمانوں کے اجماعی نظریہ کی خلاف ورزی ہے۔

② حدیث میں یہ خطاب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو ہے، فی الواقع ایسا ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شرک نہیں کیا، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان برحق ہے۔

③ اس حدیث کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ مجھے ساری کی ساری امت کے مشرک ہو جانے کا ڈر نہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ بعض گروہ شرک میں مبتلا ہو جائیں گے۔

❁ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ، وَحَتّٰى تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي الْأَوْثَانَ .

’’اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی، جب تک میری امت کے بعض قبائل مشرکوں سے مل نہ جائیں اور جب تک میری امت کے بعض قبیلے بتوں کی پوجا نہ کرنے لگیں۔‘‘

(مسند الإمام أحمد : 278/5، سنن أبي داوٗد : 4252، سنن التّرمذي : 2129، سنن ابن ماجه : 2952، وسندهٗ صحيحٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَضْطَرِبَ أَلَيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ عَلٰى ذِي الْخَلَصَةِ .

''اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی، جب تک دوس قبیلہ کی عورتوں کی سرینیں ذی الخلصہ (بت) کے اردگرد چکر نہ لگائیں گی۔''

(صحيح البخاري : 7116، صحيح مسلم : 2906)

❁ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یوں باب قائم کیا ہے:

بَابُ تَغْيِيرُ الزَّمَانِ حَتّٰى تُعْبَدَ الْأَوْثَانِ .

''زمانہ اس قدر بدل جائے گا کہ بتوں کی پوجا شروع ہو جائے گی۔''

ثابت ہوا کہ اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں بھی شرک ہوگا۔

مذکورہ حدیث کے متعلق اہل علم کی آراء ملاحظہ فرمائیں:

① حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

أَيْ عَلٰى مَجْمُوعِكُمْ لِأَنَّ ذٰلِكَ قَدْ وَقَعَ مِنَ الْبَعْضِ .

''مراد یہ ہے کہ میں آپ سب پر شرک کا خوف نہیں کرتا، کیونکہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی امت کے) بعض افراد سے شرک کا صدور ہوا ہے۔''

(فتح الباري : 211/3)

② حافظ ابن عراقی رحمہ اللہ (۸۲۶ھ) فرماتے ہیں:

أَيْ مَجْمُوعَكُمْ، وَإِنْ كَانَ قَدْ يَقَعُ ذٰلِكَ لِبَعْضِهِمْ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''یعنی آپ سب مل کر شرک پر جمع نہیں ہو جائیں گے، اگرچہ مسلمانوں میں سے بعض لوگ اس میں مبتلا ہو چکے ہیں۔''

(طَرح التّثريب : 301/4)

③ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) فرماتے ہیں:

مَعْنَاهُ : عَلٰى مَجْمُوعِكُمْ لِأَنَّ ذٰلِكَ قَدْ وَقَعَ مِنَ الْبَعْضِ .

''اس کا معنی یہ ہے کہ میں آپ سب کے شرک میں واقع ہونے سے نہیں ڈرتا، کیونکہ بعض سے شرک سرزد ہو چکا ہے۔''

(عُمدة القاري : 491/12)

④ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

أَيْ : عَلٰى مَجْمُوعِكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي، لِأَنَّ ذٰلِكَ قَدْ وَقَعَ مِنَ الْبَعْضِ .

''اس کا معنی یہ ہے کہ میں آپ سب کے شرک میں پڑنے سے نہیں ڈرتا، کیونکہ بعض سے شرک واقع ہو گیا ہے۔''

(مِرقاة المَفاتيح : 3845/9)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ حَتّٰى تُعْبَدَ اللَّاتُ وَالْعُزّٰى .

''دن اور رات (کا نظام) ختم ہونے سے پہلے لات و عزیٰ کی عبادت شروع ہو جائے گی۔''

(صحيح مسلم : 2907)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سیّدنا جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات سے پانچ دن پہلے فرماتے ہوئے سنا:

أَلَا وَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوا يَتَّخِذُونَ قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ وَصَالِحِيهِمْ مَسَاجِدَ، أَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ، إِنِّي أَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ .

''خبردار! آپ سے پہلے والوں نے انبیاء اور صالحین کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا، آپ قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا، میں آپ کو اس سے منع کرتا ہوں۔''

(صحيح مسلم : 532)

❁ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرضِ موت میں فرمایا:

لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسْجِدًا .

''اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائے۔ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبریں عبادت گاہیں بنالی تھیں۔''

(صحيح البخاري : 1330، صحيح مسلم : 529)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

كَأَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِمَ أَنَّهُ مُرْتَحِلٌ مِنْ ذٰلِكَ الْمَرَضِ فَخَافَ أَنْ يُعَظَّمَ قَبْرُهُ كَمَا فَعَلَ مَنْ مَضٰى فَلَعَنَ الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى إِشَارَةً إِلٰى ذَمِّ مَنْ يَّفْعَلُ فِعْلَهُمْ .

''گویا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جان چکے تھے کہ آپ اس دنیا سے کوچ کرنے والے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں، تو آپ ﷺ کو اپنی قبر کی تعظیم کا خوف پیدا ہوا، جیسا کہ پہلے لوگ کرتے تھے، چنانچہ آپ ﷺ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت کی، یہ اشارہ کرنے کے لیے کہ جو شخص ان کی طرح کا کام کرے گا، وہ مذموم ہوگا۔''

(فتح الباري :532/1)

❁ اس حدیث کی شرح میں اہل علم فرماتے ہیں:

إِنَّهُ بِالتَّدْرِيجِ يَصِيرُ مِثْلُ عِبَادَةِ الْأَصْنَامِ .

''بلاشبہ (قبروں کو سجدہ گاہ بنانا) بالتدریج بتوں کی عبادت کی طرح بن جائے گا۔''

(الكواكب الدّراري : 71/21، اللّامع الصّبيح : 198/3، عمدة القاري : 2/22، شرح القسطلاني : 432/8)

سوال: کیا حسن بصری رحمہ اللہ کا سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے سماع ہے؟

جواب: راجح یہ ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ کا سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے سماع ثابت ہے۔

❁ امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ مَشَائِخَنَا وَإِنِ اخْتَلَفُوا فِي سَمَاعِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ فَإِنَّ أَكْثَرَهُمْ عَلٰى أَنَّهُ سَمِعَ مِنْهُ .

''حسن بصری رحمہ اللہ کے سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے سماع کے متعلق اگرچہ ہمارے مشائخ کا اختلاف ہے، مگر اکثر مشائخ کا مؤقف ہے کہ حسن بصری کا سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے سماع ثابت ہے۔''

(المستدرك على الصّحيحين، تحت الرقم : 7400)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کبیرہ گناہوں کی تعداد کتنی ہے؟

جواب: تابعین کا کبیرہ گناہوں کی تعداد میں اختلاف ہے، کیا ان کی کوئی متعین تعداد ہے؟ اس بارے میں دو قول ہیں، بعض کے ہاں جن سے اللہ نے قرآن میں منع فرما دیا، وہ کبیرہ ہیں، جبکہ بعض کہتے ہیں، جنکی ممانعت کے ساتھ لعنت، غضب یا عذاب کی وعید موجود ہے، وہ کبیرہ ہیں، اور بعض کے نزدیک جن پر دنیا میں حد یا آخرت میں وعید ہو، وہ کبیرہ ہیں۔

الحاصل تابعین اس پر تو متفق ہیں کہ گناہ کبیرہ وصغیرہ دونوں طرح کے ہوتے ہیں۔

❁ عوف رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قَامَ أَبُو الْعَالِيَةِ الرِّيَاحِيُّ عَلٰى حَلْقَةٍ أَنَا فِيهَا، فَقَالَ : إِنَّ نَاسًا يَقُولُونَ : الْكَبَائِرُ سَبْعٌ، وَقَدْ خِفْتُ أَنْ تَكُونَ الْكَبَائِرُ سَبْعِينَ أَوْ يَزِدْنَ عَلٰى ذٰلِكَ .

''ابو العالیہ ریاحی رحمہ اللہ ایک حلقہ سے کھڑے ہوئے، میں بھی اس میں موجود تھا، آپ نے فرمایا: لوگ تو کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہ سات ہیں، لیکن مجھے ڈر ہے کہ وہ ستر یا اس سے بھی زیادہ ہوں گے۔''

(تفسير الطّبري : ٦٥١/٦، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الْكَبَائِرَ فِيمَا بَيْنَ أَوَّلِ هٰذِهِ السُّورَةِ (سُورَةِ النِّسَاءِ) إِلٰى هٰذَا الْمَوْضِعِ : ﴿إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ﴾(النساء : ٣١)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''وہ (صحابہ وتابعین) سمجھتے تھے کہ کبیرہ گناہوں کا بیان سورت نساء کے شروع سے لے کر آیت (۳۱) تک ہے۔''

(تفسير الطّبري : ٦٤٢/٦، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ زید بن اسلم رحمہ اللہ مذکورہ آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

مِنَ الْكَبَائِرِ : الشِّرْكُ، وَالْكُفْرُ بِآيَاتِ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ الْأَوْلَادِ، وَمَنْ دَعَا لِلّٰهِ وَلَداً أَوْ صَاحِبَةً، وَمِثْلُ ذٰلِكَ مِنَ الْأَعْمَالِ، وَالْقَوْلِ الَّذِي لَا يَصْلُحُ مَعَهٗ عَمَلٌ، وَأَمَّا كُلُّ ذَنْبٍ يَصْلُحُ مَعَهٗ دِينٌ، وَيُقْبَلُ مَعَهٗ عَمَلٌ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَعْفُو السَّيِّئَاتِ بِالْحَسَنَاتِ .

''کبیرہ گناہوں میں سے بعض یہ ہیں؛ شرک، اللہ کی آیات اور اس کے رسولوں کا انکار، جادو، اولاد کا قتل، اللہ کے لیے اولاد یا بیوی کا ثبوت وغیرہ، نیز وہ اقوال جن کی وجہ سے عمل قبول نہیں ہوتا، البتہ جن گناہوں کے باوجود دین سلامت اور عمل قبول ہوتا ہے، ان کو اللہ تعالیٰ نیکیوں کے بدلے میں معاف فرماتا رہتا ہے۔''

(تفسير ابن أبي حاتم : ٩٣٤/٣، وسندهٗ حسنٌ)

❁ ابوالعالیہ رحمہ اللہ فرمان الٰہی : ﴿بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّأَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيئَتُهٗ﴾ (البقرة : ٨١) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

الْكَبِيرَةُ الْمُوجِبَةُ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''کبیرہ گناہ وہ ہوتے ہیں، جو (جہنم کو) واجب کر دیں۔''

(تفسير ابن أبي حاتم : ١٥٩/١، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فرمان باری تعالیٰ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ﴾(النّساء : ٤٨) سے مراد کبیرہ گناہوں سے بچنے والے مسلمان ہیں۔

(تفسير الطّبري : ١٠٤٣٤، وسندهٗ حسنٌ)

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ﴾

(النساء : ٤٨)

''بلا شبہ اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک کو معاف نہیں کرے گا، اس کے علاوہ جو چاہے گا جسے چاہے گا معاف فرما دے گا۔''

❁ اس آیت کی تفسیر میں امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ أَبَانَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ أَنَّ كُلَّ صَاحِبِ كَبِيرَةٍ فَفِي مَشِيئَةِ اللّٰهِ إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ، وَإِنْ شَاءَ عَاقَبَهٗ عَلَيْهِ مَا لَمْ تَكُنْ كَبِيرَةً شِرْكًا بِاللّٰهِ.

''اس آیت سے واضح ہو گیا ہے کہ شرک کے علاوہ ہر گناہ کبیرہ کا مرتکب اللہ تعالیٰ کی مرضی پر ہو گا، اللہ چاہے گا، تو اسے معاف کر دے گا اور چاہے گا، تو اسے سزا دے گا۔''

(تفسير الطّبري : ١٢٢/٧)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۱۴)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: اگر پانی میں کوئی شے مل جائے، تو کیا اس سے وضو ہو سکتا ہے؟

جواب: پانی میں ملنے والی شے پاک ہے، تو پانی بھی پاک ہے، اس سے وضو کیا جا سکتا ہے، اگر ناپاک شے ملی ہے اور پانی کی مقدار دو بڑے مٹکوں سے کم ہے، تو پانی ناپاک ہو چکا ہے، اس سے طہارت جائز نہیں۔ اگر پانی دو بڑے مٹکوں کے برابر یا اس سے زائد ہے، تو دیکھا جائے گا کہ گندگی گرنے سے اگر اس کے اوصاف ثلاثہ (رنگ، بو، ذائقہ) میں سے کوئی وصف بدل گیا ہے، تو پانی ناپاک ہے، ورنہ پاک ہے، اس سے وضو جائز ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پانی کے متعلق سوال ہوا، جس پر جانور اور درندے وارد ہوتے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ .

جب پانی دو قلے (مٹکے) ہو، تو (گندگی گرنے سے جب تک اس کا رنگ، بو یا ذائقہ نہ بدلے) ناپاک نہیں ہوتا۔"

(مسند الإمام أحمد : 26/2، سنن أبي داود : 63، واللّفظ لهٗ، سنن النسائي : 52)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۹۲) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۲۴۹) نے صحیح قرار دیا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۱۳۲۔۱۳۳) نے امام بخاری و امام مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام طبری رحمہ اللہ نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

(تهذيب الآثار [مسند ابن عباس]: 736/2)

اس حدیث کو جمہور ائمہ حدیث نے ''صحیح'' کہا ہے۔

حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ علامہ رافعی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں:

أَلْأَكْثَرُونَ صَحَّحُوا الرِّوَايَتَيْنِ جَمِيعًا، وَّقَالُوا إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ، وَعُبَيْدَ اللّٰهِ رَوَيَاهُ عَنْ أَبِيهِمَا .

''اکثر محدثین ان دونوں روایات کو صحیح کہتے ہیں، نیز کہتے ہیں کہ عبداللہ اور عبیداللہ دونوں نے یہ حدیث اپنے والد سے بیان کی ہے۔''

(البدر المنير: 409/1)

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَمَّا حَدِيثُ الْقُلَّتَيْنِ فَأَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ عَلٰى أَنَّهُ حَدِيثٌ حَسَنٌ يُحْتَجُّ بِهِ .

''قلتین والی حدیث کے متعلق اکثر اہل علم کا کہنا ہے کہ یہ حدیث حسن اور قابل حجت ہے۔''

(مجموع الفتاوىٰ: 41/21)

حافظ خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَفٰى شَاهِدًا عَلٰى صِحَّتِهِ أَنَّ نُجُومَ الْأَرْضِ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ قَدْ صَحَّحُوهُ وَقَالُوا بِهِ وَهُمُ الْقُدْوَةُ وَعَلَيْهِمُ الْمُعَوَّلُ فِي هٰذَا الْبَابِ .

''اس حدیث کے صحیح ہونے کے لیے یہ گواہی کافی ہے کہ زمینی ستاروں کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جیسے محدثین نے اسے صحیح کہا ہے اور اس کے مطابق مذہب بنایا ہے، یہ محدثین قدوہ ہیں اور احکام و مسائل میں انہی کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔''

(معالم السنن :36/1)

حافظ ابن مندہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ .

''یہ سند مسلم کی شرط پر ہے۔''

(التلخيص الحبير لابن حجر :36/1)

امام طحاوی حنفی نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

(شرح معاني الآثار :16/1)

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَحِيحٌ ثَابِتٌ، لَا مَغْمَزَ فِيهِ .

''یہ حدیث صحیح ثابت ہے، اس میں کوئی ضعف نہیں۔''

(المحلّٰى بالآثار :151/1)

حافظ جوزقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ .

''یہ حدیث حسن ہے۔''

(الأباطيل :321)

حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدِيثٌ حَسَنٌ ثَابِتٌ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''یہ حدیث حسن ثابت ہے۔''

(المجموع شرح المهذب :112/1)

حافظ عبدالحق اشبیلی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

(الأحكام الوسطى :155/1)

حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ صَحِيحٌ ثَابِتٌ .

''یہ حدیث صحیح ثابت ہے۔''

(البدر المنير :404/1)

علامہ ابن الاثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا لِطَعْنٍ فِي مَتْنِ الْحَدِيثِ، فَإِنَّهُ فِي نَفْسِهِ حَدِيثٌ مَّشْهُورٌ، مَعْمُولٌ بِهِ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ مُعَدَّلُونَ، وَلَيْسَ هٰذَا الْاِخْتِلَافُ مِمَّا يُوْهِنُهُ، لِأَنَّهُ يَكُونُ قَدْ رَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ، وَعُبَيْدُ اللّٰهِ، أَبْنَاءُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ مَعًا .

''اس حدیث کے متن میں کوئی طعن نہیں، کیونکہ یہ مشہور اور قابل عمل حدیث ہے۔ اس کے رواۃ ثقہ اور عادل ہیں۔ (سند کا) یہ اختلاف موجب ضعف نہیں، کیونکہ اس حدیث کو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے دو بیٹوں عبداللہ اور عبید اللہ نے ایک ساتھ بیان کیا ہے۔''

(الشافي في شرح مسند الشافعي :80/1)

حافظ ابن دقیق العید رحمہ اللہ نے بھی ''صحیح'' کہا ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(طبقات الشافعية الكبرىٰ للسّبكي : 245/2)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے بھی ''صحیح'' کہا ہے۔

(حجة اللّٰه البالغة :253/1)

حافظ علائی رحمہ اللہ اضطراب کے ردو جواب میں فرماتے ہیں:

نَعْلَمُ بِهٰذَا أَنَّ الرَّاوِيَ الْوَاحِدَ إِذَا كَانَ ضَابِطًا مُّتْقِنًا، وَرَوَى الْحَدِيْثَيْنِ عَلَى الْوَجْهَيْنِ الْمُخْتَلِفَيْنِ فِيهِمَا؛ أَنَّ كُلًّا مِّنْهُمَا صَحِيحٌ .

''ہم یہ اصول جانتے ہیں کہ ایک ضابط اور متقن راوی دو مختلف سندوں سے دو حدیثیں بیان کرے، تو وہ دونوں صحیح ہوتی ہیں۔''

(جزء في تصحيح حديث القلتين والكلام على أسانيده، ص 35)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَدَارُهٗ عَلَى الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ، فَقِيلَ : عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، وَقِيلَ عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ، وَتَارَةً عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَتَارَةً عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَالْجَوَابُ أَنَّ هٰذَا لَيْسَ اضْطِرَابًا قَادِحًا فَإِنَّهٗ عَلٰى تَقْدِيرِ أَنْ يَّكُونَ الْجَمِيعُ مَحْفُوظًا انْتِقَالٌ مِنْ ثِقَةٍ إِلٰى ثِقَةٍ وَعِنْدَ التَّحْقِيقِ؛ اَلصَّوَابُ أَنَّهٗ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْمُكَبَّرِ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ الْمُصَغَّرِ وَمَنْ رَوَاهُ عَلٰى غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ فَقَدْ وَهِمَ .

''سند کا مدار ولید بن کثیر پر ہے، ولید ایک سند میں محمد بن جعفر بن زبیر سے بیان کرتا ہے، دوسری میں محمد بن عباد بن جعفر سے، کبھی عبید اللہ بن عبداللہ بن عمر سے، تو کبھی عبداللہ بن عبداللہ بن عمر سے۔ جواب یہ ہے کہ یہ ایسا اضطراب نہیں کہ جو حدیث میں جرح کا موجب ہو، کیونکہ ممکن ہے کہ تمام روایات ہی محفوظ ہوں اور ایک ثقہ سے روایت کرنے کے بعد وہی روایت دوسرے ثقہ راوی سے بھی کر دی۔ لیکن تحقیق یہ ہے کہ اس روایت کو ولید بن کثیر نے محمد بن عباد بن جعفر عن عبداللہ بن عبداللہ بن عمر المکبر کی سند سے بیان کیا ہے، اسی طرح محمد بن جعفر بن زبیر عن عبید اللہ بن عبداللہ بن عمر المصغر کی سند سے روایت کیا ہے۔ جس نے بھی اس کے برعکس بیان کیا، وہ وہم ہے۔''

(التّلخيص الحبير :36/1)

حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدِيثُ الْقُلَّتَيْنِ حَسَنٌ، صَحَّحَهُ الْحُفَّاظُ وَحَسَّنُوهُ، وَالرِّوَايَةُ الْأَخِيرَةُ : إِذَا كَانَ قُلَّتَيْنِ فَإِنَّهُ لَا يُنَجَّسُ، صَحِيحَةٌ، قَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ : إِسْنَادُهَا جَيِّدٌ، وَقَالَ الْحَاكِمُ : صَحِيحٌ، وَلَا تُقْبَلُ دَعْوٰى مَنِ ادَّعَى اضْطِرَابَهُ، وَعَلَى الْحَدِيثُ اعْتِرَاضَاتٌ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنْهَا أَجْوِبَةٌ صَحِيحَةٌ مَّشْهُورَةٌ .

''حدیث قلتین حسن ہے، اسے حفاظ نے صحیح اور حسن کہا ہے۔ دوسری روایت: ''جب پانی دو قلے ہو تو نجس نہیں ہوتا۔'' بھی ''صحیح'' ہے۔ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کی سند ''جید'' ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔ جو شخص اس حدیث کے مضطرب ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، اس کی بات قبول نہیں کی جائے گی۔ اس حدیث پر اور بھی اعتراضات کیے گئے ہیں، جن کے درست اور مشہور جوابات دیے جا چکے ہیں۔''

(الإيجاز في شرح سنن أبي داود، ص 282-283)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَوْلُهٗ : لَمْ يَحْمِلْ الْخَبَثَ، مَعْنَاهُ لَمْ يُنَجَّسْ بِوُقُوعِ النَّجَاسَةِ فِيهِ، كَمَا فَسَّرَهٗ فِي الرِّوَايَةِ الْأُخْرَى الَّتِي رَوَاهَا أَبُو دَاوُد وَابْنُ حِبَّانَ وَغَيْرُهُمَا : إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يُنَجَّسْ وَالتَّقْدِيرُ : لَا يَقْبَلُ النَّجَاسَةَ، بَلْ يَدْفَعُهَا عَنْ نَفْسِهٖ، وَلَوْ كَانَ الْمَعْنٰى : أَنَّهٗ يَضْعُفُ عَنْ حَمْلِهٖ؛ لَمْ يَكُنْ لِلتَّقْيِيدِ بِالْقُلَّتَيْنِ مَعْنًى، فَإِنَّ مَا دُونَهُمَا أَوْلٰى بِذٰلِكَ، وَقِيلَ : مَعْنَاهُ لَا يَقْبَلُ حُكْمَ النَّجَاسَةِ كَمَا فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا﴾(الجمعة : ٥) أَيْ لَمْ يَقْبَلُوا حُكْمَهَا .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''فرمانِ نبوی: ''گندگی کو نہیں اٹھاتا۔'' اس کا معنی ہے کہ نجاست گرنے سے نجس نہیں ہوتا۔ جیسا کہ سنن ابی داود اور صحیح ابن حبان وغیرہما کی دوسری حدیث میں اس کی وضاحت ہے: ''جب پانی دو قلے (مٹکے) ہوں، تو ناپاک نہیں ہوتا۔'' یعنی نجاست قبول نہیں کرتا، بلکہ اسے دور کر دیتا ہے۔ اگر یہ معنی ہوتا کہ گندگی اٹھانے سے عاجز آ جاتا ہے، تو دو قلے کی قید لگانے کا کوئی معنی نہیں، کیونکہ دو قلوں سے کم پانی تو بالاولیٰ عاجز آ جاتا ہے۔ ایک قول کے مطابق اس کا معنی یہ ہے کہ نجاست کا حکم قبول نہیں کرتا، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ میں ہے: ﴿مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا﴾ (الجمعة: ٥) ''جنہیں تورات دی گئی، لیکن انہوں نے اسے قبول نہ کیا، ان کی مثال گدھے کی سی ہے، جس پر کتابیں لاد دی گئیں۔'' یعنی انہوں نے تورات کا حکم قبول نہیں کیا۔''

(التلخيص الحبير: 140/1)

شواہد:

اس حدیث کے شواہد بھی ہیں۔

① ایک روایت کے الفاظ ہیں:

إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ فَإِنَّهُ لَا يَنْجُسُ .

''جب پانی دو قلے ہو، تو (گندگی گرنے سے) ناپاک نہیں ہوتا۔''

(سنن أبي داود: 65، سنن ابن ماجه: 518، سنن الدارقطني: 22/1)

اس حدیث کو امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے ''جید الاسناد'' کہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(تاريخ ابن معين برواية الدوري :217/1)

امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۴۶) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ مَّوْصُولٌ .

''یہ سند صحیح اور متصل ہے۔''

(معرفة السنن والآثار : 89/2)

② دوسری روایت کے الفاظ ہیں:

إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ .

''جب پانی دو قلے ہو، تو گندگی نہیں اٹھاتا۔''

(سنن أبي داود : 64، سنن ابن ماجه : 517، سنن الدارقطني :19/1، واللّفظ لهٗ، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ، مَعْنَاهُ : لَمْ يَنْجُسْ بِمُلَاصَقَةِ النَّجَاسَةِ وَوُقُوعِهَا فِيهِ فِيهِ، كَمَا فَسَّرَهٗ فِي الرِّوَايَةِ الْأُخْرٰى، تَقْدِيرُهٗ : لَا يَقْبَلُ النَّجَاسَةَ، بَلْ يَدْفَعُهَا عَنْ نَفْسِهٖ، كَمَا يُقَالُ : فُلَانٌ لَّا يَحْمِلُ الضَّيْمَ؛ أَيْ : لَا يَقْبَلُهٗ وَلَا يَصْبِرُ عَلَيْهِ، بَلْ يَأْبَاهُ، وَأَمَّا قَوْلُ بَعْضِ الْمَانِعِينَ لِلْعَمَلِ بِالْقُلَّتَيْنِ : إِنَّ مَعْنَاهُ أَنَّهٗ يَضْعُفُ عَنْ حَمْلِهٖ؛ فَخَطَأٌ فَاحِشٌ مِنْ أَوْجُهٍ :

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَحَدُهَا : أَنَّ الرِّوَايَةَ الْأُخْرٰى مُصَرَّحَةٌ بِغَلَطِهٖ، وَهِيَ قَوْلُهٗ : فَإِنَّهٗ لَا يُنَجِّسُ .

اَلثَّانِي : أَنَّ الضَّعْفَ عَنِ الْحَمْلِ إِنَّمَا يَكُونُ فِي الْأَجْسَامِ، كَقَوْلِكَ : فُلَانٌ لَّا يَحْمِلُ الْخَشَبَةَ؛ أَيْ : يَعْجِزُ عَنْهَا لِثِقَلِهَا، وَأَمَّا فِي الْمَعَانِي فَمَعْنَاهُ : لَا يَقْبَلُهٗ، كَمَا ذَكَرْنَا .

اَلثَّالِثُ : أَنَّ سِيَاقَ الْكَلَامِ يُفْسِدُهٗ؛ لِأَنَّهٗ لَوْ كَانَ الْمُرَادُ أَنَّهٗ يَضْعُفُ عَنْ حَمْلِهٖ لَمْ يَكُنْ لِلتَّقْيِيدِ بِالْقُلَّتَيْنِ مَعْنىً، فَإِنَّ مَا دُونَهُمَا أَوْلٰى بِذٰلِكَ .

''فرمان رسول ﷺ: ''جب پانی دو قلیہو، تو گندگی کو نہیں اٹھاتا۔'' کا معنی یہ ہے کہ گندگی ملنے یا گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا۔ جیسا کہ دوسری روایت میں اس کی وضاحت موجود ہے۔ تو حدیث کا مفہوم یہ ہوگا کہ نجاست کو قبول نہیں کرتا، بلکہ اسے دور کر دیتا ہے۔ جیسا کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص ظلم وزیادتی کو نہیں اٹھاتا، مطلب کہ ظلم وزیادتی قبول نہیں کرتا اور نہ اس پر صبر کرتا ہے، بلکہ اس کا رد کرتا ہے۔ حدیث قلتین پر عمل نہ کرنے والوں کا یہ کہنا کہ اس حدیث کا یہ معنی ہے کہ اتنی مقدار کا پانی گندگی اٹھانے سے قاصر رہتا ہے۔ یہ معنی کئی وجہ سے غلط ہے؛

① دوسری روایت اس معنی کی غلطی کو واضح کرتی ہے، جیسا کہ فرمان نبوی ہے: فَإِنَّهٗ لَا يُنَجِّسُ ''بے شک وہ نجس نہیں ہوتا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② کسی چیز کو اٹھانے میں کمزوری کا شکار ان اشیا میں ہوا جاتا ہے، جو جسم رکھتی ہوں، جیسے آپ کہتے ہیں: فُلَانٌ لَّا يَحْمِلُ الْخَشَبَةَ ''فلاں شخص لکڑی نہیں اٹھا سکتا۔'' یعنی لکڑی بھاری ہونے کی وجہ سے وہ اسے اٹھانے سے قاصر ہے۔ لیکن معنوی اشیا میں اس کا معنی ہوگا کہ وہ اسے قبول نہیں کرتا۔ جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔

③ سیاق کلام سے اس معنی کا فساد واضح ہو جاتا ہے، کیونکہ اگر یہ مراد ہوتی کہ پانی اس گندگی کو اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا، تو دو مٹکوں کی قید لگانے کا کوئی معنی نہیں، کیونکہ دو مٹکوں سے کم پانی تو بالاولیٰ گندگی کو نہیں اٹھا سکتا۔''

(الإيجاز في شرح سنن أبي داود، ص 286-287)

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : الْمَاءُ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ، لَفْظَةٌ أُطْلِقَتْ عَلَى الْعُمُومِ تُسْتَعْمَلُ فِي بَعْضِ الْأَحْوَالِ وَهُوَ الْمِيَاهِ الْكَثِيرَةِ الَّتِي لَا تَحْتَمِلُ النَّجَاسَةَ فَتَظْهَرَ فِيهَا وَتَخُصُّ هٰذِهِ اللَّفْظَةَ الَّتِي أُطْلِقَتْ عَلَى الْعُمُومِ وُرُودُ سُنَّةٍ وَهُوَ قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ، وَيَخُصُّ هٰذَيْنِ الْخَبَرَيْنِ الْإِجْمَاعُ عَلٰى أَنَّ الْمَاءَ قَلِيلًا كَانَ أَوْ كَثِيرًا فَغَيَّرَ طَعْمَهُ أَوْ لَوْنَهُ أَوْ رِيحَهُ نَجَاسَةٌ وَقَعَتْ فِيهَا أَنَّ ذٰلِكَ الْمَاءَ نَجِسٌ بِهٰذَا الْإِجْمَاعِ الَّذِي يَخُصُّ عُمُومَ تِلْكَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللَّفْظَةِ الْمُطْلَقَةِ الَّتِي ذَكَرْنَاهَا .

''فرمان نبوی: ''پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔'' یہ حدیث عام ہے، جسے بعض احوال کے ساتھ خاص کیا جائے گا، یعنی جب پانی بہت زیادہ ہو کہ جس میں نجاست گرنے سے اثر انداز نہ ہو۔ اس عام حدیث کو دوسری حدیث سے خاص کیا گیا ہے، فرمان نبوی ہے :''جب پانی دو قلے (مٹکے) ہو، اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔'' ان دونوں احادیث کو اجماع نے خاص کر دیا کہ پانی تھوڑا ہو یا زیادہ، اگر نجاست گرنے سے اس کا رنگ، بو یا ذائقہ بدل گیا، تو وہ پانی ناپاک ہے، اس اجماع کی بنا پر جس نے ہماری ذکر کردہ حدیث کے عام الفاظ کو خاص کر دیا ہے۔''

(صحيح ابن حبان : 59/4)

آثار:

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ أَرْبَعِينَ قُلَّةً لَّمْ يُنَجَّسْ .

''جب پانی کی مقدار چالیس قلے (ڈول) ہو، تو (گندگی گرنے سے) ناپاک نہیں ہوتا۔''

(سنن الدارقطني : 27/1، تهذيب الآثار [مسند ابن عباس] للطبري : 724/2، وسنده صحيحٌ)

محمد بن منکدر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ أَرْبَعِينَ قُلَّةً لَمْ يُنَجَّسْ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''جب پانی کی مقدار چالیس قلے (ڈول) ہو، تو ناپاک نہیں ہوتا۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 1533، سنن الدارقطني : 27/1، وسندهٗ صحيحٌ)

ان آثار میں قلہ سے مراد معروف قلہ نہیں، بلکہ یہ غرب کے معنی میں ہے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِذَا كَانَ الْمَاءُ أَرْبَعِينَ غَرْبًا لَمْ يُفْسِدْهُ شَيْءٌ .

''جب پانی چالیس غرب (ڈول) ہو، تو اسے کوئی چیز نجس نہیں کرتی۔''

(تهذيب الآثار [مسند ابن عباس] للطبري : 724/2، وسندهٗ صحيحٌ)

غرب کی تعریف یہ ہے:

اَلْغَرَبُ : اَلدَّلْوُ الْعَظِيمَةُ الَّتِي تُتَّخَذُ مِنْ جَلْدِ ثَوْرٍ .

''غرب ایک بڑے ڈول کو کہتے ہیں، جو بیل کے چمڑے سے بنتا ہے۔''

(النهاية في غريب الحديث لابن الأثير : 349/3)

مطلب یہ ہے کہ غرب ڈول کو کہتے ہے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَا يُجْنِبُ أَرْبَعِينَ دَلْوًا شَيْءٌ .

''چالیس ڈول پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔''

(تهذيب الآثار [مسند ابن عباس] للطبري : 724/2، وسندهٗ حسنٌ)

محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ كُرًّا لَمْ يَنْجُسْ .

''جب پانی ایک کُر (ایک پیمانہ) ہو جائے، تو (گندگی گرنے سے) ناپاک نہیں ہوتا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(تهذيب الآثار [مسند ابن عباس] للطبري : 727/2، وسندهٗ صحيحٌ)

لیکن حدیث میں جو قلتین (دو مٹکے) کا ذکر ہے، وہاں معروف قلہ ہی مراد ہے۔ اس بنا پر یہ آثار حدیث کے مخالف نہیں، بلکہ موافق ہیں۔

قلہ کی تعریف:

محمد بن اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْقُلَّةُ هِيَ الْجَرَادُ، وَالْقُلَّةُ الَّتِي يُسْتَقٰى فِيهَا .

''قلہ مٹکے کو کہتے ہیں، جس میں پانی پلایا جاتا ہے۔''

(سنن الترمذي، تحت الحديث : 67، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْقُلَّةُ فِي اللُّغَةِ : اَلْجَرَّةُ الْعَظِيمَةُ سُمِّيَتْ بِذٰلِكَ، لِأَنَّ الرَّجُلَ الْعَظِيمَ يَقِلُّهَا بِيَدَيْهِ، أَيْ يَرْفَعُهَا .

''لغت میں قلہ بڑے مٹکے کو کہتے ہیں، اسے قلہ اس لیے کہتے ہیں کہ ایک طاقتور آدمی ہی اسے اپنے ہاتھوں سے اٹھا سکتا ہے۔''

(تحرير ألفاظ التنبيه، ص 132، الإيجاز في شرح أبي داود، ص 283)

علامہ ابن دقیق العید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

..... إِنَّ جَعْلَهٗ مُقَدَّرًا بِعَدَدٍ مِّنْهَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّهٗ أَشَارَ إِلٰى أَكْبَرِهَا؛ لِأَنَّهٗ لَا فَائِدَةَ بِتَقْدِيرِهٖ بِقُلَّتَيْنِ صَغِيرَتَيْنِ، وَهُوَ يُقَدَّرُ عَلٰى تَقْدِيرِهٖ بِوَاحِدَةٍ كَبِيرَةٍ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَالْجَوَابُ الثَّانِي : أَنَّهٗ قَدْ وَرَدَ تَقْدِيرُهٗ بِقِلَالِ هَجَرَ، وَهِيَ مَعْلُومَةٌ، وَلِهٰذَا ذَكَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَعْرِضِ التَّعْرِيفِ لَمَّا ذَكَرَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰى، وَلَا يُعَرَّفُ إِلَّا بِمَعْرُوفٍ .

''.....قلوں (مٹکوں) کو (دو کے) عدد کے ساتھ خاص کرنا، اس بات کی دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بڑے قلوں کی طرف اشارہ کیا ہے، ورنہ تو دو چھوٹے قلے کہنے کا کوئی فائدہ نہ ہوا، بلکہ ایک بڑا قلہ ہی کہہ دیا جاتا۔

دوسرا جواب: قلوں کو قبیلہ ہجر کے مٹکوں سے تشبیہ دی گئی ہے، یہ معروف ہیں۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے جب سدرۃ المنتہیٰ کا ذکر کیا، تو (اس کے بیر کو) قبیلہ ہجر کے مٹکے کے ساتھ تشبیہ دی۔ اور تشبیہ معروف چیز کی ہی دی جاتی ہے۔''

(شرح الإلمام بأحاديث الأحكام: 185/1)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، قَالُوا : إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ رِيحُهٗ أَوْ طَعْمُهٗ، وَقَالُوا : يَكُونُ نَحْوًا مِّنْ خَمْسِ قِرَبٍ .

''امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے کہ جب پانی دو قلے ہو، تو اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی، جب تک اس کی بو یا ذائقہ نہ بدلے، نیز کہتے ہیں کہ دو قلے تقریباً پانچ مشکیزوں کے برابر ہیں۔''

(سنن الترمذي، تحت الحديث: 67)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: رنگ خوبصورت کرنے کے لیے پانی میں کوئی شے ملائی، اس سے وضو کا کیا حکم ہے؟

جواب: وضو جائز ہے۔

سوال: پانی میں نمک ملا ہے، کیا اس سے وضو جائز ہے؟

جواب: وضو جائز ہے، پاک شے کے ملنے سے ذائقہ بدلے، تو کوئی حرج نہیں۔

سوال: غیر مسلم عورت نے پانی میں ہاتھ ڈالا، کیا اس سے وضو ہو سکتا ہے؟

جواب: غیر مسلم عورت کے ہاتھ پر گندگی نہیں لگی، تو اس کا ہاتھ پاک ہے، پانی میں پڑنے سے پانی ناپاک نہیں ہوا۔

سوال: جس نلکے سے غیر مسلم لوگ پانی پیتے ہیں، کیا اس سے وضو کیا جا سکتا ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔

سوال: کیا چھپکلی کا خون ناپاک ہے؟

جواب: چھپکلی حرام ہے، اس کا خون ناپاک ہے۔

سوال: چھپکلی کی خرید و فروخت کا کیا حکم ہے؟

جواب: چھپکلی حرام ہے، اسے مارنے کا حکم دیا گیا ہے، اس کی خرید و فروخت بالاتفاق حرام اور ناجائز ہے۔

سوال: کیا محبت میں شرک ہوتا ہے؟

جواب: محبت کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں؛

① محبت عامہ؛ اس سے مراد وہ محبت ہے، جو مخلوق کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس کی کئی انواع ہیں؛

مشروع محبت:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ محبت، جس کی اجازت یا حکم شریعت میں ہے۔ بعض محبتیں واجب ہیں، جیسے نبی کریم ﷺ سے محبت کرنا اور مؤمنوں سے ان کی ایمان کی وجہ سے محبت کرنا اور بعض محبتیں مستحب ہیں، جیسے مؤمنوں کی آپس میں کمال محبت۔

ممنوع محبت:

اس سے مراد وہ محبت ہے، جس سے شریعت نے منع کیا ہے، اس میں شرکیہ اور حرام محبت شامل ہے، مثلاً کسی حرام شے سے محبت کرنا، جیسے شراب، زنا، جوا، سود وغیرہ سے محبت۔

مباح محبت:

جس سے شریعت نے نہ منع کیا، نہ اس کا حکم دیا۔ یہ محبت عموماً معاملات میں ہوتی ہے۔

② محبت خاصہ؛ جو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے، یہ محبت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں رکھی جا سکتی۔ یہ دین کی اساس اور بنیاد ہے۔ اس محبت میں محبوب کے لیے عاجزی وانکساری، قربانی، عبادت اور خشوع وخضوع کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ محبت عبادت ہے، جو اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کے لیے جائز نہیں۔ اس محبت میں اللہ کے غیر کو شریک کیا جائے، تو یہ محبت میں شرک ہوگا۔

غیر اللہ سے اللہ کے شایان شان محبت کرنا شرک اکبر کی ایک قسم ہے، اس سے مراد وہ محبت ہے، جو عاجزی، از حد اکرام وتعظیم اور محبوب پر ہر کسی کو قربان کرنے کا دوسرا نام ہے، ایسی محبت اللہ کے علاوہ کسی اور سے کرنا حرام ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَنْدَادًا يُّحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ﴾(البقرة: ١٦٥)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''بعض لوگ وہ ہیں، جو اللہ کے شریک ٹھہراتے ہیں، ان سے ایسے محبت کرتے ہیں، جیسے اللہ سے کی جانی چاہیے۔''

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَخْبَرَ أَنَّ مَنْ أَحَبَّ مَنْ دُونِ اللّٰهِ شَيْئًا، كَمَا يُحِبُّ اللّٰهُ تَعَالَى، فَهُوَ مِمَّنِ اتَّخَذَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَنْدَادًا، فِي الْحُبِّ وَالتَّعْظِيمِ.

''اللہ تعالیٰ نے خبردار کیا ہے کہ جس نے کسی طرح سے اللہ کے علاوہ کسی کے ساتھ ایسی محبت کی، جیسی اللہ کا حق ہے، تو اس نے اسے محبت و تعظیم میں اللہ کا شریک ٹھہرایا۔'' (مَدارج السّالكين : ٣/٢٠۔٢١)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں مشرکین کا حال بیان کر رہا ہے کہ انہوں نے اللہ کے شریک و ہم سر بنا رکھے ہیں، جن کی اللہ کے ساتھ ساتھ وہ عبادت کرتے ہیں اور اللہ کی طرح ان سے محبت کرتے ہیں، حالانکہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، نہ اس کا کوئی شریک ہے، نہ کوئی ہم سر۔'' (تفسير ابن كثير : ١/٢٩١)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ شرک کی دو اقسام ''شرک فی الالوھیۃ'' اور ''شرک فی الربوبیۃ'' بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''الوہیت میں شرک یہ ہے کہ اللہ کا شریک ٹھہرایا جائے، یعنی عبادت، محبت خوف، رجا یا رجوع وغیرہ میں کسی کو اس کا حصہ دار بنا لیا جائے، یہ وہ شرک ہے جسے اللہ توبہ کے بغیر معاف نہیں فرمائے گا..... اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کسی سے اللہ کی شایان شان محبت کرتا ہے، مشرک ہو جاتا ہے، جیسا کہ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ نے فرمایا:﴿قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ۞تَاللَّهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۞إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾(الشُّعَراء : ٩٦۔٩٨)

''روز قیامت مشرکین اپنے شریکوں کے ساتھ جھگڑتے ہوئے کہیں گے: اللہ کی قسم! ہماری یہ کھلی گمراہی تھی کہ ہم تمہیں رب العالمین کے برابر کرتے تھے۔''

(مَجموع الفتاوٰی : ٩٢،٩١/١)

نیز فرماتے ہیں:

''یہ بات معلوم ہے کہ عملی شرک کی اصل محبت میں شرک ہے، اللہ کا فرمان ہے: ''بعض لوگ اللہ کے علاوہ شریک بناتے ہیں، ان سے اللہ کی طرح محبت کرتے ہیں، حالانکہ مومن اللہ کی محبت میں شدید ہیں۔''

(قاعدة في المَحَبة ص ٦٩)

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس نے کسی سے اللہ کی طرح محبت کی، اس نے اسے اللہ کا شریک ٹھہرایا اور یہ شرک اکبر ہے۔''

(تيسير العزيز الحميد، ص ٤٦٩)

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا﴾(الأنبياء : ٢٢)

''اگر زمین و آسمان میں اللہ کے علاوہ بھی الٰہ ہوتا، تو زمین و آسمان تباہ ہو جاتے۔''

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَذٰلِكَ الْقَلْبُ إِذَا كَانَ فِيهِ مَعْبُودٌ غَيْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى فَسَدَ فَسَادًا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَا يُرْجٰى صَلَاحُهٗ إِلَّا بِأَنْ يَّخْرُجَ ذٰلِكَ الْمَعْبُودُ مِنْ قَلْبِهٖ، وَيَكُونَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَحْدَهٗ إِلٰهَهٗ وَمَعْبُودَهُ الَّذِي يُحِبُّهٗ وَيَرْجُوهُ، وَيَخَافُهٗ وَيَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَيُنِيبُ إِلَيْهِ .

''اسی طرح اگر دل میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے معبود (کی محبت) کا وجود ہو، تو ایسا فساد برپا ہوگا، جس کی درستی اسی صورت ممکن ہے، جب وہ (دوسرا) معبود دل سے نکل جائے اور صرف اکیلا اللہ تعالیٰ ہی اس کا الٰہ اور معبود ہو جائے، جس سے وہ محبت کرتا ہو، اس سے اُمید رکھتا ہو، اس سے ڈرتا ہو، اس پر توکل کرتا ہو اور اس کی طرف رجوع کرتا ہو۔''

(إغاثة اللّهفان من مصايد الشّيطان :30/1)

اہل علم کے اقوال سے واضح ہوا کہ عبادت والی محبت صرف اللہ سے ہونی چاہیے، یہی توحید الوہیت ہے، کیونکہ صرف اللہ کے سامنے مکمل عاجزی اور اسی کے ساتھ ہر طرح کی محبت کرنا عبادت کی اصل روح ہے اور یہی اسلام ہے۔

سوال: کیا بیماری کا شکوہ لوگوں سے کرنا جائز ہے؟

جواب: لوگوں سے بیماری کا شکوہ دو مقاصد کے لیے ہو سکتا ہے؛

① اگر شکوہ کا مقصد اچھا ہو، مثلاً علاج و معالجہ کے لیے ہو، یا مشاورت کے لیے ہو وغیرہ، تو یہ صبر کے منافی نہیں، لہٰذا یہ جائز ہے۔

② اگر صرف شکوہ شکایت ہی مقصود ہو، تو یہ ناپسندیدہ ہے، یہ صبر کے منافی ہے، جو بیماری پر اجر و ثواب کو ضائع کرنے کا باعث ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۱۵)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: جو مٹی پہلے نجس ہوگئی، پھر اس کی نجاست زائل ہوگئی، تو کیا اس مٹی سے تیمّم کیا جا سکتا ہے؟

جواب: تیمّم پاک مٹی سے کیا جا سکتا ہے۔ جب مٹی سے نجاست زائل ہوگئی، تو وہ پاک ہوگئی، لہٰذا ایسی مٹی سے تیمّم جائز ہے۔

سوال: کیا پتھر سے تیمّم کیا جا سکتا ہے؟

جواب: تیمّم پاک مٹی سے کیا جا سکتا ہے۔ پتھر سے نہیں، البتہ اگر پتھر پر مٹی پڑی ہے، تو اس سے تیمّم جائز ہے۔

سوال: فرمان باری تعالیٰ: ﴿قَابَ قَوْسَيْنِ﴾ کا کیا مفہوم ہے؟

جواب: آیت کی صحیح تفسیر وہی ہے، جو نبی کریم ﷺ نے فرمائی۔

❁ ابواسحاق شیبانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

سَأَلْتُ زِرًّا عَنْ قَوْلِهِ تَعَالٰى : ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهِ مَا أَوْحٰى﴾(النّجم : 10)، قَالَ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ : أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى جِبْرِيلَ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''میں نے زر بن حبیش رحمہ اللہ سے فرمان باری تعالیٰ: ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهٖ مَا أَوْحٰى﴾ ''پس دو کمانوں یا اس سے کم فاصلہ رہ گیا، تو اس نے اپنے بندے کی طرف جو وحی کرنی تھی، سو کی۔'' تو زر رحمہ اللہ نے کہا کہ ہمیں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے چھ سو پَر تھے۔''

(صحيح البخاري : 4857، صحيح مسلم : 174)

فرمانِ باری تعالیٰ: ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى ۞ فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهٖ مَا أَوْحٰى﴾ (النجم:۱۰) ''وہ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے) دو کمانوں کے درمیانی فاصلے پر تھا یا اس سے بھی قریب۔ پھر اس نے اس کے بندے کی طرف وہ وحی کی، جو اس نے وحی کی تھی۔'' سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیات کی تفسیر میں فرمایا:

إِنَّمَا هُوَ جِبْرِيلُ، لَمْ أَرَهُ عَلٰى صُورَتِهِ الَّتِي خُلِقَ عَلَيْهَا غَيْرَ هَاتَيْنِ الْمَرَّتَيْنِ، رَأَيْتُهُ مُنْهَبِطًا مِنَ السَّمَاءِ سَادًّا عِظَمُ خَلْقِهٖ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ .

''یہ تو جبریل علیہ السلام ہیں، میں نے انہیں ان کی اصلی تخلیقی صورت میں صرف دو مرتبہ ہی دیکھا ہے، میں نے انہیں آسمان سے اترتے ہوئے دیکھا، انہوں نے سارے افق کو بھرا ہوا تھا، زمین و آسمان میں اللہ کی سب سے بڑی مخلوق۔''

(صحيح مسلم : 177)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

أَيْ : فَاقْتَرَب جِبْرِيلُ إِلٰى مُحَمَّدٍ لَمَّا هَبَطَ عَلَيْهِ إِلَى الْأَرْضِ حَتّٰى كَانَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَابَ قَوْسَيْنِ .

''یعنی جب جبریل علیہ السلام، محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر زمین کی طرف اُترے، تو اتنا قریب ہوئے کہ جبریل علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان دو کمانوں کے درمیانی فاصلہ رہ گیا۔''

(تفسیر ابن کثیر : 22/6)

❁ نیز فرماتے ہیں:

هٰكَذَا هٰذِهِ الْآيَةُ : ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى﴾، وَهٰذَا الَّذِي قُلْنَاهُ مِنْ أَنَّ هٰذَا الْمُقْتَرِبَ الدَّانِي الَّذِي صَارَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ مُحَمَّدٍ إِنَّمَا هُوَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، هُوَ قَوْلُ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَأَبِي ذَرٍّ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ .

''اسی طرح یہ آیت ہے ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى﴾ (یعنی یہاں جبریل علیہ السلام مراد ہیں)۔ اور ہم نے یہ جو کہا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت زیادہ قریب ہونے والے جبریل علیہ السلام ہی تھے، تو یہ ام المومنین سیدہ عائشہ، سیدنا عبد اللہ بن مسعود، سیدنا ابوذر اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کا قول ہے۔''

(تفسیر ابن کثیر : 22/6)

❁ فرمانِ باری تعالیٰ : ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى * فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهٖ مَا أَوْحٰى﴾ کی تفسیر میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اس سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں۔''

(صحيح البخاري : 4856، صحيح مسلم : 174)

حاصلِ کلام یہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جس رؤیت کی نفی کی ہے، اس کا تعلق دنیا کی ظاہری آنکھ سے ہے، یعنی ان کے مطابق وہ شخص جھوٹا ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جس دیکھنے کو ثابت کرتے ہیں، وہ دل سے دیکھنا ہے۔ اس طرح دونوں اقوال میں جمع وتطبیق ہو جاتی ہے۔ جو لوگ ظاہری آنکھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ثابت کرتے ہیں، ان کا قول مرجوح ہے۔

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کے لیے ''منفرد'' کا لفظ بولا جا سکتا ہے؟

جواب: منفرد اس کو کہتے ہیں، جو اپنے ساتھیوں سے الگ اور جدا ہو اور اللہ تعالیٰ کا کوئی ساتھی یا ہمسر نہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ کے لیے ''منفرد'' کا لفظ نہیں بولا جا سکتا، البتہ ''متفرد'' کا لفظ بولا جا سکتا ہے، جو ''خاص ہونے'' کے معنی میں ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں ''متفرد'' ہے۔

❁ لغوی امام، عسکری رحمہ اللہ (۳۹۵ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمُنْفَرِدَ يُفِيدُ التَّخَلِّيَ وَالْإِنْقِطَاعَ مِنَ الْقُرَنَاءِ وَلِهٰذَا لَا يُقَالُ لِلّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى : مُنْفَرِدٌ كَمَا يُقَالُ : إِنَّهٗ مُتَفَرِّدٌ، مَعْنَى الْمُتَفَرِّدِ فِي صِفَاتِ اللّٰهِ تَعَالَى الْمُتَخَصِّصُ بِتَدْبِيرِ الْخَلْقِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا يَجُوزُ أَنْ يُتَخَصَّصَ بِهٖ مِنْ صِفَاتِهٖ وَأَفْعَالِهٖ .

''منفرد کا معنی ساتھیوں سے الگ تھلگ ہونا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کو ''منفرد''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں کہا جا سکتا، البتہ اللہ تعالیٰ کو ''متفرد'' کہا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنی صفات میں متفرد ہونے کا معنی یہ ہے کہ وہ مخلوق کی تدبیر کرنے اور ان تمام صفات اور افعال کے ساتھ خاص ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص کیا جا سکتا ہے۔''

(الفروق، ص 141)

البتہ اگر ''منفرد'' کے لفظ سے مراد صرف اللہ تعالیٰ کی یکتائی اور وحدانیت کے متعلق خبر دینا ہو، تو اسے بھی اللہ تعالیٰ کے حق میں استعمال کیا جا سکتا ہے، اہل علم اور مفسرین اسے استعمال کرتے آئے ہیں، مگر جو معنی علامہ عسکری رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے، اس معنی میں استعمال کرنا جائز نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی قرین نہیں۔

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کو ''وحید'' نام سے متصف کیا جا سکتا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا ''وحید'' نام ثابت نہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ کو اس نام سے متصف کرنا جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ توقیفی ہیں، اپنی طرف سے اللہ تعالیٰ کا کوئی نام نہیں رکھا جا سکتا۔ چونکہ کتاب وسنت میں ''وحید'' نام اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت نہیں، لہٰذا کسی کا نام ''عبدالوحید'' نہیں رکھا جا سکتا۔

سوال: توحید کی تعریف کیا ہے؟

جواب: اہل علم نے توحید کی مختلف الفاظ میں تعریف کی ہے۔ توحید کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ اقرار کرنا کہ وہ اپنی ذات، ربوبیت، الوہیت اور اسماء وصفات میں یکتا ہے، ذات وصفات میں کوئی اس کا شریک یا مماثل نہیں۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

هُوَ أَنْ لَا يَشْرَكُهُ شَيْءٌ مِنَ الْأَشْيَاءِ فِيمَا هُوَ مِنْ خَصَائِصِهِ وَكُلُّ صِفَةٍ مِنْ صِفَاتِ الْكَمَالِ فَهُوَ مُتَّصِفٌ بِهَا عَلٰى وَجْهٍ لَا يُمَاثِلُهُ فِيهِ أَحَدٌ .

''(توحید اس بات کے اقرار کرنے کو کہتے ہیں کہ) اللہ تعالیٰ کے خصائص میں کوئی شے اس کے ساتھ شریک نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر صفت کمال سے اس طرح متصف ہے کہ اس صفت میں کوئی اس کے مماثل ومشابہ نہیں۔''

(مَجموع الفتاوى : 74/3)

سوال: حسن حدیث کا کیا حکم ہے؟

جواب: حسن حدیث حجت ہے۔

❁ علامہ ابوالعباس سروجی حنفی رحمہ اللہ (۷۱۰ھ) لکھتے ہیں:

اَلْحَدِيثُ الْحَسَنُ حُجَّةٌ بِالْإِتِّفَاقِ .

''حسن حدیث بالاتفاق حجت ہے۔''

(الغاية في شرح الهِداية :429/1)

سوال: کیا مردوں اور عورتوں کی روایت میں فرق ہے؟

جواب: روایت میں اصل صدق، عدالت، ضبط وحفظ اور ادائیگی ہے، یہ اوصاف اگر عورت میں بھی ہیں، تو اس کی روایت بھی مردوں کی طرح قبول ہے۔

❁ علامہ ابوالمظفر سمعانی رحمہ اللہ (۴۸۹ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى أَنَّ النِّسَاءَ فِي الرِّوَايَةِ مِثْلُ الرِّجَالِ .

''اُمت کا اجماع ہے کہ روایت میں عورتیں بھی مردوں کی طرح ہیں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(کتاب الاصطلام : 101/3)

سوال: کیا کفر اور شرک میں فرق ہے؟

جواب: بعض علما کفر اور شرک میں فرق نہیں کرتے اور دونوں کو ایک خیال کرتے ہیں، جبکہ دیگر علما کفر اور شرک میں فرق کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ کفر عام ہے اور شرک خاص۔ کفر سے مراد ہر وہ عمل ہے، جس سے اللہ پر ایمان کا انکار ہو یا کسی رسول کا انکار ہو، وغیرہ۔ اور شرک سے مراد عبادت کی کسی قسم میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا۔ اس اعتبار سے کفر اور شرک میں عموم وخصوص مطلق ہے، لہٰذا ہر مشرک کافر ہے، مگر ہر کافر مشرک نہیں۔

قرآنی نصوص اسی کی مؤید ہیں، مثلاً؛

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنْفَكِّينَ حَتّٰى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ﴾(البیّنة : ۱)

''اہل کتاب اور مشرکین میں سے جنہوں نے کفر کیا، وہ باز آنے والے نہیں تھے، تا آنکہ ان کے پاس واضح دلیل آجائے۔''

سوال: درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❁ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہے:

أَوَّلُ مَنْ نَقَصَ التَّكْبِيرَ فِي الصَّلَاةِ وَخَطَبَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فِي الْعِيدَيْنِ وَجَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَنَقَصَ الْإِقَامَةَ وَالتَّسْلِيمَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ .

''سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما وہ پہلے شخص تھے، جنہوں نے نماز میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تکبیرات انتقال کو ختم کیا، عیدین میں نماز سے پہلے خطبہ جاری کیا، منبر پر بیٹھ کر خطبہ دیا اور اقامت اور سلام میں کمی کی۔''

(الحجّة على أهل المدينة لمحمد الشّيباني، ص 84)

جواب: جھوٹی روایت ہے۔

① صاحب کتاب محمد بن حسن شیبانی پر ''کذاب'' کی جرح ہے۔

② محمد بن ابان بن صالح ''ضعیف'' ہے۔

③ حماد بن ابی سلیمان سیء الحفظ ہیں۔

④ ابراہیم نخعی نے کسی صحابی سے سماع نہیں کیا۔

سوال: جن جگہوں پر نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھی، کیا ان مقامات سے تبرک حاصل کرتے ہوئے وہاں پر نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب: ایسی تمام جگہیں اور مقامات جہاں نبی کریم ﷺ نے نماز ادا کی، وہاں قیام فرمایا، پڑاؤ ڈالا، وہاں پر تشریف فرما ہوئے، ان سے تبرک حاصل کرنا جائز نہیں، بلکہ یہ بدعت ہے۔ قرآن وحدیث اور آثارِ سلف میں سے اس پر کوئی استناد نہیں۔

البتہ جہاں نبی کریم ﷺ اکثر وبیشتر نماز ادا فرماتے رہے، سنت کے اتباع میں بعض صحابہ کرام بھی وہاں نماز ادا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

❁ یزید بن ابی عبید تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ آتِي مَعَ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، فَيُصَلِّي عِنْدَ الْأُسْطُوَانَةِ الَّتِي عِنْدَ الْمُصْحَفِ، فَقُلْتُ : يَا أَبَا مُسْلِمٍ، أَرَاكَ تَتَحَرَّى الصَّلَاةَ عِنْدَ هٰذِهِ الْأُسْطُوَانَةِ، قَالَ : فَإِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى الصَّلَاةَ عِنْدَهَا .

''میں سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مسجد نبوی میں آیا کرتا تھا۔ آپ ہمیشہ اس ستون کے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھا کرتے تھے، جہاں قرآنِ مجید رکھا ہوتا تھا۔ میں نے ان سے کہا: ابو مسلم! میں دیکھتا ہوں کہ آپ ہمیشہ اسی ستون کے سامنے کھڑے ہو کر نماز ادا کرتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ خاص طور پر اسی ستون کے سامنے کھڑے ہو کر نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔''

(صحيح البخاري : 502، صحيح مسلم : 509)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الْأَمْكِنَةُ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْصِدُ الصَّلَاةَ أَوِ الدُّعَاءَ عِنْدَهَا؛ فَقَصْدُ الصَّلَاةِ فِيهَا أَوِ الدُّعَاءِ سُنَّةٌ، اِقْتِدَاءً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاتِّبَاعًا لَّهُ، كَمَا إِذَا تَحَرَّيَ الصَّلَاةُ أَوِ الدُّعَاءُ فِي وَقْتٍ مِّنَ الْأَوْقَاتِ؛ فَإِنَّ قَصْدَ الصَّلَاةِ أَوِ الدُّعَاءِ فِي ذٰلِكَ الْوَقْتِ سُنَّةٌ، كَسَائِرِ عِبَادَاتِهٖ، وَسَائِرِ الْأَفْعَالِ الَّتِي فَعَلَهَا عَلٰى وَجْهِ التَّقَرُّبِ .

''رہے وہ مقامات، جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعا اور نماز کے لیے جایا کرتے تھے، وہاں جا کر دعا کرنا اور نماز پڑھنا مسنون ہے اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا واتباع ہے، جس طرح کہ جن اوقات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے، یا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دعا کیا کرتے تھے، ان اوقات میں نماز پڑھنا یا دعا کرنا آپ ﷺ کی باقی تمام عبادات اور ان افعال کی طرح مسنون ہے، جنہیں آپ ﷺ قربِ الٰہی کے طور پر کیا کرتے تھے۔''

(اقتضاء الصّراط المُستقيم: 276/2)

وہ جگہیں، جہاں نبی کریم ﷺ نے اتفاقاً نماز ادا کی، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سنت کے اتباع میں وہاں بھی نماز ادا کر لیتے تھے۔

❁ موسیٰ بن عقبہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَتَحَرّٰى أَمَاكِنَ مِنَ الطَّرِيقِ، فَيُصَلِّي فِيهَا، وَيُحَدِّثُ أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يُصَلِّي فِيهَا، وَأَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي تِلْكَ الْأَمْكِنَةِ.

''میں نے سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ کو دیکھا، وہ مدینہ سے مکہ کے راستے میں کئی جگہوں کو ڈھونڈ کر وہاں نماز پڑھتے اور کہتے کہ ان کے والدِ محترم سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ان مقامات پر نماز پڑھا کرتے تھے، کیونکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ان مقامات پر نماز پڑھتے دیکھا تھا۔(صحيح البخاري: 483)

❁ نافع رحمہ اللہ، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ، فَصَلّٰى بِهَا، وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

''رسول اللہ ﷺ نے مقامِ ذوالحلیفہ کے پتھریلے میدان میں سواری روک کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز ادا کی۔ راویٔ حدیث نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔'' (صحيح البخاري : 1532، صحيح مسلم : 1257)

❁ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا دَخَلَ الكَعْبَةَ؛ مَشٰى قِبَلَ وَجْهِهٖ حِينَ يَدْخُلُ، وَجَعَلَ الْبَابَ قِبَلَ ظَهْرِهٖ، فَمَشٰى حَتّٰى يَكُونَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِدَارِ الَّذِي قِبَلَ وَجْهِهٖ قَرِيبًا مِّنْ ثَلَاثَةِ أَذْرُعٍ، صَلّٰى يَتَوَخَّى الْمَكَانَ الَّذِي أَخْبَرَهٗ بِهٖ بِلَالٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيهِ، قَالَ : وَلَيْسَ عَلٰى أَحَدِنَا بَأْسٌ إِنْ صَلّٰى فِي أَيِّ نَوَاحِي الْبَيْتِ شَاءَ .

''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کعبۃ اللہ میں داخل ہوتے، تو دروازے کی طرف پشت کر کے سیدھا منہ کی سمت چلے جاتے، یہاں تک کہ جب ان میں اور سامنے کی دیوار میں تین ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا تو نماز پڑھتے، کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ اس جگہ نماز پڑھنا چاہتے تھے، جس کے بارے میں بلال رضی اللہ عنہ نے آپ کو بتایا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں نماز پڑھی تھی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بھی فرمایا کہ ہم بیت اللہ میں جس جانب بھی نماز پڑھیں، اس میں کوئی حرج نہیں۔''

(صحيح البخاري : 506)

یعنی کعبۃ اللہ کے کسی بھی کونے میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، البتہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اتباع سنت کے جذبہ سے سرشار ہو کر اس جگہ کی تلاش کی، جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اتباعِ سنت کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو:

❁ عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ سَبْتٍ، مَاشِيًا وَرَاكِبًا، وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَفْعَلُهُ.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے والے دن پیدل یا سوار ہو کر مسجدِ قبا تشریف لے جایا کرتے تھے، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کرتے تھے۔''

(صحيح البخاري : 1193)

ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اتباعِ سنت کے جذبہ سے ایسا کرتے تھے، نہ کہ حصولِ تبرک کے لیے۔ ان کا مقصود صرف اور صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا تھا۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا مِنِ ابْنِ عُمَرَ تَحَرٍّ لِّمِثْلِ فِعْلِهٖ، فَإِنَّهٗ قَصَدَ أَنْ يَّفْعَلَ مِثْلَ فِعْلِهٖ، فِي نُزُوْلِهٖ وَصَلَاتِهٖ.

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس لیے ایسے کاموں کے متلاشی رہتے تھے کہ ان کا مقصد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل اتباع تھا کہ کس جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑاؤ ڈالا ہے اور کس مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی۔''

(اقتضاء الصّراط المُستقيم : 330/2)

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سواری پر سوار ہوتے وقت ''بسم اللہ'' پڑھ کر رکاب پر پاؤں رکھا، سواری کی پیٹھ پر بیٹھ کر ''الحمدللہ'' کہہ کر دُعا پڑھی، پھر ہنس دیے، پوچھا گیا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَا يُضْحِكُكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟

''امیر المومنین! آپ مسکرائے کس لیے ہیں؟''

جواباً فرمایا:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ .

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا تھا۔''

(الدّعاء للطّبراني : 778، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۲۶۹۷) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (۲۴۸۲) نے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ہنسنا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہنسنے کا باعث بنا اور کوئی وجہ نہیں تھی۔ اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی نبی کریم ﷺ کی اقتدا و اتباع میں وہاں وہاں نماز پڑھی اور پڑاؤ ڈالا، جہاں آپ ﷺ نے اتفاقاً نماز پڑھی اور پڑاؤ ڈالا تھا۔

اس حوالے سے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک اور روایت ملاحظہ فرمائیں:

❁ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ، إِذَا ذَهَبَ إِلَى قُبُورِ الشُّهَدَاءِ عَلٰى نَاقَتِهٖ؛ رَدَّهَا هٰكَذَا وَهٰكَذَا، فَقِيلَ لَهٗ فِي ذٰلِكَ، فَقَالَ : إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الطَّرِيقِ عَلٰى نَاقَتِهٖ، فَقُلْتُ : لَعَلَّ خُفِّي يَقَعُ عَلٰى خُفِّهٖ .

''میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ جب وہ شہدا کی قبروں کی طرف جاتے، تو اپنی اونٹنی کو موڑتے۔ اس بارے میں ان سے پوچھا گیا، تو فرمایا: میں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نے رسول کریم ﷺ کو اس راستے میں اپنی اونٹنی پر دیکھا تھا۔ میں نے سوچا کہ شاید میری اونٹنی کا پاؤں آپ ﷺ کی اونٹنی کے پاؤں کے اوپر آ جائے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 327/13، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 249/5، واللّفظ لهٗ، حلية الأولياء لأبي نُعَيم :310/1، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہر معاملہ میں اتباعِ سنت کے جذبہ سے سرشار تھے۔

سوال: جس روایت میں ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ پندرہ سال کی عمر میں مشرف بہ اسلام ہوئے، تو بلحاظ سند کیسی ہے؟

جواب: روایت ملاحظہ ہو؛

❁ حسن بصری وغیرہ رحمہ اللہ سے مروی ہے:

إِنَّ عَلِيًّا أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ بَعْدَ خَدِيجَةَ، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً، أَوْ سِتَّ عَشْرَةَ سَنَةً .

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد اسلام لائے، اس پر آپ رضی اللہ عنہ کی عمر پندرہ یا سولہ سال تھی۔''

(جامع معمر بن راشد :20391، فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل : 998)

سند ضعیف ہے۔

① معمر بن راشد کی اہل بصرہ سے روایت میں کلام ہے۔

② قتادہ بصری مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

③ حسن بصری کا عنعنہ ہے، نیز ان کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔

سوال: جو شخص اس نظریہ کے ساتھ بتوں کی عبادت کرے کہ وہ نفع و نقصان کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مالک نہیں، کیا ایسا شخص مشرک ہے؟

جواب: عبادت کی کوئی بھی قسم غیر اللہ کے لیے ثابت کرنا شرک ہے، خواہ اسے نفع یا نقصان کا مالک سمجھے یا نہ سمجھے۔ یہ عملی شرک ہے۔

سوال: صحابی جب اپنی روایت کے خلاف عمل کرے یا فتویٰ دے، تو کیا احناف کے نزدیک روایت منسوخ ہوتی ہے؟

جواب: صحابی جب اپنی روایت کے خلاف عمل کرے یا فتویٰ دے، تو احناف کے نزدیک صحابی کا قول وعمل حجت ہوتا ہے اور روایت قابل حجت نہیں ہوتی، بلکہ اسے منسوخ سمجھا جاتا ہے۔

❁ علامہ ابوالعباس سروجی حنفی رحمہ اللہ (۷۱۰ھ) لکھتے ہیں:

عِنْدَنَا : اَلرَّاوِيْ إِذَا عَمِلَ بِغَيْرِ رِوَايَتِهٖ أَوْ أَفْتٰى بِخِلَافِهَا لَا تَبْقٰى حُجَّةً، لِأَنَّ الصَّحَابِيَّ لَا يَحِلُّ لَهٗ أَنْ يَسْمَعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا وَيُفْتِي أَوْ يَعْمَلُ بِخِلَافِهٖ، إِذْ تَسْقُطُ بِهٖ عَدَالَتُهٗ، فَدَلَّ عَلٰى نَسْخِ مَا رَوَاهُ.

''ہم احناف کے نزدیک اگر راوی اپنی روایت کے خلاف عمل کرے یا اس کے خلاف فتویٰ دے، تو وہ روایت حجت نہیں رہتی، کیونکہ صحابی کے لیے یہ جائز نہیں کہ کوئی بات نبی کریم ﷺ سے سنے اور پھر اس کے خلاف فتویٰ دے یا عمل کرے، کیونکہ اس سے صحابی کی عدالت ساقط ہو جائے گی، لہٰذا یہ دلیل ہے کہ صحابی کی روایت منسوخ ہے۔''

(الغاية في شرح الهداية :407/1)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ احناف کا اصول ہے، محدثین کا اُصول نہیں۔ حدیثیں محدثین کی ہیں، ان کو قبول اور رد کرنے میں اصول بھی انہیں کے قبول ہوں گے۔

صحیح بات یہ ہے کہ صحابی جب اپنی روایت کے خلاف عمل کرے یا خلاف فتویٰ دے، تو روایت اور صحابی کے عمل وفتویٰ کے درمیان تطبیق دی جائے گی، بغیر دلیل کے روایت کو منسوخ نہیں کہا جا سکتا۔

سوال: ایک شخص بے وضو ہے، نماز جنازہ کی جماعت کھڑی ہے، اگر وہ وضو کرے گا، تو نماز جنازہ سے رہ جائے گا، کیا وہ تیمّم کر کے نماز جنازہ میں شامل ہو سکتا ہے؟

جواب: نماز کے لیے تیمّم اس وقت جائز ہے، جب وضو کرنا ممکن نہ ہو یا وضو کے لیے پانی دستیاب نہ ہو۔ بغیر عذر تیمّم کر کے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ یہ حکم ہر نماز کے لیے ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَا يُصَلِّي الرَّجُلُ عَلَى الْجَنَازَةِ إِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ .

''نماز جنازہ بغیر وضو کے نہ پڑھے۔''

(موطأ الإمام مالك :230/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى أَنَّ مَنْ خَافَ فَوْتَ الْجُمُعَةِ إِنْ ذَهَبَ يَتَطَهَّرُ بِالْمَاءِ، أَنَّهٗ لَا يَتَيَمَّمُ وَلٰكِنَّهٗ يَتَطَهَّرُ، وَإِنْ فَاتَتْهُ الْجُمُعَةُ، فَالَّذِي يَخَافُ فَوْتَ الْجَنَازَةِ أَوْلٰى بِذٰلِكَ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ جس شخص کو اندیشہ ہو کہ اگر وہ وضو کے لیے جائے گا، تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کا جمعہ جاتے رہے گا، وہ شخص تیمّم نہیں کرسکتا، بلکہ وضو ہی کرے گا، خواہ اس کا جمعہ فوت ہو جائے، تو جس شخص کو نماز جنازہ رہ جانے کا اندیشہ ہو، تو وہ بالاولیٰ وضو کرے گا۔''

(الأوسط : 425/5)

بعض کہتے ہیں کہ وضو کرنے سے نماز جنازہ رہ جانے کا اندیشہ ہو، تو تیمّم کر کے نماز جنازہ میں شامل ہو سکتے ہیں، یہ مؤقف درست نہیں۔ اس بارے میں مروی روایات ضعیف وغیر ثابت ہیں؛ ملاحظہ ہو؛

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا فَجَأَتْكَ الْجَنَازَةُ وَأَنْتَ عَلٰى غَيْرِ وُضُوءٍ فَتَيَمَّمْ .

''اگر اچانک جنازہ آجائے اور آپ کا وضو نہ ہو، تو تیمّم کر لیں (اور جنازہ میں شریک ہو جائیں)۔''

(الكامل لابن عدي : 531/8)

روایت باطل ہے۔ محدثین نے اس روایت کو ''منکر'' قرار دیا ہے۔

① مغیرہ بن زیاد راوی عطاء بن ابی رباح سے منکر روایات بیان کرتا ہے۔

② یمان بن سعید ''ضعیف'' ہے۔

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا مَرْفُوعٌ غَيْرُ مَحْفُوظٍ .

''اس حدیث کا مرفوع ہونا غیر محفوظ ہے۔''

(الكامل في ضعفاء الرجال : 532/8)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ یہ روایت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوف بھی آتی ہے۔

(شرح معاني الآثار للطّحاوي : 549)

سند ضعیف ہے۔ مغیرہ بن زیاد نے عطاء بن ابی رباح سے منکر روایات بیان کی ہیں۔ کسی صحابی سے ثابت نہیں کہ وہ نماز جنازہ کے لیے تیمّم کرتا ہو یا کرنے کا فتویٰ دیتا ہو، یہی بات راجح ہے۔

سوال: کیا علی بن ابی طلحہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے تفسیر سنی ہے؟

جواب: علی بن ابی طلحہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں کیا۔

❁ حافظ خلیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْحُفَّاظُ عَلٰى أَنَّ ابْنَ أَبِي طَلْحَةَ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنِ ابْنِ عَبَّاسٍ .

''حفاظ کا اجماع ہے کہ علی بن ابی طلحہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس صلی اللہ علیہ وسلم سے تفسیر کا سماع نہیں کیا۔''

(الإرشاد : 393/1)

سوال: نماز فجر سے پہلے قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز فجر سے پہلے قربانی جائز نہیں، قربانی عید کی نماز کے بعد کی جائے گی۔

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ الضَّحَايَا لَا يَجُوزُ ذِبْحُهَا قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ یوم نحر (دس ذوالحجہ) کو طلوع فجر سے پہلے قربانی ذبح کرنا جائز نہیں۔'' (الإجماع : 217)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: بیان کیا جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے چند اشعار پڑھے گئے، تو آپ ﷺ پر وجد طاری ہو گیا اور آپ ﷺ کی چادر کندھے سے گر گئی۔'' اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

تَوَاجَدَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَاجَدَ الْأَصْحَابُ حَتّٰى سَقَطَ رِدَائُهُ عَنْ مَنْكِبِهِ .

''(اشعار سن کر) نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب پر وجد طاری ہو گیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی چادر کندھے سے گر گئی۔''

(التَّواجُد لابن عبد الهادي، ص 31، الغرائب المُلْتَقَطَة لابن حَجَر : 351/8، لِسان المِيزان لابن حَجَر : 265/5، الزّيادات على المَوضوعات للسّيوطي : 657/2)

یہ جھوٹی اور من گھڑت روایت ہے۔

① عمار بن اسحاق ''وضاع'' ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَأَنَّهُ وَاضِعُ هٰذِهِ الْخَرَافَةَ .

''اس خرافت کو گھڑنے والا عمار بن اسحاق معلوم ہوتا ہے۔''

(ميزان الاعتدال : 164/3)

② ابو منصور محمد بن عبد الملک کے حالات زندگی نہیں مل سکے۔

❀ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (۶۴۳ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَخْفٰى وَضْعُهُ عَلَى الْجُهَّالِ .

''جاہلوں پر (بھی) اس روایت کا من گھڑت ہونا مخفی نہیں ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(جُزءٌ في كلام العلماء على حديث التّواجُد لابن عبد الهادي، ص 36)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بَاطِلٌ لَا تَحِلُّ رِوَايَتُهُ وَلَا نِسْبَتُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''یہ روایت باطل ہے، اسے روایت کرنا اور نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کرنا جائز نہیں۔''

(جُزء في كلام العلماء على حديث التّواجُد لابن عبد الهادي، ص 38)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّهُ كَذِبٌ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ .

''محدثین کا اجماع واتفاق ہے کہ یہ حدیث جھوٹی ہے۔''

(مجموع الفتاوى: 168/11)

❁ علامہ ابن عبدالہادی مقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْوَاقِفُ عَلٰى مَتْنِ هٰذَا الْحَدِيثِ يَظْهَرُ لَهُ أَنَّهُ مَصْنُوعٌ مَوْضُوعٌ .

''جو اس حدیث کے متن کو جان لیتا ہے، اس پر عیاں ہو جاتا ہے کہ یہ حدیث موضوع ومن گھڑت ہے۔''

(جُزء في كلام العلماء على حديث التّواجُد، ص 36)

❁ علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ نے اسے ''موضوع'' قرار دیا ہے۔

(كَفّ الرّعاع، ص 49)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۱۶)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: درج ذیل روایت کا کیا مفہوم ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آیت مبارکہ: ﴿اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

فِي كُلِّ أَرْضٍ مِثْلُ إِبْرَاهِيمَ وَنَحْوُ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْخَلْقِ .

''ہر زمین میں ابراہیم علیہ السلام کی مثل اور اِس زمین کے اوپر والی مخلوق موجود ہے۔''

(تفسير الطّبري : 469/23، المستدرك للحاكم : 23/38، الأسماء والصّفات للبيهقي : 832)

جواب: اس کی سند صحیح اور متن شاذ (ضعیف) ہے۔ حافظ بیہقی رحمہ اللہ (الاسماء والصفات: ۸۳۲) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (فتح الباری: ۶/۲۹۳) نے اس اثر کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے، مگر حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''شاذ'' بھی کہا ہے، کیونکہ یہ روایت کتاب وسنت اور اجماع کے خلاف ہے۔

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْكَلَامُ مِنَ الْبَيْهَقِيِّ فِي غَايَةِ الْحُسْنِ؛ فَإِنَّهُ لَا يَلْزَمُ مِنْ صِحَّةِ الْإِسْنَادِ صِحَّةُ الْمَتْنِ كَمَا تَقَرَّرَ فِي عُلُومِ الْحَدِيثِ؛ لِاحْتِمَالِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَنْ يَصِحَّ الْإِسْنَادُ وَيَكُونُ فِي الْمَتْنِ شُذُوذٌ أَوْ عِلَّةٌ تَمْنَعُ صِحَّتَهُ، وَإِذَا تَبَيَّنَ ضَعْفُ الْحَدِيثِ أَغْنٰى ذٰلِكَ عَنْ تَأْوِيلِهِ؛ لِأَنَّ مِثْلَ هٰذَا الْمَقَامِ لَا تُقْبَلُ فِيهِ الْأَحَادِيثُ الضَّعِيفَةُ .

''امام بیہقی کی بات بہت اچھی ہے، کیونکہ (ہر جگہ) سند کے صحیح ہونے سے متن کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا، جیسا کہ علوم الحدیث میں ثابت ہے، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ سند صحیح ہو اور متن میں شذوذ یا علت ہو، جو متن کے صحیح ہونے میں مانع ہو۔ جب حدیث کا ضعیف ہونا واضح ہو گیا، تو اس کی تاویل کی ضرورت باقی نہیں رہی، کیونکہ ایسے مسائل میں ضعیف احادیث قبول نہیں۔''

(الحاوي للفَتاوي :462/1)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ مَحْمُولٌ إِنْ صَحَّ نَقْلُهُ عَنْهُ عَلٰى أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخَذَهُ عَنِ الْإِسْرَائِيلِيَّاتِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ .

''اگر اس اثر کی سند صحیح ہے، تو اسے اس معنی پر محمول کیا جائے گا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بات اسرائیلی روایات سے اخذ کی ہے، واللہ اعلم!''

(البداية والنّهاية :43/1)

❁ نیز اسرائیلی روایات کے بارے میں مؤقف یوں بیان کرتے ہیں:

''اسرائیلی روایات کی تین اقسام ہیں: ① جن کے صحیح ہونے کا علم ہمیں کتاب اللہ یا سنت رسول علیہ الصلاۃ والسلام کے ذریعے ہو چکا ہے، ② جن کا جھوٹا ہونا معلوم ہو کہ اس کے خلاف کتاب وسنت میں ثابت ہو، ③ جن کے بارے میں کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ کن بات نہ ہو، انہیں بیان کرنے کی اجازت ہے، جیسا کہ فرمانِ نبوی ہے: بنی اسرائیل سے روایت بیان کر لیا کرو، اس میں کوئی حرج نہیں۔ اسرائیلی روایات کی اسی قسم کی تصدیق وتکذیب نہ کرنے کو کہا گیا ہے، فرمان نبوی ہے: بنی اسرائیل کی نہ تصدیق کرو، نہ تکذیب۔''

(تفسیر ابن کثیر : 528/3)

سوال: جس کا ختنہ نہ ہوا ہو، اس کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: جس کا ختنہ نہ ہوا ہو، اس کا ذبیحہ حلال ہے۔ ممانعت کے بارے میں روایت ثابت نہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

اَلْأَقْلَفُ لَا تَجُوزُ شَهَادَتُهُ، وَلَا تُقْبَلُ لَهُ صَلَاةٌ، وَلَا تُؤْكَلُ لَهُ ذَبِيحَةٌ.

''جس کا ختنہ نہ ہوا ہو، اس کی شہادت جائز نہیں، نہ اس کی نماز قبول ہے اور نہ اس کا ذبیحہ کھایا جائے گا۔'' (مصنّف ابن أبي شيبة : 1/5)

سند ضعیف ہے۔ قتادہ مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

❁ الاوسط لابن المنذر (۷/ ۳۰۵) والی سند بھی ضعیف ہے۔ حسین بن نمیر ابو محصن کی توثیق نہیں۔

اس بارے میں دیگر اقوال بھی ضعیف ہیں۔

❁ معمر بن راشد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ عَنْهُ حَمَّادًا فَقَالَ : لَا بَأْسَ بِذَبِيحَتِهِ، وَتَجُوزُ شَهَادَتُهُ، وَتُقْبَلُ صَلَاتُهُ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''میں نے حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ سے ایسے شخص کے متعلق پوچھا، جس کا ختنہ نہیں ہوا، تو فرمایا: اس کے ذبیحہ میں کوئی حرج نہیں، اس کی گواہی جائز ہے اور اس کی نماز قبول ہے۔''

(مصنّف عبد الرزّاق، تحت الرقم : 8562)

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

بِهٖ قَالَ أَبُو ثَوْرٍ، وَعَوَامُّ أَهْلِ الْفَتْيَا مِنْ عُلَمَاءِ الْأَمْصَارِ .

''ابوثور اور علمائے امصار میں سے اکثر اہل فتویٰ کے نزدیک غیر مختون کا ذبیحہ حلال ہے۔'' (الإشراف : 435/3)

سوال: کیا امام مالک رضی اللہ عنہ کو جبری طلاق کی وجہ سے کوڑے مارے گئے؟

جواب: امام مالک رحمہ اللہ فتویٰ دیتے تھے کہ طلاق مکرہ (جبری طلاق) واقع نہیں ہوتی۔ اس کی پاداش میں حاکم وقت نے آپ رحمہ اللہ کے ننگے بدن پر سو کوڑے برسائے۔ جس کی وجہ سے آپ رحمہ اللہ کا کندھا اتر گیا۔

❁ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ عَلَى أَهْلِ الْمَدِينَةِ الْهَاشِمِيُّ، فَأَرْسَلَ إِلٰى مَالِكٍ، فَقَالَ : أَنْتَ الَّذِي تُفْتِي فِي الْإِكْرَاهِ، وَإِبْطَالِ الْبَيْعَةِ؟ فَضَرَبَهٗ مُجَرَّدًا مِائَةً، حَتّٰى أَصَابَ كَتِفَهٗ خَلْعٌ، وَكَانَ لَا يَزُرُّ أَزْرَارَهٗ بِيَدِهٖ .

''(جعفر بن سلیمان بن علی) ہاشمی مدینہ کا والی تھا، اس نے امام مالک رحمہ اللہ کی طرف ایلچی بھیجا، اس نے کہا: ''کیا تم ہی ہو، جو جبری طلاق کے بارے میں فتویٰ دیتے ہو اور (ظالم حکمران کی) بیعت کو باطل سمجھتے ہو؟'' تو اس نے امام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مالک رحمہ اللہ کے ننگے بدن پر سو کوڑے مارے، جس نے آپ رحمہ اللہ کا کندھا اتر گیا، آپ رحمہ اللہ بٹن بند نہیں کر سکتے تھے۔''

(آداب الشّافعي ومَناقبه لابن أبي حاتم، ص 156، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت کے منکر کا کیا حکم ہے؟

جواب: جو جانتے بوجھتے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار کرے، وہ کافر ہے، کیونکہ خلافت صدیقی پر صحابہ کا اجماع ہے، اجماع صحابہ کا منکر کافر ہے۔

❁ مفسر قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ جَاءَ فِي السُّنَّةِ أَحَادِيثُ صَحِيحَةٌ، يَدُلُّ ظَاهِرُهَا عَلٰى أَنَّهُ الْخَلِيفَةُ بَعْدَهٗ، وَقَدِ انْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ مُخَالِفٌ، وَالْقَادِحُ فِي خِلَافَتِهٖ مَقْطُوعٌ بِخَطَئِهٖ وَتَفْسِيقِهٖ، وَهَلْ يَكْفُرُ أَمْ لَا، يُخْتَلَفُ فِيهِ، وَالْأَظْهَرُ تَكْفِيرُهٗ، ..... وَالَّذِي يُقْطَعُ بِهٖ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَأَقْوَالِ عُلَمَاءِ الْأُمَّةِ وَيَجِبُ أَنْ تُؤْمِنَ بِهِ الْقُلُوبُ وَالْأَفْئِدَةُ فَضْلُ الصِّدِّيقِ عَلٰى جَمِيعِ الصَّحَابَةِ، وَلَا مُبَالَاةَ بِأَقْوَالِ أَهْلِ الشِّيَعِ وَلَا أَهْلِ الْبِدَعِ، فَإِنَّهُمْ بَيْنَ مُكَفَّرٍ تُضْرَبُ رَقَبَتُهٗ، وَبَيْنَ مُبْتَدِعٍ مُفَسَّقٍ لَا تُقْبَلُ كَلِمَتُهٗ.

''اس بارے میں کئی صحیح احادیث موجود ہیں، جن کا ظاہر دلالت کرتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی خلیفہ ہوں گے، نیز اس پر اجماع ہو چکا ہے اور کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اعتراض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے والا قطعی طور پر خطا کار اور گناہ گار ہے، لیکن اس کی تکفیر اور عدم تکفیر میں اختلاف ہے، تکفیر والی بات ہی راجح ہے۔..... کتاب وسنت اور علمائے امت کے اقوال میں قطعی ثبوت ہے اور دلوں میں ایمان بھی یہی ہونا چاہیے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ پر فضیلت حاصل ہے۔ شیعوں اور بدعتیوں کے اقوال کی کوئی حیثیت نہیں کہ جو واجب القتل کافر اور ایسے فاسق بدعتی کے بین بین ہیں، جس کی بات قبول نہیں کی جاتی۔''

(تفسير القُرطبي : 148/8)

سوال: اس شخص کا کیا حکم ہے، جو کہے کہ یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر کی بیوی سے زنا کرنے کا قصد کیا تھا؟

جواب: یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر کی بیوی سے زنا کا قصد نہیں کیا، اللہ تعالیٰ نے انہیں محفوظ رکھا۔ انبیائے کرام علیہم السلام گناہ کا قصد نہیں کرتے تھے۔ جانتے بوجھتے یہ کہنا کہ یوسف علیہ السلام نے زنا کا قصد کر لیا تھا، گستاخی ہے۔

سوال: حدیث: ''اگر حواء نہ ہوتیں، تو بیوی اپنے شوہر کی خیانت نہ کرتیں۔'' کا کیا مفہوم ہے؟

جواب: حدیث ملاحظہ فرمائیں؛

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْلَا بَنُو إِسْرَائِيلَ لَمْ يَخْنَزِ اللَّحْمُ، وَلَوْلَا حَوَّاءُ لَمْ تَخُنْ أُنْثَى زَوْجَهَا .

''اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے، تو کبھی گوشت بدبودار نہ ہوتا، اگر حواء نہ ہوتیں، تو کوئی عورت شوہر کی نافرمانی نہ کرتی۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري : 3330، صحيح مسلم : 1470)

کسی چیز کی نسبت اس کے سبب کی طرف کرنا جائز ہے۔خواہ سبب شرعی ہو یا حسی، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ .

''اگر میں نہ ہوتا،تو ابوطالب جہنم کے گڑھے میں ہوتے۔''

(صحيح البخاري : 3843، صحيح مسلم : 209)

اہل علم حدیث کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل نے من وسلویٰ ذخیرہ کرنا شروع کر دیا تھا،جس کی وجہ سے وہ گل سڑ گیا۔ان کے اس اقدام کے بعد گوشت گل سڑ جاتا ہے،تو سبب بنی اسرائیل بنے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ گوشت بنی اسرائیل سے پہلے بھی گلتا سڑتا تھا، اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ بنی اسرائیل ذخیرہ اندوزی کریں گے، یوں گوشت خراب ہونے کا سبب بنی اسرائیل بنے،لہٰذا انہیں کی طرف نسبت کر دی۔

سیدہ حواء علیہا السلام ابلیس لعین کے بہکاوے میں آ کر درخت کھا بیٹھیں اور آدم علیہ السلام کو بھی درخت کھانے پر اکسایا۔اس غلطی کے اثرات حواء کی بیٹیوں میں بھی سرایت کر گئے، کیوں کہ ماں کی جبلت اور طبیعت اولاد پر اثر انداز ہوتی ہے۔اگر حواء علیہا السلام ایسا نہ کرتیں،تو ان کی بیٹیوں کی جبلت میں شوہروں کی نافرمانی نفوذ نہ کرتی۔

تنبیہ:

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ، فَلَا تَقُلْ : لَوْ أَنِّي فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَكَذَا، وَلٰكِنْ قُلْ : قَدَرُ اللّٰهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ، فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اگر آپ کو کوئی مصیبت آئے، تو یہ مت کہنا ''اگر میں یوں کرتا، تو یوں ہو جاتا۔'' بلکہ یہ کہیں کہ یہ اللہ فیصلہ ہے، اس نے جیسا چاہا، کر دیا، کیونکہ ''اگر'' کا لفظ شیطانی عمل کو کھول دیتا ہے۔''

(صحيح مسلم : 2664)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) لکھتے ہیں:

لَا مُعَارَضَةَ بَيْنَ هٰذَا وَبَيْنَ حَدِيثِ النَّهْيِ عَنْ لَوْ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿قُلْ لَوْ كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلٰى مَضَاجِعِهِمْ﴾ ﴿وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ﴾ وَكَذٰلِكَ مَا جَاءَ مِنْ لَوْلَا كَقَوْلِهِ تَعَالٰى : ﴿لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ﴾ ﴿وَلَوْلَا أَنْ يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً لَجَعَلْنَا﴾ ﴿وَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ﴾ لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى مُخْبِرٌ فِي كُلِّ ذٰلِكَ عَمَّا مَضٰى أَوْ يَأْتِي عَنْ عِلْمٍ خَبَرًا قَطْعِيًّا وَكُلُّ مَا يَكُونُ مِنْ لَوْ وَلَوْلَا مِمَّا يُخْبِرُ بِهِ الْإِنْسَانُ عَنْ عِلَّةِ امْتِنَاعِهِ مِنْ فِعْلِهِ مِمَّا يَكُونُ فِعْلُهُ فِي قُدْرَتِهِ فَلَا كَرَاهَةَ فِيهِ لِأَنَّهُ إِخْبَارُ حَقِيقَةٍ عَنِ امْتِنَاعِ شَيْءٍ لِسَبَبِ شَيْءٍ وَّحُصُولِ شَيْءٍ لِامْتِنَاعِ شَيْءٍ وَّتَأْتِي لَوْ غَالِبًا لِبَيَانِ السَّبَبِ الْمُوجِبِ أَوِ النَّافِي فَلَا كَرَاهَةَ فِي كُلِّ مَا كَانَ مِنْ هٰذَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ كَاذِبًا فِي ذٰلِكَ كَقَوْلِ الْمُنَافِقِينَ : ﴿لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَاتَّبَعْنَاكُمْ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

''اس (حواء علیہا السلام والی) حدیث میں اور کلمہ لَوْ کی ممانعت والی حدیث میں کوئی تعارض نہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿قُلْ لَوْ كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلٰى مَضَاجِعِهِمْ﴾ ''کہہ دیجئے کہ اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے، تب بھی جن پر قتل ہونا لکھ دیا گیا تھا، وہ اپنی قتل ہونے والی جگہوں پر پہنچ جاتے۔'' ﴿وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ﴾ ''اگر انہیں واپس بھیج بھی دیا جائے، تو وہ وہی کریں گے، جس سے انہیں منع کیا گیا ہے۔'' اس طرح کلمہ ''لولا'' کا استعمال بھی ہوا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ﴾ ''اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوح محفوظ میں لکھا نہ ہوتا، تو تمہیں عذاب پہنچ جاتا۔'' ﴿وَلَوْلَا أَنْ يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً .....﴾ ''اگر یہ نہ ہوتا کہ تم ایک ہی امت بن جاؤ گے، تو ہم .....'' ﴿وَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ﴾ ''اگر وہ (نبی یونس) اللہ کی تسبیح بیان نہ کرتے، تو مچھلی کے پیٹ میں ہی رہتے۔'' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان تمام آیات میں ماضی کی خبر دی ہے۔ یا اپنے علم سے قطعی خبر دی ہے۔ اگر انسان کلمہ لو یا لولا کے ساتھ اپنے کسی ایسے کام کے نہ کرنے کی وجہ بتائے، جو کام اس کی قدرت میں تھا، تو اس میں کوئی کراہت نہیں، کیونکہ یہ تو محض ایک حقیقت کی خبر ہے کہ اس کے فلاں کام نہ کرنے کی وجہ کیا بنی اور فلاں کام نہ کرنے سے حاصل کیا ہوا۔ کلمہ لو اکثر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسی مثبت یا منفی سبب کے بیان کے لیے استعمال ہوتا ہے، لہٰذا اس استعمال میں کوئی کراہت نہیں۔ البتہ اس میں جھوٹ نہ بولا جائے، جیسا کہ منافقین کہتے تھے: ﴿لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَاتَّبَعْنَاكُمْ﴾ ''اگر ہمیں لڑائی کرنے کا علم ہوتا، تو ہم بھی تمہارے پیچھے چلتے۔'' واللہ اعلم!''

(شرح مسلم: 122/11)

سوال: اللہ تعالیٰ نے زمین میں درختوں کی تخلیق کب کی؟

جواب: زمین میں درختوں کو سوموار کے دن پیدا کیا گیا۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ، وَخَلَقَ فِيهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْأَحَدِ، وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ، وَخَلَقَ الْمَكْرُوهَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ، وَخَلَقَ النُّورَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ، وَبَثَّ فِيهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيسِ، وَخَلَقَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، فِي آخِرِ الْخَلْقِ، فِي آخِرِ سَاعَةٍ مِّنْ سَاعَاتِ الْجُمُعَةِ، فِيمَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ.

''اللہ عزوجل نے ہفتہ کے دن زمین کو پیدا کیا، اتوار کے دن زمین میں پہاڑ پیدا کیے، سوموار کے دن درخت پیدا کیے، منگل کے دن ناپسندیدہ اشیا کو پیدا کیا، بدھ کے دن روشنی کو پیدا کیا، جمعرات کے دن جانوروں کو پیدا کیا، آخر میں جمعہ کے دن عصر سے شام مغرب کے درمیان آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔''

(صحیح مسلم: 2789)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: درج ذیل روایت کی کیا حقیقت ہے؟

قَالَ الْإِمَامُ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَارِثٍ الْخُشَنِيُّ : حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ : قَالَ لِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ يَحْيٰى : حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ سَوَادَةَ بْنِ عَبَّادٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ : كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ نَرْفَعُ أَيْدِيَنَا فِي بَدْءِ الصَّلٰوةِ وَفِي دَاخِلِ الصَّلٰوةِ عِنْدَ الرُّكُوعِ فَلَمَّا هَاجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ تَرَكَ رَفْعَ يَدَيْنِ فِي دَاخِلِ الصَّلٰوةِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَثَبَتَ عَلٰى رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي بَدْءِ الصَّلٰوةِ ..... .

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز شروع کرتے اور رکوع جاتے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے، پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ ہجرت کی، تو رکوع کے وقت رفع الیدین کرنا ترک کر دیا اور شروع والا رفع الیدین جاری رکھا.....۔''

(أخبار الفُقَهاء والمُحدّثين ص ٢١٤، ت : ٣٧٨)

جواب: جھوٹی روایت ہے۔

① اسے گھڑنے والا عثمان بن محمد بن یوسف، ازدی، قُرّی، ابوالصبغ ہے۔

② حافظ ابوولید، ابن فرضی (۴۰۳ھ) لکھتے ہیں:

كَانَ كَذَّابًا . ''یہ پرلے درجے کا جھوٹا شخص ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(تاريخ عُلماء أندَلُس، ص ٣٥٠)

اسے عثمان بن محمد بن احمد بن مدرک کہنا درست نہیں، کیونکہ اس عثمان بن محمد کے بارے میں صاحب کتاب (ص ۱۰۳، ۱۰۵) نے قُرّی کہہ کر تعین کر دیا ہے۔ لہٰذا یہ قری ہے، قبری نہیں، کیونکہ عثمان بن محمد بن یوسف، قری کے اساتذہ میں عبیداللہ بن یحییٰ موجود ہے۔

(تاريخ عُلماء أندَلُس، ص ٣٤٩)

یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اس سند میں قری راوی ہے، نہ کہ قبری۔ وہ عثمان بن محمد بن یوسف ''کذاب'' ہے۔

② عثمان بن سوادہ ''مجہول'' ہے۔ اس کے متعلق عبیداللہ بن یحییٰ سے منسوب توثیق والا قول اسی عثمان بن محمد قری کذاب کا بیان کردہ ہے، لہٰذا اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

③ محدث ابوعبداللہ محمد بن حارث خشنی (۳۶۱ھ) لکھتے ہیں:

كَانَ يُحَدِّثُ بِحَدِيثٍ رَوَاهُ مُسْنَدًا فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ، وَهُوَ مِنْ غَرَائِبِ الْحَدِيثِ، وَأَرَاهُ مِنْ شَوَاذِّهَا .

''یہ (عثمان سوادہ) رفع الیدین کے متعلق ایک مرفوع حدیث بیان کرتا ہے، جو کہ منکر ہے اور میں اسے شاذ روایات میں سے سمجھتا ہوں۔''

(أخبار الفُقهاء والمحدثين، ص ٢١٤)

بے شک یہ شاذ روایت ہے۔ متواتر احادیث و آثار کے خلاف ہے۔

سوال: کیا امام ابوزرعہ اور امام ابوحاتم رحمہما اللہ نے امام بخاری رحمہ اللہ کو ''متروک'' کہا؟

جواب: امام ابوزرعہ اور امام ابوحاتم رحمہما اللہ نے امام بخاری رحمہ اللہ کو ہرگز ''متروک'' قرار نہیں دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ امام عبدالرحمٰن ابن ابی حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَمِعَ مِنْهُ أَبِي وَأَبُو زُرْعَةَ، ثُمَّ تَرَكَا حَدِيثَهُ عِنْدَ مَا كَتَبَ إِلَيْهَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النِّيسَابُورِيُّ أَنَّهُ أَظْهَرَ عِنْدَهُمْ أَنَّ لَفْظَهُ بِالْقُرْآنِ مَخْلُوقٌ.

''امام بخاری رحمہ اللہ سے میرے والد ابو حاتم رازی اور ابو زرعہ رحمہما اللہ نے حدیثیں سنیں تھیں، پھر دونوں نے اس وقت آپ کو چھوڑ دیا تھا جب ان دونوں کی طرف محمد بن یحییٰ نیساپوری رحمہ اللہ نے خط لکھا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کے ہاں قرآن کے تلفظ کے مخلوق ہونے کا موقف ظاہر کیا۔''

(الجرح والتّعديل : ۱۷۱/۷)

ایسا غلط فہمی کی بنا پر ہوا، امام بخاری رحمہ اللہ اس بات کے قائل نہ تھے، بلکہ آپ تو بندوں کے اعمال وافعال کو مخلوق کہتے تھے، آپ نے خَلْقُ أَفْعَالِ الْعِبَادِ نامی کتاب بھی لکھی ہے۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

هٰذِهِ مَسْأَلَةٌ مُشْكِلَةٌ، وَقَدْ كَانَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَغَيْرُهُ لَا يَرَوْنَ الْخَوْضَ فِي هٰذِهِ الْمَسْأَلَةِ، مَعَ أَنَّ الْبُخَارِيَّ رَحِمَهُ اللّٰهُ مَا صرَّح بِذٰلِكَ، وَلَا قَالَ : أَلْفَاظُنَا بِالْقُرْآنِ مَخْلُوْقَةٌ، بَلْ قَالَ : أَفعَالُنَا مَخْلُوقَةٌ، وَالْمَقْرُوءُ الْمَلْفُوظُ هُوَ كَلَامُ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَلَيْسَ بِمَخْلُوْقٍ، فَالسُّكُوتُ عَنْ تَوَسُّعِ الْعِبَارَاتِ أَسْلَمُ لِلْإِنْسَانِ.

''یہ مسئلہ مشکل ہے، امام احمد بن حنبل وغیرہ رحمہ اللہ اس مسئلہ میں گہرائی اختیار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنا درست نہیں سمجھتے تھے، جبکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس بات کی صراحت نہیں کی اور نہ ہی آپ نے یہ کہا ہے کہ ''ہمارا قرآن کا تلفظ کرنا مخلوق ہے'' بلکہ آپ نے تو فرمایا تھا کہ ''ہمارے افعال مخلوق ہیں اور پڑھی اور تلفظ کی جانے والی چیز اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، مخلوق نہیں، لہٰذا اس مسئلے میں زیادہ باتوں سے اجتناب کرنا ہی انسان کے لیے سلامتی ہے۔''

(سِيَر أعلام النُّبلاء : ٤٩٤/١٥)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ ہیں، آپ رحمہ اللہ اپنی صحیح بخاری میں ان سے روایت لاتے ہیں، اتنی سی وضاحت کے بعد عرض ہے کہ ثُمَّ تَرَكَا حَدِيثَهُ سے مراد عرفی اور اصطلاحی ترکِ حدیث نہیں، تَرَكَهُ فُلَانٌ کے کئی مفہوم ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ کسی سے لکھنا بند کر دینا اور علمی اعتبار سے تعلق ختم کر دینا ہے، ہر جگہ محدثین کی اصطلاح مراد نہیں ہوتی۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸) فرماتے ہیں:

قَوْلُهُمْ : تَرَكَهُ شُعْبَةُ، مَعْنَاهُ أَنَّهُ لَمْ يَرْوِ عَنْهُ، وَتَرْكُ الرِّوَايَةِ قَدْ يَكُونُ لِشُبْهَةٍ لَا تُوجِبُ الْجَرْحَ، وَهٰذَا مَعْرُوفٌ فِي غَيْرِ وَاحِدٍ قَدْ خُرِّجَ لَهُ فِي الصَّحِيحِ .

''یہ کہنا کہ شعبہ رحمہ اللہ نے اسے چھوڑ دیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ شعبہ رحمہ اللہ نے اس سے روایت لینا ترک کر دیا، روایت نہ لینا بسا اوقات ایسے شبہہ کی بنا پر ہوتا ہے، جو جرح کا سبب نہیں ہوتا، صحیح کے کئی راویوں کے بارے میں یہ بات معروف ہے۔'' (مجموع الفتاوىٰ : ٣٤٩/٢٤)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہوا کہ ہر جگہ تَرَکَہٗ فُلَانٌ جرح نہیں ہوتا، البتہ تَرَکُوہُ ہر جگہ جرح ہے۔

مثال نمبر ۱:

❁ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ علی بن ابی ہاشم بغدادی کے متعلق فرماتے ہیں:

مَا عَلِمْتُهٗ إِلَّا صَدُوقًا، وَقَفَ فِي الْقُرْآنِ فَتَرَكَ النَّاسُ حَدِيثَهٗ.

''میں اسے صدوق ہی سمجھتا ہوں، اس نے قرآن کریم کے بارے میں توقف کیا، تو لوگوں نے اس کی احادیث کو چھوڑ دیا۔''

(الجرح والتّعديل: ٦/١٩٥)

❁ اس کی وضاحت خود امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے فرمادی:

وَقَفَ فِي الْقُرْآنِ، فَوَقَفْنَا عَنِ الرِّوَايَةِ عَنْهُ، فَاضْرِبُوا عَلٰى حَدِيثِهٖ.

''اس نے قرآن کے بارے میں توقف کیا، تو ہم نے اس کی روایت سے توقف کرلیا، لہٰذا اس کی حدیث کو چھوڑ دیں۔''

(الجرح والتّعديل: ٦/١٩٥)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ ذٰلِكَ بِمَانِعٍ مِنْ قَبُولِ رِوَايَتِهٖ.

''یہ بات اس کی روایت کو قبول کرنے میں رکاوٹ نہیں بنتی۔''

(هُدى السّاري، ص ٤٦٠)

یہاں اصطلاحی ''ترک'' مراد نہیں، نہ ہی یہ الفاظ موجبِ جرح ہیں۔

مثال نمبر ۲:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ امام علی بن مدینی رحمہ اللہ نے امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے بارے میں کہا:

كَانَ عَطَاءٌ اخْتُلِطَ بِآخِرَةٍ، تَرَكَهُ ابْنُ جُرَيجٍ وَقَيْسُ بْنُ سَعْدٍ .

''عطاء رحمہ اللہ آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے، ابنِ جریج اور قیس بن سعد رحمہما اللہ نے ان کو چھوڑ دیا تھا۔''

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

لَمْ يَعْنِ عَلِيٌّ بِقَوْلِهِ : تَرَكَهُ هَاذَانِ، التَّرْكَ الْعُرْفِيَّ، وَلَكِنَّهُ كَبُرَ وَضَعُفَتْ حَوَاسُّهُ، وَكَانَا قَدْ تَكَفَّيَا مِنْهُ، وَتَفَقَّهَا، وَأَكْثَرَا عَنْهُ، فَبَطَّلَا، فَهٰذَا مُرَادُهُ بِقَوْلِهِ : تَرَكَاهُ .

''امام علی بن المدینی نے یہاں ترک سے مراد عرفی و اصطلاحی ترک نہیں لیا، بلکہ امام عطاء رحمہ اللہ بوڑھے ہو گئے تھے اور ان کے حواس کمزور ہو گئے تھے، ان دونوں نے آپ سے لمبا عرصہ استفادہ کیا، فقہ سیکھی اور ان سے بہت زیادہ احادیث لیں، پھر انہوں نے یہ کام ختم کر دیا، یہ ہے مراد امام علی بن مدینی رحمہ اللہ کے اس قول کی کہ ان دونوں نے آپ رحمہ اللہ کو چھوڑ دیا تھا۔''

(سِيَر أعلام النُّبلاء : ٧٨/٥)

❁ نیز فرماتے ہیں:

لَمْ يَعْنِ التَّرْكَ الْاِصْطِلَاحِيَّ، بَلْ عَنٰى أَنَّهُمَا بَطَلَا الْكِتَابَةَ عَنْهُ، وَإِلَّا فَعَطَاءٌ ثَبْتٌ رَضِيٌّ .

''امام علی بن مدینی رحمہ اللہ نے ترکِ اصطلاحی مراد نہیں لیا، بلکہ ان کی مراد یہ تھی کہ ان دونوں نے آپ سے لکھنا چھوڑ دیا تھا، ورنہ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ ثقہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وثبت ہیں۔‘‘(میزان الاعتدال : ۷۰/۳)

مثال نمبر۳:

❁ امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ امام علی بن مدینی رحمہ اللہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

كَتَبَ عِنْدَ أَبِي وَأَبِي زُرْعَةَ وَتَرَكَ أَبُو زُرْعَةَ الرِّوَايَةَ عَنْهُ مِنْ أَجْلِ مَا كَانَ مِنْهُ فِي الْمِحْنَةِ، وَكَانَ أَبِي يَرْوِي عَنْهُ لِنُزُوعِهِ عَمَّا كَانَ مِنْهُ .

’’آپ رحمہ اللہ نے میرے والد (امام ابوحاتم) اور امام ابوزرعہ رحمہ اللہ کے پاس احادیث لکھیں، امام ابوزرعہ رحمہ اللہ نے ان کی طرف سے فتنے میں ظاہر ہونے والے مسئلہ کی وجہ سے ان سے روایت لکھنا ترک کر دیا تھا اور میرے والد (امام ابوحاتم رحمہ اللہ) ان کے اس کام کو چھوڑ دینے کی وجہ سے روایت لیتے تھے۔‘‘

(الجرح والتّعديل : ١٩٤/٦)

❁ امام ابوزرعہ رحمہ اللہ امام علی بن مدینی رحمہ اللہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

لَا نَرْتَابُ فِي صِدْقِهِ .

’’ہم ان کے سچے ہونے میں شک نہیں کرتے۔‘‘

(الجرح والتّعديل : ١٩٤/٦)

ثابت ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے حوالہ سے امام ابوزرعہ اور امام ابوحاتم رحمہما اللہ کا ’’ترک‘‘ موجب جرح نہیں، اس پر دلیل یہ بھی ہے کہ امام ابوزرعہ رحمہ اللہ نے امام بخاری رحمہ اللہ کو اپنی کتاب ’’الضعفاء‘‘ میں ذکر نہیں کیا۔

کسی ثقہ کا ثقہ سے روایت ترک کرنا موجب جرح نہیں، امام مسلم رحمہ اللہ نے امام علی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بن المدینی اور امام محمد بن یحییٰ ذہلی رحمہ اللہ سے روایت لینا ترک کر دیا تھا، کیا ان کو بھی ''متروک'' کہا جائے گا؟ خود امام بخاری رحمہ اللہ نے حماد بن سلمہ رحمہ اللہ سے روایت لینا ترک کر دیا تھا، کیا انہیں بھی ''متروک'' سمجھا جائے گا؟

❀ امام ابن ابی حاتم رازی رحمہ اللہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں:

ثُمَّ تَرَكَهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ بِآخِرَةٍ.

''آخر میں امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو ترک کر دیا تھا۔''

(الجرح والتّعديل : ٤٤٩/٨)

کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے اپنے استاذ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو ''متروک'' قرار دیا ہے؟

سوال: ہمارے شہر کے لوگوں کی عادت ہے کہ انہیں کوئی ناگہانی مصیبت آتی ہے، تو انبیائے کرام کو پکارتے ہیں اور ان سے مدد طلب کرتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ واضح شرک ہے۔ غیر اللہ کو فوق الاسباب مدد کے لیے پکارنا شرک ہے، اس میں کئی اعتقادی خرابیاں ہیں۔

❀ علامہ صنع اللہ حنفی رحمہ اللہ (۱۱۲۰ھ) لکھتے ہیں:

مَنِ اعْتَقَدَ أَنَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ مِنْ نَبِيٍّ أَوْ وَلِيٍّ أَوْ رُوحٍ أَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ فِي كَشْفِ كُرْبَةٍ أَوْ قَضَاءِ حَاجَةٍ تَأْثِيرًا، فَقَدْ وَقَعَ فِي وَادِي جَهْلٍ خَطِيرٍ، فَهُوَ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ السَّعِيرِ.

وَأَمَّا كَوْنُهُمْ مُسْتَدِلِّينَ عَلٰى أَنَّ ذٰلِكَ مِنْهُمْ كَرَامَاتٌ، فَحَاشَا لِلّٰهِ أَنْ تَكُونَ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ بِهٰذِهِ الْمَثَابَةِ، وَأَنْ يُّظَنَّ بِهِمْ أَنَّ دَفْعَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الضُّرِّ، وَجَلْبَ النَّفْعِ مِنْهُمْ كَرَامَةٌ، فَهٰذَا ظَنُّ أَهْلِ الْأَوْثَانِ، كَمَا أَخْبَرَ الرَّحْمٰنُ : ﴿هٰؤُلَاءِ شُفَعَاءُ نَا عِنْدَ اللّٰهِ﴾، ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾

''جو یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ کے علاوہ نبی، ولی، روح یا کسی اور ہستی کو مصیبت دور کرنے اور حاجت پوری کرنے کا اختیار ہے، تو وہ جہالت کی خطرناک وادی میں واقع ہو گیا ہے اور وہ جہنم کے دھانے پر کھڑا ہے۔

بعض لوگ دلیل دیتے ہیں کہ اولیائے کرام (حاجت روائی) اپنی کرامات کے ذریعہ کرتے ہیں۔ اللہ کی پناہ اس بات سے کہ اللہ کے ولیوں کو ایسے مقام پر سمجھا جائے اور ان سے یہ گمان رکھا جائے کہ وہ کرامت کے ذریعے لوگوں کی تکلیفیں دور کرتے اور ان کو فائدہ پہنچاتے ہیں، یہ تو بتوں کے پجاریوں کا عقیدہ ہوا کرتا تھا، جیسا کہ اللہ کریم ان کا یہ جملہ نقل فرماتے ہیں:

﴿هٰؤُلَاءِ شُفَعَاءُ نَا عِنْدَ اللّٰهِ﴾ ''یہ اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں۔''

اسی طرح ان کا ایک اور جملہ یوں نقل کیا: ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ ''ہم ان کی عبادت محض اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں۔''

(سيف اللّٰه على من كذب على أولياء اللّٰه، ص 48)

سوال: جو کہے کہ اولیا کی روحیں ہر جگہ حاضر ہوتی ہیں اور ہر بات جانتی ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ اولیا کی شان میں غلو ہے۔ یہ بدعی نظریہ ہے۔ اولیا کی روحیں اللہ تعالیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے پاس ہوتی ہیں، وہ ہر جگہ حاضر نہیں ہوتی۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرٰى إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُونَ﴾(الزّمر : ٤٢)

''اللہ موت کے وقت جانوں کو قبض کر لیتا ہے اور جن پر موت نہیں آئی، ان کو نیند میں قبض کر لیتا ہے۔ پھر سوئے ہوؤں میں سے جس پر موت کا فیصلہ کر دے، اس کی جان کو روک لیتا ہے اور جس پر موت کا فیصلہ نہ کیا ہو، اس کو ایک مقرر وقت کے بعد جسم میں لوٹا دیتا ہے۔ اس میں تفکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔''

❁ علامہ ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ (۹۷۰ھ) فرماتے ہیں:

فِي الْبَزَّازِيَّةِ قَالَ عُلَمَاؤُنَا : مَنْ قَالَ : أَرْوَاحُ الْمَشَايِخِ حَاضِرَةٌ تَعْلَمُ يَكْفُرُ .

''فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ ہمارے علماء کہتے ہیں: جس نے یہ کہا کہ مشائخ کی روحیں (دنیا میں) حاضر ہوتی ہیں اور (دنیا کا) علم رکھتی ہیں، وہ کافر ہو جائے گا۔''

(البحر الرّائق : 134/5، مَجمع الأنهر لشيخي زاده : 691/1

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۱۷)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: درج ذیل روایت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

❁ مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

تُقَاتِلِي عَلِيًّا وَأَنْتِ لَهُ ظَالِمَةٌ؟

''کیا آپ علی سے قتال کریں گی، اس حال میں کہ آپ ظالم ہوں گی؟''

جواب: یہ جھوٹ ہے۔

❁ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۸ھ) فرماتے ہیں:

إِفْكٌ وَبَاطِلٌ لَا يَصِحُّ .

''یہ روایت بہتان اور باطل ہے، ثابت نہیں۔''

(شرح صحيح البخاري : 532/4)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا لَا يُعْرَفُ فِي شَيْءٍ مِّنْ كُتُبِ الْعِلْمِ الْمُعْتَمَدَةِ، وَلَا لَهُ إِسْنَادٌ مَّعْرُوفٌ، وَهُوَ بِالْمَوْضُوعَاتِ الْمَكْذُوبَاتِ أَشْبَهُ مِنْهُ بِالْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ لَمْ أَجِدْ هٰذَا الْحَدِيثَ الْمَوْضُوعَ، بَلْ هُوَ كَذِبٌ قَطْعًا .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

’’یہ روایت کسی بھی معتمد علمی کتاب میں معروف نہیں، نہ اس کی سند معروف ہے، اس روایت کا موضوع ومکذوم ہونا ہی درست ہے، میں نے اس موضوع روایت کو (حدیث کی کسی کتاب میں) نہیں پایا، یہ تو قطعی طور پر جھوٹ ہے۔‘‘

(مِنهاج السّنّة : 316/4)

❁ علامہ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهُ لَا يَصِحُّ .

’’یہ روایت ثابت نہیں۔‘‘

(التّوضيح لشرح الجامع الصّحيح : 41/11)

❁ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

لَيْسَ بِمَعْرُوفٍ .

’’یہ روایت معروف نہیں ہے۔‘‘

(عُمدة القاري : 134/9)

سوال: درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَتَحَلَّقُونَ فِي مَسَاجِدِهِمْ وَلَيْسَ هِمَّتُهُمْ إِلَّا الدُّنْيَا لَيْسَ لِلّٰهِ فِيهِمْ حَاجَةٌ فَلَا تُجَالِسُوهُمْ .

’’لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا کہ وہ مساجد میں حلقہ بنا کر بیٹھیں گے، مگر ان کا مقصد صرف دنیا ہوگی، اللہ تعالیٰ کو ایسوں کی حاجت نہیں، آپ ان کے ساتھ مت بیٹھنا۔‘‘

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(المستدرك للحاكم : 7916)

جواب: سند سخت ضعیف ہے۔

① احمد بن بکر بالسی ''متکلم فیہ'' ہے۔

② زید بن حباب کی سفیان ثوری سے روایت میں کلام ہے۔

③ سفیان ثوری کا عنعنہ ہے۔

④ حسن بصری کا عنعنہ ہے۔

سوال: کیا داڑھی فطرت ہے؟

جواب: داڑھی فطرت ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ؛ قَصُّ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ، وَقَصُّ الْأَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَنَتْفُ الْإِبِطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ . قَالَ زَكَرِيَّا : قَالَ مُصْعَبٌ : وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمَضَةَ .

''دس خصائل فطرت ہیں؛ (۱) مونچھیں کاٹنا ، (۲) داڑھی بڑھانا، (۳) مسواک کرنا، (۴) وضو کرتے وقت ناک میں پانی چڑھانا، (۵) ناخن کاٹنا، (۶) انگلیوں کے جوڑ دھونا، (۷) بغلوں کے بال نوچنا، (۸) زیر ناف بال مونڈنا، (۹) استنجا کرنا۔ دسویں چیز راوی (مصعب) بھول گئے ہیں، کہتے ہیں: شاید وہ کلی ہو۔''

(صحيح مسلم :261)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ صحیح حدیث ہے۔اس کے راوی مصعب بن شیبہ کے حافظہ میں کلام ہے، جس بنا پر اس نے منکر روایات بھی بیان کی ہیں۔امام مسلم رحمہ اللہ چونکہ علل حدیث کے ماہر امام تھے، فن حدیث میں چوٹی کے ناقد تھے، انہوں نے مصعب بن شیبہ کی وہی روایات درج کی ہیں، جن میں مصعب کا ضعف اثر انداز نہیں ہوا، کیونکہ ضروری نہیں کہ کمزور حافظہ والا راوی ہر حدیث میں غلطی کھائے، وہ کبھی درست بھی بیان کر دیتا ہے، امام مسلم رحمہ اللہ نے مصعب کی وہ روایت درج کی ہے، جس میں اس نے غلطی نہیں کھائی یا وہ روایت حافظہ کی خرابی سے پہلے کی ہے۔امام مسلم کی تمام مرفوع متصل روایات کے صحیح ہونے پر اجماع ہے۔

مزید یہ کہ امام مسلم رحمہ اللہ کی تائید میں امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۸۸) اور امام ابو عوانہ رحمہ اللہ (۴۷۲) نے بھی اس روایت کو ''صحیح'' قرار دیا ہے، نیز امام ترمذی رحمہ اللہ (۲۷۵۷) نے ''حسن'' کہا ہے۔حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(فتح الباري : 337/10)

اس روایت پر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی جرح ثابت نہیں۔

❁ مرفوع روایت کے موافق طلق بن حبیب رحمہ اللہ کا قول بھی ثابت ہے۔

(سنن النّسائي : 5042، وسندهٗ صحيحٌ)

یہ اثر بھی مرفوع روایت کا مؤید ہے۔

ثابت ہوا کہ داڑھی فطرت ہے اور اس بارے میں مروی روایت صحیح ثابت ہے۔

سوال: کیا شق قمر ثابت ہے؟

جواب: شق قمر حق ہے، یہ نبی کریم ﷺ کا معجزہ ہے۔قرآن وحدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ) فرماتے ہیں:

لَا يُنْكِرُهُ إِلَّا مُعَانِدٌ .

''اس کا انکار کوئی معاند ہی کر سکتا ہے۔''

(التّوضيح : 323/23)

امام اللغہ، علامہ زجاج رحمہ اللہ (311ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَنْكَرَهَا بَعْضُ الْمُبْتَدِعَةِ الْمُضَاهِينَ الْمُخَالِفِي الْمِلَّةِ وَذٰلِكَ لِمَا أَعْمَى اللّٰهُ قَلْبَهٗ وَلَا إِنْكَارَ لِلْعَقْلِ فِيهَا لِأَنَّ الْقَمَرَ مَخْلُوقٌ لِلّٰهِ تَعَالٰى يَفْعَلُ فِيهِ مَا يَشَاءُ .

''بعض اہل بدعت مخالفین ملت نے اس کا انکار کیا ہے، یہ انکار انہوں نے اس لئے کیا ہے کہ اللہ نے ان کا دل اندھا کر دیا ہے اور عقل اس کا انکار نہیں کر سکتی، کیونکہ چاند اللہ کی مخلوق ہے، وہ اس کے ساتھ جو چاہتا ہے، کر سکتا ہے۔''

(شرح النَّوَوِي : 143/17)

حافظ بیہقی رحمہ اللہ (458ھ) فرماتے ہیں:

دَلَائِلُ النُّبُوَّةِ كَثِيرَةٌ وَالْأَخْبَارُ بِظُهُورِ الْمُعْجِزَاتِ نَاطِقَةٌ، وَهِيَ وَإِنْ كَانَتْ فِي آحَادِ أَعْيَانِهَا غَيْرَ مُتَوَاتِرَةٍ فَفِي جِنْسِهَا مُتَوَاتِرَةٌ مُتَظَاهِرَةٌ مِّنْ طَرِيقِ الْمَعْنٰى؛ لِأَنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِّنْهَا مُشَاكِلٌ لِصَاحِبِهٖ فِي أَنَّهٗ أَمْرٌ مُّزْعِجٌ لِّلْخَوَاطِرِ نَاقِضٌ لِلْعَادَاتِ، وَهٰذَا أَحَدُ وُجُوهِ التَّوَاتُرِ الَّذِي يَثْبُتُ بِهَا الْحُجَّةُ وَيَنْقَطِعُ بِهَا الْعُذْرُ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''دلائل نبوت بہت زیادہ ہیں، احادیث نے بول بول معجزات کا ثبوت فراہم کیا ہے، اگرچہ یہ بیان کے اعتبار سے احاد ہیں، غیر متواتر ہیں، لیکن معنی کے اعتبار سے یہ تواتر کی جنس سے ہیں، کیونکہ یہ خارق عادت اور عقل کو حیران کر دیتے ہیں اور بیان کرنے والے کے حافظہ میں سما جاتے ہیں اور یہ تواتر کی ایک وجہ ہے، جس سے حجت ثابت ہوتی ہے اور عذر ختم ہوتا ہے۔''

(الاعتقاد : 255)

علامہ سفارینی رحمہ اللہ (1188ھ) کہتے ہیں:

هٰذَا الْانْشِقَاقُ الْوَاقِعُ لِلْقَمَرِ مِنْ خَصَائِصِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي اخْتُصَّ بِهَا عَنْ سَائِرِ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ فَلَمْ يَشْرَكْهُ فِي ذٰلِكَ غَيْرُهُ وَلَمْ يَقَعْ لِأَحَدٍ سِوَاهُ وَهُوَ مِنْ أُمَّهَاتِ مُعْجِزَاتِهِ الَّتِي لَا يَكَادُ يَعْدِلُهَا بَعْدَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ، وَلَا يَعْدِلُهَا آيَةٌ مِّنْ آيَاتِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ لِظُهُورِ ذٰلِكَ فِي مَلَكُوتِ السَّمَاوَاتِ خَارِجًا عَنْ جُمْلَةِ طِبَاعِ مَا فِي هٰذَا الْعَالَمِ الْمُرَكَّبِ مِنَ الطَّبَائِعِ، فَهُوَ آيَةٌ وَّمُعْجِزَةٌ جَسِيمَةٌ وَلِهٰذَا قَرَنَهَا بِمُعْجِزَةِ الْقُرْآنِ وَاقْتَصَرَ عَلَيْهِمَا مِنَ الْمُعْجِزَاتِ، لِأَنَّ فِيهِمَا كِفَايَةً عَمَّا سِوَاهُمَا وَإِلَّا فَمُعْجِزَاتُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُحْصٰى وَدَلَائِلُ نُبُوَّتِهِ لَا تُسْتَقْصٰى .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''چاند کا شق ہونا رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے ہے، اس معجزے میں کوئی نبی آپ کا شریک نہیں، یہ تمام معجزات میں سے بڑا معجزہ ہے، سوائے آیات قرآنیہ کے، اس معجزے جیسا کوئی معجزہ موجود نہیں۔ حتی کہ انبیا کے معجزے بھی اس کے برابر نہیں، کیونکہ یہ معجزہ آسمانوں میں ظہور پذیر ہوا، اس عالم دنیوی سے الگ رونما ہوا، یہ ایک نشانی بھی ہے اور جسمانی معجزہ بھی، اسی باعث اس کو قرآنی معجزات کے ساتھ ملایا گیا ہے اور انہی دو معجزات (کو بیان کرنے) پر اقتصار کیا گیا، کیونکہ یہ دیگر تمام معجزات سے کافی ہو جاتے ہیں، اگرچہ رسول اللہ ﷺ کے معجزات اور نبوت کے دلائل کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔''

(لوامع الأنوار البهيّة: 293/2)

علامہ طیبی رحمہ اللہ (743ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ الْإِمَامُ فَخْرُ الدِّينِ الرَّازِيُّ: إِنَّمَا ذَهَبَ الْمُنْكِرُ إِلٰى مَا ذَهَبَ؛ لِأَنَّ الْإِنْشِقَاقَ أَمْرٌ هَائِلٌ، وَلَوْ وَقَعَ لَعَمَّ وَجْهَ الْأَرْضِ وَبَلَغَ مَبْلَغَ التَّوَاتُرِ.

وَالْجَوَابُ: أَنَّ الْمُوَافِقَ قَدْ نَقَلَهُ وَبَلَغَ مَبْلَغَ التَّوَاتُرِ، وَأَمَّا الْمُخَالِفُ فَرُبَّمَا ذَهَلَ أَوْ حَسِبَ أَنَّهُ نَحْوَ الْخُسُوفِ، وَالْقُرْآنُ أَوْلٰى دَلِيلٍ وَأَقْوٰى شَاهِدٍ، وَإِمْكَانُهُ لَا شَكَّ فِيهِ، وَقَدْ أَخْبَرَ عَنْهُ الصَّادِقُ، فَيَجِبُ اعْتِقَادُ وُقُوعِهِ.

''امام فخر الدین رازی کہتے ہیں کہ منکرین نے اس کا انکار کیا ہے، سو کیا ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ شق قمر ایک حیران کن واقع ہے، اگر اس کا وقوع ہوا ہوتا، تو ساری دھرتی پر نظر آتا اور اس کے متعلق متواتر خبریں دی جاتیں۔

جواب یہ ہے کہ جس نے اس کی حقیقت کو مانا اس نے اس واقعہ کو نقل کیا اور یہ نقل حد تواتر تک پہنچ گئی اور اس کی مخالفت کرنے والا یا تو اس سے غافل رہا یا پھر اس نے اسے چاند گرہن جیسا سمجھا۔ جبکہ قرآن سب سے بڑی اور قوی دلیل ہے۔ شق قمر کے امکان میں کوئی شک نہیں، اس کی خبر صادق (نبی ﷺ) نے دی ہے، لہٰذا اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔''

(شرح المِشکاۃ: 12/3731)

قرآنی نص:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ، وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُّعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ، وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَ هُمْ وَكُلُّ أَمْرٍ مُسْتَقِرٌّ، وَلَقَدْ جَاءَ هُمْ مِنَ الْأَنْبَاءِ مَا فِيهِ مُزْدَجَرٌ، حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ﴾(القمر: 1-5)

''قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔ اگر وہ کوئی نشانی (معجزہ) دیکھتے ہیں، تو اس سے اعراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ پہلے جیسا جادو ہی ہے۔ انہوں نے جھٹلا دیا اور اپنی خواہشات کی پیروی کی۔ ہر کام وقت مقررہ پر ہوگا۔ تحقیق انہیں ڈانٹ ڈپٹ اور کامل حکمت پر مبنی خبریں دی جا چکی ہیں، لیکن یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈراؤنی خبریں ان کے لیے مفید ثابت نہ ہوئیں۔‘‘

آیت کی تفسیر:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

خَمْسٌ قَدْ مَضَيْنَ : الدُّخَانُ، وَالْقَمَرُ، وَالرُّومُ، وَالْبَطْشَةُ، وَاللِّزَامُ : ﴿فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا﴾(الفرقان : 77)

’’(قیامت کی) پانچ نشانیاں گزر چکی ہیں، ① دھواں، ② چاند (کا دو ٹکڑے ہونا)، ③ روم (کا مغلوب ہونا)، ④ (اللہ تعالیٰ کی) پکڑ (جو بدر والے دن ہوئی)، ⑤ سخت سزا، (جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے): ’’عنقریب وہ چمٹ جائے گی۔‘‘

(صحيح البخاري : 4767، صحيح مسلم : 2798)

ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

نَزَلْنَا الْمَدَائِنَ، فَكُنَّا مِنْهَا عَلٰى فَرْسَخٍ، فَجَاءَ تِ الْجُمُعَةُ، فَحَضَرَ أَبِي، وَحَضَرْتُ مَعَهُ، فَخَطَبَنَا حُذَيْفَةُ، فَقَالَ : أَلَا إِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ : ﴿اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾(القمر :1) أَلَا وَإِنَّ السَّاعَةَ قَدِ اقْتَرَبَتْ، أَلَا وَإِنَّ الْقَمَرَ قَدِ انْشَقَّ، أَلَا وَإِنَّ الدُّنْيَا قَدْ آذَنَتْ بِفِرَاقٍ، أَلَا وَإِنَّ الْيَوْمَ الْمِضْمَارُ، وَغَدًا السِّبَاقُ، فَقُلْتُ لِأَبِي : أَتَسْتَبِقُ النَّاسُ غَدًا؟ فَقَالَ : يَا بُنَيَّ إِنَّكَ لَجَاهِلٌ، إِنَّمَا هُوَ السِّبَاقُ بِالْأَعْمَالِ، ثُمَّ جَاءَ تِ الْجُمُعَةُ الْأُخْرٰى، فَحَضَرْنَا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَخَطَبَ حُذَيْفَةُ، فَقَالَ : أَلَا إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُولُ : ﴿اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾، أَلَا وَإِنَّ السَّاعَةَ قَدِ اقْتَرَبَتْ، أَلَا وَإِنَّ الْقَمَرَ قَدِ انْشَقَّ، أَلَا وَإِنَّ الدُّنْيَا قَدْ آذَنَتْ بِفِرَاقٍ، أَلَا وَإِنَّ الْيَوْمَ الْمِضْمَارُ وَغَدًا السِّبَاقُ، أَلَا وَإِنَّ الْغَايَةَ النَّارُ، وَالسَّابِقُ مَنْ سَبَقَ إِلَى الْجَنَّةِ .

''ہم مدائن گئے، مدائن ابھی ایک فرسخ پر تھا کہ جمعہ کا وقت ہو گیا۔ میں اپنے والد کے ساتھ جمعہ میں حاضر ہوا۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا، فرمایا: خبردار! اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔'' (القمر:۱) خبردار! بلاشبہ قیامت قریب آ گئی ہے اور چاند پھٹ گیا ہے۔ خبردار دنیا ختم ہونے والی ہے، خبردار آج تیاری کا دن ہے اور کل دوڑ کا۔ میں نے اپنے والد سے پوچھا: کیا کل لوگوں کی دوڑ کا مقابلہ ہے؟ تو میرے والد نے کہا: بیٹا، آپ کو علم نہیں، یہاں اعمال میں مقابلہ کی بات ہے۔ پھر اگلا جمعہ آیا، تو ہم جمعہ میں حاضر ہوئے، سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ہی خطبہ دیا: خبردار! بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ''قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔'' خبردار! بلاشبہ قیامت قریب آ گئی ہے اور چاند پھٹ گیا ہے۔ خبردار دنیا ختم ہونے والی ہے، خبردار آج تیاری کا دن ہے اور کل دوڑ کا۔ خبردار! (برائی کا) انجام جہنم ہے۔ اور (کل کی دوڑ) وہی جیتے گا جو جنت میں داخل ہو گیا۔''

(تفسير الطّبري : 86/27، حِلية الأولياء لأبي نُعَيم :1/280-281، وسندهٗ حسنٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احادیث:

شق قمر کے بارے میں احادیث متواتر ہیں۔

① علامہ ابوالمعالی ابن الزملکانی رحمہ اللہ (727ھ) فرماتے ہیں:

صَحَّتِ الْأَحَادِيثُ وَتَوَاتَرَتْ بِانْشِقَاقِ الْقَمَرِ .

''شق قمر کی احادیث متواتر اور صحیح ہیں۔''

(البداية والنّهاية : 365/9)

② شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) لکھتے ہیں:

اِنْشِقَاقُ الْقَمَرِ قَدْ عَايَنُوهُ وَشَاهَدُوهُ وَتَوَاتَرَتْ بِهِ الْأَخْبَارُ .

''چاند کو دو ٹکڑے ہوتا لوگوں نے آنکھوں سے دیکھا، اس کا مشاہدہ کیا۔ اس بارے متواتر روایات موجود ہیں۔''

(الجواب الصّحيح لِمَنْ بَدَّلَ دِينَ الْمَسِيح :414/1)

③ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (774ھ) لکھتے ہیں:

قَوْلُهُ : ﴿وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ قَدْ كَانَ هٰذَا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَمَا ثَبَتَ ذٰلِكَ فِي الْأَحَادِيثِ الْمُتَوَاتِرَةِ بِالْأَسَانِيدِ الصَّحِيحَةِ..... .

''شق قمر رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہو چکا ہے، جیسا کہ یہ بات متواتر احادیث سے بسند صحیح ثابت ہو چکی ہے۔''

(تفسير ابن كثير : 472/7)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

④ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (804ھ) نے بھی متواتر قرار دیا ہے۔

(التّوضيح لشرح صحيح البخاري : 221/20)

⑤ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (852ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ حَنِينَ الْجِذْعِ وَانْشِقَاقَ الْقَمَرِ نُقِلَ كُلٌّ مِّنْهُمَا نَقْلًا مُسْتَفِيضًا يُفِيدُ الْقَطْعَ عِنْدَ مَنْ يَطَّلِعُ عَلٰى طُرُقِ ذٰلِكَ مِنْ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ دُونَ غَيْرِهِمْ مِمَّنْ لَا مُمَارَسَةَ لَهٗ فِي ذٰلِكَ .

''منبر کے رونے اور چاند کے دو ٹکڑے ہونے کی احادیث متواتر منقول ہوئی ہیں اور یہ ائمہ حدیث کے نزدیک قطعی ہیں، البتہ جن کا علم حدیث سے مس نہیں، ان کی بات نہیں ہو رہی۔''

(فتح الباري : 592/6)

⑥ علامہ سفارینی رحمہ اللہ (1188ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ ثَبَتَ انْشِقَاقُ الْقَمَرِ بِنَصِّ الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ، وَبِالسُّنَّةِ الصَّحِيحَةِ الصَّرِيحَةِ عَنِ الرَّسُولِ الْكَرِيمِ، وَقَدْ بَلَغَتِ الْأَحَادِيثُ بِذٰلِكَ مَبْلَغَ التَّوَاتُرِ وَأَجْمَعَ عَلٰى ذٰلِكَ أَهْلُ الْحَقِّ .

''شق قمر قرآنی نص اور رسول اللہ ﷺ کی صحیح صریح سنت سے ثابت ہے، اس بارے میں احادیث تواتر کی حد تک پہنچتی ہیں اور اہل حق کا اس پر اجماع ہے۔''

(لوامع الأنوار البهية : 293/2)

⑦ علامہ آلوسی (1270ھ) لکھتے ہیں:

اَلْأَحَادِيثُ الصَّحِيحَةُ فِي الْاِنْشِقَاقِ كَثِيرَةٌ، وَاخْتُلِفَ فِي

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تَوَاتُرِهٖ فَقِيلَ : هُوَ غَيْرُ مُتَوَاتِرٍ، وَفِي شَرْحِ الْمَوَاقِفِ الشَّرِيفِيِّ أَنَّهٗ مُتَوَاتِرٌ وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ الْعَلَّامَةُ ابْنُ السُّبْكِيِّ، قَالَ فِي شَرْحِهٖ لِمُخْتَصَرِ ابْنِ الْحَاجِبِ : اَلصَّحِيحُ عِنْدِي أَنَّ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ مُتَوَاتِرٌ مَّنْصُوصٌ عَلَيْهِ فِي الْقُرْآنِ مَرْوِيٌّ فِي الصَّحِيحَيْنِ وَغَيْرِهِمَا مِنْ طُرُقٍ شَتّٰى بِحَيْثُ لَا يُمْتَرٰى فِي تَوَاتُرِهٖ .

''شق قمر کے متعلق بہت ساری صحیح احادیث وارد ہوئی ہیں، ان کے متواتر ہونے میں اختلاف کیا گیا ہے، ایک قول کے مطابق یہ حدیث متواتر نہیں ہیں۔شریفی کی شرح المواقف میں لکھا ہے کہ یہ حدیث متواتر ہے، اسی بات کو علامہ سبکی رحمہ اللہ نے اپنی شرح مختصر ابن حاجب میں اختیار کیا ہے، فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک درست بات یہ ہے کہ شق قمر متواتر ثابت ہے، اس پر قرآنی نص موجود ہے، صحیحین اور دیگر کتب میں مختلف سندوں سے روایت موجود ہے۔اس کے متواتر ہونے میں تو شک ہی نہیں ہے۔''

(روح المَعاني : 74/14)

احادیث ملاحظہ ہوں؛

① سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ الْقَمَرَ انْشَقَّ عَلٰى زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند دو ٹکڑے ہوا۔''

(صحيح البخاري : 3870، صحيح مسلم : 2803)

② سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِنْشَقَّ الْقَمَرُ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَارَ فِرْقَتَيْنِ فَقَالَ لَنَا : اشْهَدُوا اشْهَدُوا .

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، تو چاند دو ٹکڑے ہو گیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے ہم سے کہا: گواہ ہو جاؤ، گواہ ہو جاؤ۔''

(صحيح البخاري : 4865، صحيح مسلم : 2800)

صحیح بخاری (3869) میں اس کی ایک اور سند بھی ہے۔

③ یہی روایت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی بیان ہوئی ہے۔

(صحيح مسلم :2801)

④ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَأَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ .

''اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ انہیں کوئی نشانی دکھائیں، تو آپ نے ان کو چاند دو ٹکڑے کر دکھایا۔''

(صحيح البخاري : 3637، صحيح مسلم : 2802)

⑤ سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

اِنْشَقَّ الْقَمَرُ، وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔''

(المعجم الكبير للطبراني : 1560، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام ابن حبان (6497) اور امام حاکم رحمہ اللہ (472/2) نے ''صحیح'' کہا ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

اجماع:

① امام اللغہ، ابواسحاق زجاج رحمہ اللہ (311ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُفَسِّرُونَ ـ وَرُوِينَا عَنْ أَهْلِ الْعِلْمِ الْمَوْثُوقِ بِهِمْ- أَنَّ الْقَمَرَ انْشَقَّ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے اور ثقہ اہل علم کا بیان ہے کہ چاند رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دو ٹکڑے ہوا تھا۔''

(مَعاني القرآن وإعرابه : 81/5)

② قاضی عیاض رحمہ اللہ (544ھ) لکھتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُفَسِّرُونَ وَأَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰى وُقُوعِهِ .

''اہل سنت مفسرین کا ''شق قمر'' کے وقوع پر اجماع ہے۔''

(الشِّفا بتعريف حُقوق المُصطفٰى :543/1)

③ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (774ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا أَمْرٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ أَيِ انْشِقَاقُ الْقَمَرِ قَدْ وَقَعَ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهُ كَانَ إِحْدَى الْمُعْجِزَاتِ الْبَاهِرَاتِ .

''چاند کا دو ٹکڑے ہونا اہل علم کے نزدیک اتفاقی و اجماعی مسئلہ ہے، رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اس کا ظہور ہوا اور یہ آپ کا واضح معجزہ ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(تفسیر ابن کثیر : 472/7)

نیز فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى وُقُوعِ ذٰلِكَ فِي زَمَنِهٖ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، وَجَاءَ تْ بِذٰلِكَ الْأَحَادِيثُ الْمُتَوَاتِرَةُ مَنْ طُرُقٍ مُتَعَدِّدَةٍ تُفِيدُ الْقَطْعَ عِنْدَ مَنْ أَحَاطَ بِهَا وَنَظَرَ فِيهَا .

''مسلمان اجماع کر چکے ہیں کہ یہ واقع عہد نبوی میں رونما ہوا ہے، اس سلسلے میں متواتر احادیث ذکر ہوئی ہیں اور ان کی سندیں متعدد ہیں، سندوں کا احاطہ اور ان میں نظر کرنے والوں کے نزدیک یہ قطعیت کا فائدہ دیتی ہیں۔''

(البِداية والنّهاية : 293/4، 558/8)

فائدہ:

❁ ایک روایت ہے:

أَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ مَرَّتَيْنِ .

''نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو چاند دو ٹکڑے ہوتا دکھایا۔''

(صحيح مسلم : 2802)

اس حدیث میں مَرَّتَيْنِ کا لفظ فِرْقَتَيْنِ (دو حصوں) کے معنی میں ہے۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (751ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا أَمْرٌ مَّعْلُومٌ قَطْعًا أَنَّهٗ إِنَّمَا انْشَقَّ الْقَمَرُ مَرَّةً وَاحِدَةً، وَالْفَرْقُ مَعْلُومٌ بَيْنَ مَا يَكُونُ مَرَّتَيْنِ فِي الزَّمَانِ، وَبَيْنَ مَا يَكُونُ مِثْلَيْنِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَجُزْأَيْنِ وَمَرَّتَيْنِ فِي الْمُضَاعَفَةِ .

''یہ تو سبھی کو معلوم ہے کہ چاند ایک ہی دفعہ دو ٹکڑے ہوا، یہ فرق تو واضح ہے کہ ''مرتین'' جب زمان میں ہو، تو الگ معنی ہوتا ہے، لیکن یہاں دو اجزا کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔''

(زاد المَعاد في هدي خير العباد : 224/5)

تنبیہ:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب چاند دو ٹکڑے ہوا، تو رسول اللہ ﷺ کی گود میں آ گرا۔ یہ بات ہرگز ثابت نہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (774ھ) فرماتے ہیں:

مَا يَذْكُرُهُ بَعْضُ الْقُصَّاصِ مِنْ أَنَّ الْقَمَرَ سَقَطَ إِلَى الْأَرْضِ، حَتّٰى دَخَلَ فِي كُمِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَخَرَجَ مِنَ الْكُمِّ الْآخَرِ، فَلَا أَصْلَ لَهٗ، وَهُوَ كَذِبٌ مُفْتَرًى، لَيْسَ بِصَحِيحٍ، وَالْقَمَرُ حِينَ انْشَقَّ لَمْ يُزَايِلِ السَّمَاءَ، غَيْرَ أَنَّهٗ حِينَ أَشَارَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْشَقَّ عَنْ إِشَارَتِهٖ، فَصَارَ فِرْقَتَيْنِ .

''بعض قصہ گو بیان کرتے ہیں کہ چاند زمین کی طرف آیا اور نبی ﷺ کی گود میں آ گیا، ایک آستین میں داخل ہو کر دوسری سے نکل گیا۔ اس بات کی کوئی اصل نہیں، یہ من گھڑت ہے، ثابت نہیں۔ چاند جب دو ٹکڑے ہوا، تو آسمان پر ہی رہا، البتہ جب آپ ﷺ نے اشارہ کیا، تو وہ دو ٹکڑے ہو گیا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(البداية والنّهاية : 303/4)

حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ) فرماتے ہیں:

بَاطِلٌ، لَا أَصْلَ لَهُ.

''(یہ روایت کہ چاند دو ٹکڑے ہو کر زمین پر اتر آیا) باطل اور بے اصل ہے۔''

(التّوضيح : 323/23)

تنبیہ:

بعض کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے انگلی کے اشارے سے چاند کو دو ٹکڑے کیا، آپ ﷺ کی انگلی جدھر جاتی تھی، چاند ادھر کو حرکت کرتا تھا۔

یہ بات بے دلیل ہے، کسی صحیح حدیث سے یہ بات معلوم نہیں ہو سکی۔

تنبیہ:

مفتی احمد یار خان نعیمی بریلوی صاحب (۱۹۷۱ھ) سورت قمر (۱) کے تحت لکھتے ہیں:

''علامہ احمد ضریونی نے شرح عقیدہ بردہ میں فرمایا کہ ابو جہل نے اپنے یمنی دوست حبیب یمنی کو بلایا، تا کہ وہ مکہ والوں کو اسلام سے روکنے میں اس کی مدد کرے، حبیب مکہ معظّمہ آیا، تو ابو جہل نے حضور کی بہت شکایتیں کیں، اس نے کہا کہ اچھا، میں ان سے بھی مل کر دریافت کر لوں، حضور کی خدمت میں قاصد بھیجا کہ میں یمن سے آیا ہوں، فلاں جگہ سرداران قریش کے ساتھ بیٹھا ہوں، آپ سے ملنا چاہتا ہوں، یہ رات کا وقت ہے، چودھویں شب تھی۔ حضور تشریف لے گئے، حبیب نے حضور سے دریافت کیا کہ آپ کیا دعوت دیتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں، حضور نے فرمایا: اللہ کی توحید اور اپنی رسالت کی۔ حبیب بولا کہ آپ کے پاس معجزہ کیا ہے؟ فرمایا: جو تو چاہے۔ حبیب نے کہا کہ میں دو معجزے چاہتا ہوں، ایک یہ کہ آپ چاند چیر دیں، دوسرا مطالبہ پھر عرض کروں گا۔ حضور نے فرمایا کہ اچھا، صفا پہاڑ پر چل۔ حبیب مع تمام سرداران قریش کے حضور کے ساتھ صفا پر گئے، حضور نے چاند کی طرف انگلی سے اشارہ کیا، چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے اور ان ٹکڑوں میں اتنا فاصلہ ہو گیا کہ ایک ٹکڑا پہاڑ کے اس طرف، دوسرا اُس طرف، بہت دیر کے بعد خوب دیکھ کر پھر جو اشارہ کیا، تو دونوں ٹکڑے مل گئے۔ حضور نے پوچھا: حبیب دوسرا مطالبہ کرو، وہ بولا کہ حضور! خود معلوم کر لیں کہ میرے دل میں کیا ہے؟ تب سرکار نے فرمایا کہ تیری ایک لڑکی ہے، لنگڑی لولی، اندھی بہری جوان ہو چکی ہے، تو چاہتا ہے کہ یا تو اسے شفا ہو جائے، یا مر جائے۔ جا اُسے شفا ہو گئی اور تو یہاں کلمہ پڑھ لے۔ حبیب اور بہت سے لوگ ایمان لے آئے، ابوجہل نے کہا: یہ سب جادو ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص844)

یہ واقعہ بے ثبوت ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتُلُوا إِمَامَكُمْ، وَتَجْتَلِدُوا بِأَسْيَافِكُمْ، وَيَرِثَ دُنْيَاكُمْ شِرَارُكُمْ.

''اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس وقت تک قیامت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قائم نہ ہوگی، جب تک آپ اپنے حکمران کو قتل نہ کر دو، تلواروں سے باہم قتال نہ کرلوں اور آپ کی دنیا کے وارث شریر لوگ نہ بن جائیں۔''

(سنن التّرمذي : 2170، سنن ابن ماجه : 4043)

جواب: سند ضعیف ہے۔ عبداللہ بن عبدالرحمٰن اشہلی ''مجہول الحال'' ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ۳/۲۴۴'' میں ذکر کیا ہے۔

❁ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا أَعْرِفُهُ . ''میں اسے نہیں جانتا۔''

(تاريخ الدّارمي : 646)

نیز عبداللہ اشہلی کا سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے سماع بھی معلوم نہیں۔

❁ مسند ابی داود طیالسی (۴۴۰) میں عبداللہ بن عبدالرحمٰن اشہلی کی متابعت ہوئی ہے، وہ بھی ضعیف ہے۔ مطلب بن عبداللہ بن حنطب مدلس اور کثیر الارسال ہے، اس کا کسی صحابی سے سماع نہیں۔

سوال: کیا مسجد کی چھت پر امام کی رہائش گاہ بنائی جا سکتی ہے؟

جواب: مسجد کی چھت پر امام کی رہائش بنائی جا سکتی ہے۔ احناف کہتے ہیں کہ جس جگہ مسجد بنا دی جائے، وہ جگہ زمین کی تہہ سے لے کر آسمان کی چھت تک مسجد کے حکم میں ہو جاتی ہے، اسے کسی دوسرے مقصد کے لیے استعمال نہیں کیا جا سکتا، مثلاً مسجد کے نیچے یا اوپر دکانیں بنانا، واش روم بنانا، رہائش گاہ بنانا وغیرہ۔

یہ بے دلیل مؤقف ہے، مسجد کا حکم صرف اسی حصہ پر ہوگا، جو مسجد کے احاطہ میں آتی ہے، اس سے نیچے یا اوپر مسجد کا حکم نہیں ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۱۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِقْرَؤُوا الْقُرْآنَ، وَلَا تَغْلُوا فِيهِ، وَلَا تَجْفُوا عَنْهُ، وَلَا تَأْكُلُوا بِهِ، وَلَا تَسْتَكْثِرُوا بِهِ .

''قرآنِ کریم کی تلاوت کریں، اس کی تلاوت میں غلو مت کریں، اس سے پہلو تہی مت کریں، اس کی تلاوت کے ذریعہ مت کھائیں اور اس کی تلاوت کے ذریعے زیادہ مال کی خواہش مت رکھیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 3/428، مسند أبي يعلٰى : 1518)

جواب: سند ضعیف ہے۔ ابوراشد حبرانی کا عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ سے سماع معلوم نہیں ہو سکا۔

❀ حافظ جورقانی رحمہ اللہ ابوراشد کی عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ سے ایک روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهُ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ .

''اس کی سند متصل نہیں۔''

(الأباطيل والمَناكير : 2/269)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں:

أُرَاهُ مُرْسَلًا .

''میں (ابو راشد کی عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ سے مروی اس روایت کو) مرسل خیال کرتا ہوں۔''

(سِيَر أعلام النّبلاء : 325/8)

نیز اس روایت میں صاف طور پر قرآن کی قراءت کا ذکر ہے، لہٰذا اسے کتاب اللہ کی تعلیم اور دینی اُمور پر اُجرت کے خلاف پیش نہیں کیا جا سکتا، اس میں تو تعلیم کے معاوضے کا ذکر تک موجود نہیں۔

سوال: درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْمَدِينَةُ خَيْرٌ مِنْ مَكَّةَ .

''مدینہ مکہ سے بہتر ہے۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 288/4)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① محمد بن عبدالرحمٰن بن رداد عامری ''ضعیف'' ہے۔

② عمرہ بنت عبدالرحمٰن کا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے سماع معلوم نہیں ہو سکا۔

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس روایت کو غیر محفوظ قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضُعفاء الرّجال : 4017)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لَيْسَ بِصَحِيحٍ، وَقَدْ صَحَّ فِي مَكَّةَ خِلَافُهُ .

''یہ روایت ثابت نہیں، مکہ کے بارے میں اس کے خلاف ثابت ہے۔''

(میزان الاعتدال : 623/3)

سوال: کیا گھوڑوں پر زکوٰۃ ہے؟

جواب: گھوڑوں پر زکوٰۃ نہیں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي فَرَسِهِ وَغُلَامِهِ صَدَقَةٌ .

''مسلمان آقا پر اس کے گھوڑے اور غلام کی زکوٰۃ نہیں ہے۔''

(صحيح البخاري : 1463، صحيح مسلم : 982)

گھوڑوں کی زکوٰۃ کے بارے میں کوئی روایت ثابت نہیں۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فِي الْخَيْلِ السَّائِمَةِ فِي كُلِّ فَرَسٍ دِينَارٌ تُؤَدِّيهِ .

''چرنے والے ہر گھوڑے کی زکوٰۃ ایک دینار ادا کریں۔''

(سنن الدّارقطني : 2019)

سند سخت ضعیف ہے۔

① غورک بن خضرم ''ضعیف'' ہے۔

② قاضی ابو یوسف جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہیں۔ اس روایت میں انہیں امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ (سنن دارقطنی : ۱۲۶/۲)

③ لیث بن حماد اصطخری ''ضعیف'' ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ بِاتِّفَاقِ الْحُفَّاظِ .

''اس حدیث کے ضعیف ہونے پر حفاظ حدیث کا اتفاق ہے۔''

(البدر المُنير : 404/5)

سوال: کیا نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا۔ یہ کہنا کہ محمد کریم ﷺ نے زمین میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے، واضح جھوٹ ہے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

كُلُّ حَدِيثٍ فِيهِ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ بِعَيْنِهِ فِي الْأَرْضِ، فَهُوَ كَذِبٌ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ وَعُلَمَائِهِمْ هٰذَا شَيْءٌ لَمْ يَقُلْهُ أَحَدٌ مِنْ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِينَ وَلَا رَوَاهُ أَحَدٌ مِنْهُمْ .

''جس حدیث میں یہ بات مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رب تعالیٰ کو زمین میں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، اس کے جھوٹے ہونے پر مسلمانوں اور اہل علم کا اتفاق ہے۔ علمائے مسلمین میں سے نہ کوئی اس کا قائل ہے اور نہ کسی نے ایسی روایت بیان کی ہے۔''

(مَجموع الفتاوىٰ : 386/3)

سوال: کیا شعبی رحمہ اللہ کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہے؟

جواب: شعبی رحمہ اللہ کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہے۔

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سَمِعَ مِنْهُ حَرْفًا مَا سَمِعَ غَيْرَ هٰذَا .

''شعبی رحمہ اللہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کچھ سنا ہے، اس کے علاوہ نہیں سنا۔''

(عِلَل الدّارقطني : 97/4)

سوال: درج ذیل روایت کا کیا حکم ہے؟

❁ سیدنا عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ أَكْلِ لَحْمِ الضَّبِّ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سانڈے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔''

(سنن أبي داود : 3796)

جواب: روایت ضعیف ومنکر ہے۔

① اسماعیل بن عیاش کا عنعنہ ہے۔

② ابوراشد حبرانی کا عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ سے سماع معلوم نہیں ہوسکا۔

❁ امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا خَبَرٌ لَا يَثْبُتُ بِمِثْلِهٖ فِي الدِّينِ حُجَّةٌ .

''اس جیسی روایت سے دین میں حجت نہیں پکڑی جاسکتی۔''

(تهذيب الآثار [مسند عمر]، تحت الحديث : 311)

❁ حافظ خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ إِسْنَادُهٗ بِذَاكَ .

''اس کی سند ثابت نہیں۔''

(مَعالم السّنن : 247/4)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ جورقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ، وَإِسْنَادُهُ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ .

''یہ حدیث منکر ہے، اس کی سند متصل نہیں۔''

(الأباطيل والمَناكير : 269/2)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ، وَأَرَاهُ مُرْسَلًا .

''یہ حدیث منکر ہے، میں اسے مرسل خیال کرتا ہوں۔''

(سِيَر أعلام النّبلاء : 325/8)

سوال: کیا کپڑے پر سجدہ کیا جا سکتا ہے؟

جواب: کپڑے پر سجدہ کیا جا سکتا ہے۔ ماتھے اور زمین کے درمیان کوئی حائل ہو، تو سجدہ درست ہے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ، فَإِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَحَدُنَا أَنْ يُمَكِّنَ وَجْهَهُ مِنَ الْأَرْضِ بَسَطَ ثَوْبَهُ، فَسَجَدَ عَلَيْهِ .

''ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شدید گرمی میں نماز پڑھتے تھے، تو جب ہم میں سے کسی کے لیے زمین پر چہرہ رکھنا مشکل ہو جاتا، تو وہ کپڑا بچھاتا اور اس پر سجدہ کر لیتا تھا۔''

(صحيح البخاري : 1208، صحيح مسلم : 620)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى الْخُمْرَةِ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر نماز پڑھتے تھے۔''

(صحيح البخاري :381، صحيح مسلم : 513)

ماتھے پر پگڑی یا کوئی کپڑا ہو، تو پیشانی سے ہٹانا مستحب ہے، اگر پیشانی پر کپڑا ہو، تو بھی نماز صحیح ہے۔

❁ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ، لَا يَسْجُدُ عَلٰى كَوْرِ الْعِمَامَةِ .

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عمامہ کے پلو پر سجدہ نہیں کرتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 500/2، ح : 2757)

❁ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ حَسَرَ الْعِمَامَةَ عَنْ جَبْهَتِهٖ .

''آپ رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھنے لگتے، تو پیشانی سے عمامہ ہٹا لیتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 499/2، ح : 2755، وسندهٗ حسنٌ)

پیشانی سے کپڑا ہٹانے کے متعلق کوئی روایت ثابت نہیں۔

❁ صالح بن خیوان سبائی رحمہ اللہ سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي يَسْجُدُ بِجَبِينِهٖ وَقَدِ اعْتَمَّ عَلٰى جَبْهَتِهٖ فَحَسَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ جَبْهَتِهٖ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

’’رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا، وہ ماتھے پر سجدہ کر رہا ہے، اس کی پگڑی ماتھے پر تھی، تو نبی کریم ﷺ نے پگڑی ماتھے سے ہٹا دی۔‘‘

(المَراسيل لأبي داود : 84)

سند ضعیف و مرسل ہے۔

① صالح بن خیوان سبائی تابعی ہیں، براہ راست نبی کریم ﷺ سے بیان کر رہے ہیں، لہٰذا سند مرسل ہے۔ مرسل تابعی ضعیف ہوتی ہے۔

② عبداللہ بن لہیعہ کا عنعنہ ہے۔

❁ عیاض بن عبداللہ قرشی سے مروی ہے:

رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَسْجُدُ عَلٰى كَوْرِ الْعِمَامَةِ، فَأَوْمَأَ بِيَدِهٖ أَنِ ارْفَعْ عِمَامَتَكَ، فَأَوْمَأَ إِلٰى جَبْهَتِهٖ .

’’نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا، وہ پگڑی کے پلو پر سجدہ کر رہا تھا، آپ ﷺ نے اشارہ کیا کہ پگڑی کو (پیشانی سے) اوپر کر لیجیے۔ آپ ﷺ اپنی پیشانی کی طرف اشارہ کیا۔‘‘

(مصنّف ابن أبي شيبة : 500/2، ح : 2759)

سند معضل (سخت منقطع) ہے۔ عیاض بن عبداللہ قرشی تبع تابعی ہے، اس کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کم سے کم دو واسطے ساقط ہیں، نیز یہ ضعیف بھی ہے۔

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلْيَحْسِرِ الْعِمَامَةَ عَنْ جَبْهَتِهٖ .

’’جب آپ نماز پڑھیں، تو پیشانی سے عمامہ ہٹا لیا کریں۔‘‘

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(مصنّف ابن أبي شيبة : 2756، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 2660)

سند ضعیف ہے۔عبدالاعلی بن عامر ثعلبی ''ضعیف'' ہے۔

تنبیہ:

شیعہ خاک کربلا پر سجدہ کرتے ہیں، یہ بدعت ہے، یہ متاخرین شیعہ کی ایجاد ہے، شیعہ کی بنیادی کتب میں بھی اس کا ذکر نہیں۔

سوال: ولیمہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: ولیمہ مسنون ہے۔

❁ نبی کریم ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ .

''ولیمہ کیجئے، خواہ ایک بکری ہو۔''

(صحيح البخاري : 5167، صحيح مسلم : 1427)

یہ حکم استحبابی ہے۔اس سے ولیمہ کا فرض ہونا ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ فرض اعمال کی مقدار اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے مقرر ہوتی ہے۔

❁ علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

كَوْنُهُ أَمَرَ بِشَاةٍ وَلَا خِلَافَ فِي أَنَّهَا لَا تَجِبُ .

''اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ نبی کریم ﷺ کا بکری کا حکم دینے سے ولیمہ کا وجوب ثابت نہیں ہوتا۔''

(المُغني : 276/7)

❁ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَوْجَبَهَا فَرْضًا .

''میں نہیں جانتا کہ کسی نے ولیمہ کو فرض واجب کہا ہو۔''

(شرح صحيح البخاري : 284/7)

❁ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي أَنَّ الْوَلِيمَةَ سُنَّةٌ فِي الْعُرْسِ مَشْرُوعَةٌ ..... وَلَيْسَتْ وَاجِبَةً فِي قَوْلِ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ .

''اہل علم کا اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ شادی میں ولیمہ کرنا مشروع سنت ہے۔.....اکثر اہل علم کے مطابق یہ واجب نہیں۔''

(المُغني : 275/7-276)

❁ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

هِيَ غَيْرُ وَاجِبَةٍ اتِّفَاقًا .

''ولیمہ بالاتفاق واجب نہیں۔''

(نيل الأوطار : 209/6)

تنبیہ:

❁ بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

إِنَّهُ لَا بُدَّ لِلْعُرْسِ مِنْ وَلِيمَةٍ .

''بلاشبہ شادی میں ولی ضروری ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 359/5)

سند ضعیف ہے۔عبدالکریم بن سلیط بصری مجہول الحال ہے، اسے صرف امام ابن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ۷/ ۱۳۱'' میں ذکر کیا ہے۔

سوال: ''قصہ اوریا'' کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: ''قصہ اوریا'' ثابت نہیں۔ کئی مفسرین نے اپنی تفاسیر میں اس قصہ کو ذکر کیا ہے، اس کی کوئی سند ثابت نہیں۔ یہ اسرائیلی روایات میں سے ہے۔

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ ذَكَرَ الْمُفَسِّرُونَ هَاهُنَا قِصَّةً أَكْثَرُهَا مَأْخُوذٌ مِنَ الْإِسْرَائِيلِيَّاتِ وَلَمْ يَثْبُتْ فِيهَا عَنِ الْمَعْصُومِ حَدِيثٌ يَجِبُ اتِّبَاعُهُ .

''مفسرین نے قصہ ذکر کیا ہے، جس کا اکثر حصہ اسرائیلیات سے ماخوذ ہے، اس بارے میں معصوم (نبی کریم ﷺ) سے کوئی حدیث ثابت نہیں، جس کا اتباع واجب ہو۔''

(تفسير ابن كثير : 60/7)

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يُصَحِّحِ الْعُلَمَاءُ مَا يَذْكُرُهُ الْقُصَّاصُ مِنْ أَمْرِ أُورِيَا .

''قصاص نے جو ''اوریا'' کا واقعہ ذکر کیا ہے، اہل علم اسے ثابت نہیں سمجھتے۔''

(التّوضيح : 505/19)

سوال: کیا خضر علیہ السلام نبی تھے؟

جواب: جمہور اہل علم کے مطابق خضر علیہ السلام نبی تھے۔

❁ اللہ تعالیٰ نے خضر علیہ السلام کا قول نقل کیا ہے:

﴿وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي﴾ (الكهف : ٨٢)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''میں نے یہ سب اپنی طرف سے نہیں کیا۔''

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

دَلَّ عَلٰى أَنَّهٗ نَبِيٌّ أُوحِيَ إِلَيْهِ .

''یہ آیت دلیل ہے کہ خضر علیہ السلام نبی تھے اور آپ کی طرف وحی کی جاتی تھی۔''

(التّوضيح : 373/3)

خضر علیہ السلام کے پاس خاص علم تھا، جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس نہ تھا، جسے حاصل کرنے کے لیے موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام کے پاس تشریف لائے۔ بھلا نبی غیر نبی سے علم کیسے حاصل کر سکتا ہے؟

سوال: کیا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ خبر واحد کی حجیت کے منکر تھے؟

جواب: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے خبر واحد کی حجیت کا انکار ثابت نہیں۔

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَكَوْهُ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، وَهُوَ كَذِبٌ عَلَيْهِ وَعَلٰى أَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ، فَلَمْ يَقُلْ ذٰلِكَ أَحَدٌ مِنْهُمُ الْبَتَّةَ، وَإِنَّمَا هٰذَا قَوْلُ مُتَأَخِّرِيهِمْ .

''لوگوں (احناف) نے (خبر واحد کی حجیت کا انکار) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے حکایت کیا ہے، جبکہ یہ ان پر جھوٹ ہے، نیز قاضی ابو یوسف اور محمد بن حسن شیبانی پر بھی جھوٹ ہے۔ ان میں سے کسی نے قطعاً یہ بات نہیں کہی۔ یہ متاخرین احناف کا قول ہے۔''

(مختصر الصّواعق، ص 607)

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کا نام ''قدیم'' ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے ناموں میں ''قدیم'' نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ أَدْخَلَ الْمُتَكَلِّمُونَ فِي أَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالَى الْقَدِيمَ، وَلَيْسَ هُوَ مِنَ الْأَسْمَاءِ الْحُسْنٰى .

''متکلمین نے اللہ تعالیٰ کے ناموں میں ''قدیم'' داخل کر دیا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے نہیں۔''

(شرح الطّحاوية، ص 112)

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ توقیفی ہیں۔ ان کا ثبوت قرآن وحدیث سے ضروری ہے، اپنی طرف سے اللہ تعالیٰ کا کوئی نام نہیں رکھا جا سکتا۔

سوال: درج ذیل روایت کیسی ہے؟

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَقُولُوا رَمَضَانَ فَإِنَّ رَمَضَانَ اسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلٰكِنْ قُولُوا شَهْرُ رَمَضَانَ .

''رمضان نہ کہا کریں، کیونکہ رمضان اللہ تعالیٰ کا نام ہے، بلکہ ''ماہ رمضان'' کہا کریں۔''

(الكامل لابن عدي : 313/8)

جواب: سند ضعیف ہے۔ ابو معشر نجیح سندی ضعیف ہے۔ اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول کو مرفوع حدیث بنا دیا ہے۔

❁ امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا خَطَأٌ، إِنَّمَا هُوَ قَوْلُ أَبِي هُرَيْرَةَ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''اس حدیث کا مرفوع ہونا خطا ہے، یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔''

(عِلَل الحديث : 734)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلضَّعْفُ بَيِّنٌ عَلَيْهِ .

''اس روایت کا ضعف واضح ہے۔''

(تهذيب الأسماء واللّغات : 127/3)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(فتح الباري : 113/4)

سوال: کیا اپنے متعلق تعریفی الفاظ اور کلمات کہے جا سکتے ہیں؟

جواب: محاسن دو طرح کے ہوتے ہیں : اچھے اور برے۔ برے وہ ہیں، جو فخر و مباہات، ہم عصروں پر برتری اور امتیاز ظاہر کرنے کے لیے ہوں۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَلَا تُزَكُّوا اَنْفُسَكُمْ﴾(النّجم : ٣٢)

''اپنا تزکیہ مت کریں۔''

اچھے محاسن وہ ہیں، جن میں کوئی دینی مصلحت ہو، مثلاً : وہ امر بالمعروف کرنے والا، ناصح، خیر خواہ یا کسی شعبہ کا مشیر، معلم، عالم، واعظ، خطیب اور مربی جو اپنی خوبیاں اس لئے بیان کر رہا ہو کہ اس سے بات زیادہ موثر ہو گی، تو ایسا کرنا جائز ہے۔

اس مفہوم کی بہت سی آیات اور احادیث ہیں۔

① نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ، اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ .

''میں نبی ہوں، یہ جھوٹ نہیں ہے، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔''

(صحيح البخاري : 4317؛ صحيح مسلم : 1776)

② نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

وَاللّٰهِ إِنِّي لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَتْقَاكُمْ لَهٗ .

''اللہ کی قسم! سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا میں ہوں۔''

(صحيح البخاري : 5063؛ صحيح مسلم : 1401)

③ ایک اور مقام پر فرمایا:

إِنِّي اَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِ، فَاكْلَفُوا مِنَ العَمَلِ مَا تُطِيقُونَ .

''رات کو میرا رب مجھے کھلاتا اور پلا دیتا ہے، آپ ان اعمال کے مکلّف ہیں، جن کی آپ طاقت رکھتے ہیں۔''

(صحيح البخاري : 1966؛ صحيح مسلم : 1103)

④ سیدنا یوسف علیہ السلام نے فرمایا:

﴿قَالَ اجْعَلْنِي عَلٰى خَزَائِنِ الْاَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ﴾

(يوسُف : 55)

''مجھے وزارت خزانہ عطا کر دیجیے کہ میں اس کی حفاظت بھی کر سکتا ہوں اور اس کا ماہر بھی ہوں۔''

⑤ سیدنا شعیب علیہ السلام نے فرمایا:

﴿سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّالِحِينَ﴾(القَصَص : ٢٧)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''آپ مجھے نیکوکاروں میں پائیں گے۔''

⑥ ابوعبدالرحمان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حِينَ حُوصِرَ اَشْرَفَ عَلَيْهِمْ، وَقَالَ: اَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ، وَلَا اَنْشُدُ إِلَّا اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حَفَرَ رُومَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ؟ فَحَفَرْتُهَا، اَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ اَنَّهُ قَالَ: مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ؟ فَجَهَّزْتُهُمْ، قَالَ: فَصَدَّقُوهُ بِمَا قَالَ وَقَالَ عُمَرُ فِي وَقْفِهِ: لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَلِيَهُ اَنْ يَاْكُلَ وَقَدْ يَلِيهِ الْوَاقِفُ وَغَيْرُهُ فَهُوَ وَاسِعٌ لِكُلٍّ.

''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا گیا، تو آپ گھر کی چھت پہ چڑھ گئے اور باغیوں سے مخاطب ہوئے، میں آپ کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے حلفاً پوچھتا ہوں کہ کیا آپ نہیں جانتے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو رومہ کا کنواں کھودے گا اور اسے مسلمانوں کے لیے وقف کر دے گا، تو اسے جنت کی بشارت ہے، تو میں نے ہی اس کنویں کو کھودا تھا، معلوم نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فرمایا: جیش عسرت کو جو شخص ساز و سامان سے لیس کر دے گا، اسے جنت کی بشارت ہے، تو میں نے ہی اسے مسلح کر دیا، سب نے تصدیق کی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے وقف کے متعلق فرمایا تھا کہ اس کا منتظم اگر اس میں سے کھائے، تو کوئی حرج نہیں ہے، ظاہر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ منتظم خود وقف کرنے والا بھی ہوسکتا ہے، کبھی دوسرے بھی ہو سکتے ہیں اور ہر ایک کے لیے یہ جائز ہے۔''

(صحيح البخاري : 2778)

⑦ قیس بن سعد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے: میں پہلا عربی ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر پھینکا ہے، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں جاتے، ہمارے پاس کھانے کے لیے کچھ نہیں ہوتا، تو ہم کیکر درخت کے پتے کھاتے تھے، ہمارا براز بھی بکری کی مینگنیوں کی طرح خشک ہوتا، مگر اب یہ وقت آ گیا ہے کہ بنواسد مجھے دین کے بارے میں ملامت کرتے ہیں، تب تو میں خسارے میں ہوں اور میرا عمل ضائع ہوگا۔

(صحيح البخاري : 3728؛صحيح مسلم : 2966)

⑧ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس ذات کی قسم! جس نے دانے کو پھاڑا اور جانداروں کو پیدا فرمایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی: مجھ سے محبت وہی کرے گا جو مومن ہوگا اور مجھ سے بغض وہی رکھے گا، جو منافق ہوگا۔

(صحيح مسلم : 78)

⑨ شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ستر (۷۰) سے کچھ زائد سورتیں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تلاوت کی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو علم ہے کہ میں سب سے زیادہ قرآن جانتا ہوں، اگر مجھے علم ہو جائے کہ کوئی صحابی مجھ سے زیادہ قرآن جانتا ہے تو میں سفر کر کے اس کے پاس پہنچوں گا۔ شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: پھر میں صحابہ کرام کی مجالس میں بیٹھا مگر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول پر کسی کو تردید کرتے نہیں سنا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري : 5000، صحيح مسلم : 2464)

⑩ موسیٰ بن سلمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے قربانی کے اونٹ کے متعلق سوال ہوا، تو انہوں نے فرمایا:

عَلَى الْخَبِيرِ سَقَطْتَ .

''آپ اس کے پاس آئے ہیں، جو اس بارے میں علم رکھتا ہے۔''

(صحيح مسلم : 1325)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ جَوَازُ إِظْهَارِ الْعَالِمِ مَا يَحْسُنُ مِنَ الْعِلْمِ إِذَا خَلَصَتْ نِيَّتُهُ وَأَمِنَ الْعُجْبَ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ عالم اپنی علمی قابلیت کا اظہار کر سکتا ہے، بشرطیکہ اس کی نیت خالص ہو اور عجب نفسی کا خدشہ نہ ہو۔''

(فتح الباري : 438/12)

⑪ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ أَتْقَاكُمْ وَأَعْلَمَكُمْ بِاللّٰهِ أَنَا .

''بلاشبہ آپ میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا اور اللہ کی معرفت رکھنے والا میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔''

(صحيح البخاري : 20)

⑫ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: اے مومنوں کی ماں! میں آپ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کچھ پوچھنا چاہتا ہوں، مگر مجھے شرم آتی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جو سوال آپ اپنی جنم دینی والی ماں سے کر سکتے ہیں، وہ سوال کرنے سے مجھ سے بھی نہ شرمایئے، میں بھی آپ کی ماں ہی ہوں۔ میں نے پوچھا: غسل کیسے واجب ہوتا ہے؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ (اس سوال کے متعلق مکمل) آگاہی رکھنے والے کے پاس آئے ہیں.....۔''

(صحيح مسلم: 349)

⑬ سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَا كُنْتُ أَحْفَظَكُمْ لِصَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

میں آپ سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو یاد کرنے والا ہوں.....۔''

(صحيح البخاري: 828)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس حدیث میں کئی علمی فوائد ہیں، مثلاً: عجبِ نفسی کا خدشہ نہ ہو اور سامعین پر اپنی بات کو مؤکد کرنا مقصود ہو، تو خود کو کسی دوسرے کی بہ نسبت بڑا عالم کہنا جائز ہے، کیونکہ اپنے سے بڑے عالم سے علم حاصل کرنا بافضلیت عمل ہے۔''

(فتح الباري: 309/2)

سوال: نشرہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: ''نشرہ'' کی دو قسمیں ہیں:

① جادو کا علاج جادو کے ذریعے، یہ شیطانی عمل ہے۔

② جادو کا علاج دم، شرعی تعویذ اور جائز ادویہ سے کرنا۔ اس کے جواز میں کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختلاف نہیں، کیونکہ یہ سنت سے ثابت ہے۔

جادوگر سے جادو کا علاج کرانا محققین اور جمہور علماء کے نزدیک ناجائز ہے، کیونکہ جادوگروں، کاہنوں اور نجومیوں کے پاس جانے کی حرمت پر دلائل ثابت ہیں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَتَى كَاهِنًا، أَوْ عَرَّافًا، فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ، فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ.

''جو کاہن یا عراف کے پاس گیا، پھر اس کی بات کی تصدیق کی، اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ شریعت کا انکار کر دیا۔''

(مسند الإمام أحمد : ٤٢٩/٢، وسندهٗ صحيحٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۸) نے اسے بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے، حافظ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

مَنْ أَتٰى عَرَّافًا أَوْ كَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ.

''جو شخص عراف، جادوگر یا کاہن کے پاس آیا، پھر اس کی بات کی تصدیق کی، اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ شریعت کا انکار کر دیا۔''

(مسند الطّيالسي :381، المعجم الأوسط للطّبراني : 1453، وسندهٗ صحيحٌ)

ثابت ہوا کہ جادو کا علاج جادو سے کرنا کسی صورت جائز نہیں، بلکہ حرام اور توحید الوہیت کے منافی عمل ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے قتادہ رحمہ اللہ نے ''نشرہ'' کے بارے سوال کیا، تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: جی ہاں (نشرہ جائز ہے)۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : ٣٨٦/٧، وسندهٗ صحيحٌ)

سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کی اس بات کو ''نشرہ'' کی دوسری قسم پر محمول کریں گے، کیونکہ تمام تابعین احادیث مبارکہ کی روشنی میں جادوگروں اور کاہنوں کے پاس جانا حرام سمجھتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۲۰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا ابو طالب کی نبی کریم ﷺ سے محبت نے انہیں کچھ فائدہ دیا؟

جواب: ابو طالب نبی کریم ﷺ کا بے حد خیال رکھتے تھے، آپ ﷺ کے لیے شدید جذبات رکھتے تھے، مگر چونکہ کلمہ نہیں پڑھا تھا، اس لیے جہنم میں جائیں گے، نبی کریم ﷺ کی محبت نے انہیں یہ فائدہ دیا کہ ان کے عذاب میں تخفیف کر دی گئی، مگر جہنم سے خارج نہیں کیے گئے۔

❁ سیّدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هَلْ نَفَعْتَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ، فَإِنَّهُ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ؟ قَالَ : نَعَمْ، هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ، وَلَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ .

''اللہ کے رسول! کیا آپ نے ابو طالب کو کوئی فائدہ دیا؟ وہ تو آپ کا دفاع کیا کرتے تھے اور آپ کے لیے دوسروں سے غصے ہو جایا کرتے تھے۔ فرمایا: جی ہاں! (میں نے اُنہیں فائدہ پہنچایا ہے) وہ اب (جہنم کے) بالائی طبقے میں ہیں، اگر میں نہ ہوتا، تو جہنم کے نچلے حصہ میں ہوتے۔''

(صحيح البخاري : 3883، صحيح مسلم : 209)

نبی کریم ﷺ کے چچا ابو طالب نے آخری دم کلمہ توحید پڑھنے سے انکار کر دیا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے باوجود بعض نے ایمان ابی طالب کے نام سے درجنوں کتابیں تالیف کر دی اور انہیں جھوٹی، من گھڑت اور غیر ثابت روایات سے بھر دیا۔

❁ سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

مَا مَاتَ أَبُو طَالِبٍ حَتّٰى أَعْطٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَفْسِهِ الرِّضَا .

''ابوطالب نے وفات سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو راضی کر لیا تھا۔''

(شرح نَهج البلاغة لابن أبي الحديد : 71/14)

یہ بے بنیاد اور جھوٹی روایت ہے۔

ابوطالب کی طرف منسوب اشعار بھی ثابت نہیں۔

تنبیہ:

❁ عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے منسوب ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اسْتَغْفَرَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَهُوَ مُشْرِكٌ، فَلَا أَزَالُ أَسْتَغْفِرُ لِأَبِي طَالِبٍ حَتّٰى يَنْهَانِيَ عَنْهُ رَبِّي .

''ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مشرک والد کے لیے دعائے مغفرت کی، میں بھی اپنے چچا ابوطالب کے لیے دعائے مغفرت کرتا رہوں گا، جب تک میرا رب مجھے منع نہ کر دے۔''

(تفسير الطّبري : 21/12)

باطل ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① عمرو بن دینار کی مرسل ہے۔

② ابوحذیفہ موسیٰ بن مسعود ''ضعیف'' ہے۔

③ مثنیٰ بن ابراہیم ابلی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

❁ یہی روایت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔

(المستدرك للحاكم : 3299)

باطل ہے۔

① یہ عمرو بن دینار کی مرسل ہے۔ ابوحمہ محمد بن یوسف یمانی نے اسے موصول بیان کر دیا ہے، جبکہ سفیان بن عیینہ کے دیگر شاگردوں نے اسے مرسل بیان کیا ہے، معلوم ہوا کہ اس میں جابر بن عبداللہ کا واسطہ ذکر کرنا خطا ہے۔

❁ امام ابوعلی حسین بن علی نیشاپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا أَعْلَمُ أَحَدًا وَصَلَ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ سُفْيَانَ غَيْرَ أَبِي حُمَةَ الْيَمَانِيِّ وَهُوَ ثِقَةٌ وَقَدْ أَرْسَلَهُ أَصْحَابُ ابْنِ عُيَيْنَةَ .

''میں نہیں جانتا کہ اس حدیث کو سفیان بن عیینہ سے ابوحمہ یمانی کے علاوہ کسی نے موصول بیان کیا ہو۔ وہ اگرچہ ثقہ ہیں، مگر سفیان کے دیگر شاگردوں نے اسے مرسل بیان کیا ہے۔''

(المستدرك للحاكم، تحت الرقم : 3299)

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رُبَّمَا أَخْطَأَ وَأَغْرَبَ .

''کبھی کبھی غلطی کھا جاتا تھا اور غریب روایات بیان کر دیتا تھا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(الثّقات : 104/9)

② فضل بن محمد جندی نے ابوحمہ یمانی سے ایک روایت میں وہم بھی کھایا ہے۔

(لسان الميزان لابن حجر : 140/8)

③ سفیان بن عیینہ کا عنعنہ ہے۔

سوال: کیا نبی کریم ﷺ نے بکریاں چرائیں؟

جواب: ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں، ہمارے نبی محمد کریم ﷺ نے بھی نبوت سے قبل بکریاں چرائی ہیں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا إِلَّا رَعَى الْغَنَمَ، فَقَالَ أَصْحَابُهُ : وَأَنْتَ؟ فَقَالَ : نَعَمْ، كُنْتُ أَرْعَاهَا عَلٰى قَرَارِيطَ لِأَهْلِ مَكَّةَ .

''اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی انبیا مبعوث کیے، سب نے بکریاں چرائی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: (اللہ کے رسول!) کیا آپ نے بھی؟ فرمایا: جی ہاں، میں اہل مکہ کی بکریاں کئی قراط (دینار) کے عوض چراتا تھا۔''

(صحيح البخاري : 2262)

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک اور ناجائز ہے، تو پھر ان کی دعا قبول کیوں ہوتی ہے، ان کی حاجات پوری کیوں ہوتی ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے ہمیں شریعت کے اتباع کا حکم فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہر مسلمان اور کافر کے رزق کا بندوبست فرمایا ہے۔ وہ سب کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے، جو جس کی تقدیر میں لکھا ہے، وہ اسے عطا کر دیتا ہے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے مانگے، تو بھی عطا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہے اور اگر غیر اللہ سے مانگے، تب بھی عطا کر دیتا ہے۔ مگر آخرت کی بھلائیاں صرف اسے حاصل ہوں گی، جو دنیا میں احکام الٰہیہ کی پابندی کرے۔

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا إِجَابَةُ الدُّعَاءِ هُنَاكَ فَقَدْ يَكُونُ سَبَبُهُ اضْطِرَارَ الدَّاعِي، وَقَدْ يَكُونُ سَبَبُهُ مُجَرَّدَ رَحْمَةِ اللّٰهِ لَهُ، وَقَدْ يَكُونُ سَبَبُهُ أَمْرًا قَضَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَا لِأَجْلِ دُعَائِهِ، وَقَدْ يَكُونُ لَهُ أَسْبَابٌ أُخْرٰى، وَإِنْ كَانَتْ فِتْنَةً فِي حَقِّ الدَّاعِي، وَقَدْ كَانَ الْكُفَّارُ يَدْعُونَ، فَيُسْتَجَابُ لَهُمْ، فَيُسْقَوْنَ وَيُنْصَرُونَ وَيُعَافَوْنَ مَعَ دُعَائِهِمْ عِنْدَ أَوْثَانِهِمْ وَتَوَسُّلِهِمْ بِهَا ..... وَأَسْبَابُ الْمَقْدُورَاتِ فِيهَا أُمُورٌ يَطُولُ تَعْدَادُهَا، وَإِنَّمَا عَلَى الْخَلْقِ اتِّبَاعُ مَا بَعَثَ اللّٰهُ بِهِ الْمُرْسَلِينَ، وَالْعِلْمُ بِأَنَّ فِيهِ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

''قبروں پر دعا کے قبول ہونے کا سبب کبھی تو پکارنے والے کی مجبوری ہوتی ہے، کبھی اس کا سبب محض اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے، کبھی دعا کی قبولیت اس وجہ سے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تقدیر میں ایسا ہی لکھا ہوتا ہے، یہ اسے دعا کی وجہ سے عطا نہیں ہوتا، کبھی دعا کی قبولیت کے دیگر اسباب بھی ہوتے ہیں، البتہ یہ قبولیت دعا کرنے والے کے حق میں آزمائش ہوتی ہے۔ کفار بھی (اپنے بتوں سے) دعائیں کیا کرتے تھے، ان کی دعا بھی قبول ہوتی تھی، انہیں بارش دی جاتی تھی، ان کی نصرت ہوتی تھی اور انہیں صحت دی جاتی تھی،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ وہ بتوں سے دعائیں مانگتے تھے اور ان کا وسیلہ پکڑتے تھے۔.....

دعاؤں کی قبولیت کے اسباب بہت زیادہ ہیں۔مخلوق کے ذمہ صرف اس شریعت کا اتباع ہے، جو اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو دے کر مبعوث فرمایا اور یہ جان لیں کہ دنیا اور آخرت کی بھلائیاں فقط دین میں ہیں۔''

(الأمر بالاتباع والنّهي عن الابتداع، ص 110)

سوال: کیا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے درخت یا ٹہنی ہونے کی تمنا کی؟

جواب: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایسی کوئی روایت ثابت نہیں، جس میں انہوں نے درخت یا ٹہنی وغیرہ کی تمنا کی ہو۔اس بارے میں مروی تمام روایات ضعیف وغیر ثابت ہیں، ملاحظہ فرمائیں؛

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ غُصْنًا رَطْبًا .

''میں چاہتی ہوں کہ میں تر وتازہ ٹہنی ہوتی (جسے جانور کھا جاتے)۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 37818، كتاب المتمنّين لابن أبي الدنيا : 27)

سند ضعیف ہے۔عبداللہ بن عبید بن عمیر کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع نہیں۔

❁ ابوعبدالرحمٰن مفضل بن غسان غلابی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

أَنْكَرَ يَحْيٰى أَنْ يَكُونَ سَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُبَيْدٍ .

''یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے عبداللہ بن عبید کے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع کا انکار کیا ہے۔''

(الجَوهر النّقي لابن التّركماني : 2/417-418)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَاللّٰهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ شَجَرَةً، وَوَاللّٰهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ مَدَرَةً، وَوَاللّٰهِ لَوَدِدْتُ أَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَخْلُقْنِي شَيْئًا .

''اللہ کی قسم! میری تمنا تھی کہ میں درخت ہوتی، اللہ کی قسم! میری تمنا تھی کہ میں

(كتاب المتمنّين لابن أبي الدنيا : 63)

سند ضعیف ہے۔ عمرو بن سلمہ ہمدانی کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع معلوم نہیں ہو سکا۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے:

يَا لَيْتَنِي كُنْتُ شَجَرَةً .

''کاش میں درخت ہوتی۔''

(كتاب المتمنّين لابن أبي الدنيا : 26)

سند ضعیف ہے۔

① اسحاق مولیٰ زائدہ کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع نہیں۔ سند میں سماع کی تصریح کسی راوی کا وہم ہے۔

② اُسامہ بن زید لیثی سیء الحفظ ہے۔

(فتح الباري لابن حجر : 210/3)

نوٹ:

کسی صحابی سے اس طرح کی تمنا کرنا ثابت نہیں۔

سوال: کیا زندہ مشرک والدین کے لیے دعا کی جا سکتی ہے؟

جواب: والدین زندہ ہوں اور صحیح العقیدہ نہ ہوں، تو ان کے لیے دعا کی جا سکتی ہے۔ البتہ شرک پر فوت ہوئے ہوں، تو دعائے رحمت و مغفرت نہیں کی جا سکتی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اُحد کے موقع پر دشمنوں کے لیے ان الفاظ میں دعا کی:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ .

''اللہ! میری قوم کو معاف فرما، یہ جانتے نہیں۔''

(صحيح البخاري : 3477، صحيح مسلم : 1792)

❁ علامہ ابوعبداللہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ قَالَ كَثِيرٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ : لَا بَأْسَ أَنْ يَدْعُوَ الرَّجُلُ لِأَبَوَيْهِ الْكَافِرَيْنِ وَيَسْتَغْفِرَ لَهُمَا مَا دَامَا حَيَّيْنِ، فَأَمَّا مَنْ مَاتَ فَقَدِ انْقَطَعَ عَنْهُ الرَّجَاءُ فَلَا يُدْعٰى لَهُ .

''بہت سے اہل علم نے فرمایا ہے: جب تک کافر والدین زندہ ہیں، ان کے لیے دعائے رحمت و مغفرت کرنے میں کوئی حرج نہیں، البتہ جو (حالت شرک میں) فوت ہو جائے، تو اس کی مغفرت کی اُمید ختم ہو جاتی ہے، لہٰذا اس کے لیے دعا نہیں کی جا سکتی۔''

(تفسير القرطبي : 274/8)

سوال: کیا ہم کسی کو جنتی یا جہنمی کہہ سکتے ہیں؟

جواب: متعین کر کے ہم کسی کو جنتی یا جہنمی نہیں کہہ سکتے۔ البتہ کتاب و سنت میں جن کے جنتی یا جہنمی ہونے کی صراحت آئی ہے، انہیں کہہ سکتے ہیں۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّا نَشْهَدُ بِأَنَّ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْجَنَّةِ، وَأَنَّ الْكَافِرِينَ فِي النَّارِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَنَشْهَدُ بِالْجَنَّةِ وَالنَّارِ لِمَنْ شَهِدَ لَهُ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ، وَلَا نَشْهَدُ بِذٰلِكَ لِمُعَيَّنٍ إِلَّا مَنْ شَهِدَ لَهُ النَّصُّ .

''ہم شہادت دیتے ہیں کہ مؤمن جنت میں جائیں گے اور کافر جہنم میں جائیں گے، ہم جنت اور جہنم کی گواہی ان لوگوں کے لیے دے سکتے ہیں، جن کے لیے کتاب وسنت نے گواہی دی ہے، البتہ کسی معین شخص کے متعلق جنت یا جہنم کی گواہی اسی صورت میں دیں گے، جب کسی کے جنتی یا جہنمی ہونے پر نص شاہد ہو۔''

(الآداب الشّرعية لابن مُفلِح :273/1)

سوال: کیا جنات کا وجود ہے؟

جواب: اہل سنت والجماعت بالاتفاق جنات کے وجود کے قائل ہیں۔ جنات اور شیاطین کی حقیقت اور وجود مسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں آگ سے تخلیق کیا ہے۔ ان کا اپنا ایک جہان ہے۔ یہ غیبی مخلوق ہیں، اکثر اوقات نظر نہیں آتے، بعض اوقات نظر آ جاتے ہیں۔ یہ کھاتے پیتے ہیں، ان میں توالد وتناسل کا سلسلہ ہے، یہ شرع کے مکلّف ہیں، نبی کریم ﷺ کی بعثت ان کی طرف بھی ہوئی۔ ان میں بھی مؤمن اور کافر ہوتے ہیں۔ جنات کو نیکیوں پر اجر ملے گا اور گناہوں پر عذاب ہوگا، بالفاظ دیگر انسانوں کی طرح جنات بھی جنت اور جہنم میں جائیں گے۔

انہیں موت بھی آتی ہے، البتہ ان کی عمریں لمبی ہوتی ہیں، جن انسان میں داخل ہوسکتا ہے، اسے نقصان بھی پہنچا سکتا ہے، بلکہ قتل بھی کرسکتا ہے۔ شیاطین جنوں کو انسان کے دل تک دسترس حاصل ہے۔ وہ دل میں گھس کر وسوسے ڈالتا ہے۔

جنات کی اپنی شکلیں ہیں، نیز یہ مختلف شکلیں اور صورتیں بھی دھار لیتے ہیں۔ اکثر طور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر انسان، سانپ، بچھو، کتے، اونٹ، گائے، بکری، گھوڑے، خچر، گدھے اور پرندے کی شکل اختیار کرتے ہیں۔ بعض انسانوں سے ان کا کلام کرنا بھی ثابت ہے۔ بامشقت کام بھی کر لیتے ہیں۔ انسانوں کی طرح یہ بھی عاقل ہیں۔ جنوں اور انسانوں کا قرآن وحدیث میں ''ثقلین'' کہا گیا ہے، مطلب کہ روئے زمین پر سب سے اہم اور افضل مخلوقات جنات اور انسان ہیں۔

فلاسفہ، قدریہ، زنادقہ، جہمیہ اور معتزلہ جنات اور شیاطین کے حقیقی وجود کے منکر ہیں۔ جنات اور شیاطین کے وجود کا انکار دراصل قرآن اور متواتر احادیث کا جحود وتکذیب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جنات کے بارے میں ایک مستقل سورت نازل فرمائی، جس کا نام ''سورت جن'' ہے۔ یہ جنات کے وجود پر بین دلیل ہے۔

❁ علامہ ابوعبداللہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

سُورَةُ الْجِنِّ تَقْضِي بِذٰلِكَ .

''سورت جن جنات کے وجود پر دلیل ہے۔''

(تفسير القرطبي : 50/2)

جنات کے وجود پر امت کا اجماع ہے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

قَدِ اتَّفَقَ عَلَيْهِ أَئِمَّةُ الْإِسْلَامِ كَمَا اتَّفَقُوا عَلٰى وُجُودِ الْجِنِّ .

''(جن انسان میں داخل ہوسکتا ہے۔) اس کے جواز پر ائمہ اسلام کا اتفاق ہے، اسی طرح جنات کے وجود پر بھی اتفاق ہے۔''

(الرّدّ على المنطقيين، ص 470)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ نیز فرماتے ہیں:

وُجُودُ الْجِنِّ ثَابِتٌ بِكِتَابِ اللّٰهِ، وَسُنَّةِ رَسُولِهٖ، وَاتِّفَاقِ سَلَفِ الْأُمَّةِ، وَأَئِمَّتِهَا، وَكَذٰلِكَ دُخُولُ الْجِنِّيِّ فِي بَدَنِ الْإِنْسَانِ ثَابِتٌ بِاتِّفَاقِ أَئِمَّةِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ .

''جنوں کا وجود کتاب وسنت سے ثابت ہے، اس پر اسلاف امت اور ائمہ اہل سنت کا اجماع ہے۔ اسی طرح ائمہ اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ جن انسانی بدن میں داخل ہوسکتا ہے۔''

(الفتاوى الكبرىٰ : 12/3، مجموع الفتاوى : 277/24)

❁ علامہ احمد قسطلانی رحمہ اللہ (۹۲۳ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ دَلَّتْ عَلٰى وُجُودِهِمْ نُصُوصُ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ مَعَ إِجْمَاعِ كَافَّةِ الْعُلَمَاءِ فِي عَصْرِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ عَلَيْهِ وَتَوَاتَرَ نَقْلُهٗ عَنِ الْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِمْ تَوَاتُرًا ظَاهِرًا يَعْلَمُهُ الْخَاصُّ وَالْعَامُّ فَلَا عِبْرَةَ بِإِنْكَارِ الْفَلَاسِفَةِ وَالْبَاطِنِيَّةِ وَغَيْرِهِمْ ذٰلِكَ .

''جنات کے وجود پر کتاب وسنت کی نصوص دلیل ہیں، اس کے ساتھ ساتھ صحابہ وتابعین کے اہل علم کا اجماع ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام سے جنات کا وجود تواتر کے ساتھ منقول ہے، جسے ہر خاص وعام جان سکتا ہے، لہٰذا فلاسفہ اور باطنیہ وغیرہ کے جنات کے انکار کا کوئی اعتبار نہیں۔''

(شرح القسطلاني : 303/5)

❁ علامہ مناوی رحمہ اللہ (۱۰۳۱ھ) لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ وُجُودَ الْجِنِّ مِمَّا انْعَقَدَ عَلَيْهِ الْإِجْمَاعُ وَنَطَقَ بِهِ كَلَامُ اللّٰهِ وَالْأَنْبِيَاءُ .

''جنات کے وجود پر اجماع منعقد ہو چکا ہے، قرآن کریم اور انبیائے کرام علیہم السلام ان کے وجود کو بیان کیا ہے۔''

(فيض القدير : 365/3)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) ایک حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى وُجُودِهِمْ وَهُوَ مَذْهَبُ أَهْلِ الْحَقِّ، وَقَدْ تَظَاهَرَتْ عَلَيْهِ دَلَائِلُ الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ الصَّرِيحَةِ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ جنات کا وجود ہے، یہ اہل حق کا مذہب ہے۔ اس پر قرآن وسنت کے دلائل بالکل واضح ہیں۔''

(الإيجاز، ص 192)

❁ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں یوں باب قائم کیا ہے:

بَابُ ذِكْرِ الْجِنِّ وَثَوَابِهِمْ وَعِقَابِهِمْ .

''جنات (کے وجود) اور ان کے ثواب وعقاب کا بیان۔''

اس تبویب سے امام بخاری رحمہ اللہ دو باتیں ثابت کرنا چاہتے ہیں؛

① جنات کا وجود ② جنات کا مکلّف ہونا۔

قرآن کریم میں بہت ساری آیات ہیں، جو جنات اور شیاطین کے وجود کو ثابت کرتی ہیں۔ فلاسفہ برے لوگ ہیں، وہ جنات کا انکار کرتے ہیں۔ عقلی طور پر جنات کے وجود کو محال سمجھتے ہیں، علمائے حق نے ان کے ایک ایک شبہ کو مسکت جواب دیا ہے۔

جنات کا وجود قرآن، متواتر احادیث اور اجماعِ امت سے ثابت ہے۔ تیس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قریب قرآنی آیات اس پر دلالت کناں ہیں، البتہ جہمیہ، معتزلہ، فلاسفہ، جمہور قدریہ اور زنادقہ وملاحدہ جنات کی وجود کی حقیقت کے منکر ہیں۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں:

''تمام فرق ہائے مسلمہ کا اتفاق ہے کہ جنات کا وجود ہے اور محمد کریم ﷺ کی رسالت ان کے لیے بھی ہے۔ کفار کے اکثر گروہ بھی جنوں کی حقیقت تسلیم کرتے ہیں، یہود و نصاریٰ بھی مسلمانوں کی طرح جنات کا وجود تسلیم کرتے ہیں، گو کچھ منکر بھی ہیں، معدودے چند منکر تو مسلمانوں میں بھی ہیں۔ کچھ غالی مسلمانوں اور معتزلہ کی جماعتوں میں ایسے لوگ موجود ہیں، لیکن اکثر جماعتیں اور ان کے ائمہ جنات کا وجود مانتے ہیں، کیوں کہ جنات کے وجود سے متعلق انبیاء کے واقعات اس قدر متواتر ہیں کہ جنہیں مانے بغیر چارہ نہیں۔ یہ بھی ماننا پڑے گا کہ وہ زندہ، صاحب عقل، خود مختار، بلکہ شریعت کے مکلّف ہیں۔ یہ کوئی عارضہ یا وہم نہیں جو بعض انسانوں کو لاحق ہو جاتا ہے، جیسا کہ بعض ملحدوں کا خیال ہے۔ جب جنوں کا معاملہ اس قدر متواتر ہے کہ جسے ہر خاص و عام بخوبی سمجھ سکتا ہے، تو پھر رسولوں پر ایمان رکھنے والی اتنی بڑی جماعت کے لیے جنات کی حقیقت کا انکار ممکن نہیں۔''

(مجموع الفتاویٰ: 10/19)

❁ علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) لکھتے ہیں:

''اہل سنت جنات کا وجود مانتے ہیں۔ معتزلہ انکاری ہیں، جو کہ قرآن وسنت اور اجماع امت کی مخالفت ہے، بلکہ کفر ہے، اس سے جنات کے وجود پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دلالت کرنے والی قطعی نصوص کا انکار لازم آتا ہے۔ تب ہی تو بعض مالکیہ نے کہا ہے: جنات کے وجود کا منکر کافر ہے، کیوں کہ اس سے قرانی نص، احادیث متواترہ اور اجماع کا انکار لازم آتا ہے۔ جنات کا مکلّف ہونا ایک قطعی حقیقت ہے، اسی لیے تو ان سے قرآن میں گناہوں کی معافی اور الم ناک عذاب سے رہائی کا وعدہ کیا گیا ہے۔''

(الفتاوى الحديثيّة، ص 89)

معلوم ہوا کہ جو جنات کے وجود کا منکر ہے، وہ قرآن، احادیث متواترہ اور اجماع امت کے انکار کرنے کی وجہ سے کافر ہے۔

① فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ﴾

(الأنعام: ۱۱۲)

''ہم نے ہر نبی کے انسانوں اور جنوں میں سے شیاطین دشمن بنائے تھے۔''

② نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السَّمُومِ﴾(الحجر: ۲۷)

''ہم نے انسانوں سے پہلے جنوں کو شعلے مارتی آگ سے پیدا کیا۔''

③ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِنْ نَارٍ﴾(الرّحمٰن: ۱۵)

''اللہ نے جنوں کو شعلے مارتی آگ سے پیدا کیا۔''

جنات کے وجود پر متواتر احادیث ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ

(صحيح مسلم : 2236)

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

(صحيح البخاري :461، صحيح مسلم :541)

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

(صحيح البخاري :3431، صحيح مسلم : 2366)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

(صحيح البخاري : 773، صحيح مسلم : 449، واللّفظ لهٗ)

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

(صحيح مسلم : 450)

❁ علامہ رازی رحمہ اللہ (۶۰۶ھ) فرماتے ہیں:

اشْتَهَرَ وَبَلَغَ مَبْلَغَ التَّوَاتُرِ مِنْ خُرُوجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْجِنِّ وَقِرَاءَتِهٖ عَلَيْهِمْ، وَدَعْوَتِهٖ إِيَّاهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ .

''تواتر کی حد تک مشہور ہے کہ نبی کریم ﷺ لیلۃ الجن کو نکلے، آپ ﷺ نے جنات پر قرآن کریم کی تلاوت کی اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔''

(تفسير الرّازي :84/1)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ، وَّخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِّنْ نَارٍ، وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''فرشتے نور سے اور جنات شعلے مارتی آگ سے پیدا ہوئے۔ سیدنا آدم علیہ السلام کے تخلیقی مرحلہ سے تو آپ پہلے ہی آگاہ ہیں۔''

(صحيح مسلم : 2996)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہڈی اور لید جنوں کی خوراک ہے۔ میرے پاس نصیبین (مدینے کی بستی) کے جنوں کا وفد آیا، کیا ہی اچھے جن تھے، مجھ سے اشیائے خوردنی کا سوال کرنے لگے، میں نے اللہ سے دعا کی کہ انہیں ملنے والی ہر ہڈی پر کھانا مل جائے۔''

(صحيح البخاري : 3860)

ہر انسان کے ساتھ مؤکل جن ہوتا ہے، جو اسے گناہ پر ابھارتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی تھا، مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے وہ جن مطیع ہو گیا تھا، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بھی گناہ کی دعوت نہیں دیتا تھا، بلکہ خیر و بھلائی کا ہی کہتا تھا۔

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ، إِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهِ قَرِينُهُ مِنَ الْجِنِّ قَالُوا : وَإِيَّاكَ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ : وَإِيَّايَ، إِلَّا أَنَّ اللّٰهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمَ، فَلَا يَأْمُرُنِي إِلَّا بِخَيْرٍ .

''ہر ایک کے ساتھ ایک جن (شیطان) مقرر کیا گیا ہے، صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا آپ کے ساتھ بھی ہے؟ فرمایا: جی ہاں، میرے ساتھ بھی ہے، مگر اللہ تعالیٰ نے اس پر میری مدد کی ہے، وہ مطیع ہو گیا ہے، اب وہ مجھے صرف خیر کا ہی حکم دیتا ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(صحيح مسلم : 2814)

اس کا معنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ جن مسلمان ہو گیا تھا۔ ان دونوں صورتوں میں «فَأَسْلَمَ» (میم پر زبر) ہوگا۔

«فَأَسْلَمُ» (میم پر پیش) کی صورت میں معنی یہ ہوگا کہ اللہ کی مدد سے میں اس جن سے محفوظ ہو گیا ہوں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِذَا جِنِّيٌّ قَائِمٌ بَيْنَ يَدَيَّ .

''ایک جن میرے سامنے کھڑا تھا۔''

(السّنن الكبرىٰ للنّسائي : 7963، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''جب کسی ایسے بادشاہ کے پاس جانا ہو، جس سے لوگ خوف کھاتے ہوں اور اس کے شر کا ڈر ہو، تو تین مرتبہ یہ دُعا پڑھیں:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اللّٰهُ اَعَزُّ مِنْ خَلْقِهٖ جَمِيعًا، اللّٰهُ اَعَزُّ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ، اَعُوذُ بِاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْمُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ اَنْ يَّقَعْنَ عَلَى الْاَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهٖ مِنْ شَرِّ عَبْدِكَ فُلَانٍ وَجُنُودِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَاَشْيَاعِهِمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ، اَللّٰهُمَّ كُنْ لِي جَارًا مِنْ شَرِّهِمْ، جَلَّ ثَنَاؤُكَ وَعَزَّ جَارُكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ لَا إِلٰهَ غَيْرُكَ .

''اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے، وہ ساری مخلوق سے زیادہ غلبے والا ہے، جن سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ڈرتا ہوں، اللہ ان سے زیادہ غلبے والا ہے، میں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں، جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، جو ساتوں آسمانوں کو تھامے ہوئے ہے، انہیں زمین پر نہیں گرنے دیتا، مگر جب اس کا اذن ہوگا۔ اللہ! میں تیرے فلاں بندے کے شر، اس کے لشکر، اس کے ساتھیوں اور اس کی جماعتوں کے شر سے خواہ وہ جنات میں سے ہوں یا انسانوں میں سے، پناہ طلب کرتا ہوں، اللہ! تُو مجھے ان کے شر سے بچا، تیری بڑی تعریف ہے اور جو تجھ سے پناہ طلب کرے، وہ باعزت ہے، تیرا نام برکت والا ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔''

(الدُّعا للطَّبَراني : 1060؛ الأدب المفرد للبخاري : 708، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

الْجِنُّ عَلٰى ثَلَاثَةِ أَصْنَافٍ؛ صِنْفٌ كِلَابٌ وَحَيَّاتٌ، وَصِنْفٌ يَطِيرُونَ فِي الْهَوَاءِ، وَصِنْفٌ يَحُلُّونَ وَيَظْعَنُونَ .

''جنات کی تین قسمیں ہیں؛ ایک قسم کتوں اور سانپوں کی شکل میں ہوتی ہے، ایک قسم فضا میں اڑتی ہے اور ایک قسم (مختلف جگہوں پر) سکونت اختیار کرتی ہیں۔''

(صحيح ابن حبان : 6156، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ (۳۷۰۲) نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ وہب بن منبہ رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

سُئِلَ عَنِ الْجِنِّ مَا هُمْ وَهَلْ يَأْكُلُونَ وَيَشْرَبُونَ وَيَمُوتُونَ وَيَتَنَاكَحُونَ؟ قَالَ : هُمْ أَجْنَاسٌ، فَأَمَّا الَّذِينَ هُمْ خَالِصُ الْجِنِّ فَهُمْ رِيحٌ لَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَأْكُلُونَ وَلَا يَشْرَبُونَ وَلَا يَتَوَالَدُونَ وَمِنْهُمْ أَجْنَاسٌ يَأْكُلُونَ وَيَشْرَبُونَ وَيَتَنَاكَحُونَ وَيَتَوَالَدُونَ وَيَمُوتُونَ وَمِنْهُمُ السَّعَالِي وَالْغُولُ وَالْقُطْرُبُ وَأَشْبَاهُ ذٰلِكَ .

''آپ رحمہ اللہ سے جنات کے متعلق پوچھا گیا کہ یہ کیسی مخلوق ہیں، کیا یہ کھاتے، پیتے ہیں، انہیں موت آتی ہے اور کیا یہ نکاح کرتے ہیں؟ فرمایا: جنات کی کئی قسمیں ہیں۔ ان میں جو خالص جن ہیں، وہ تو ہوا کی طرح ہیں، نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں اور نہ ان میں توالد وتناسل کا سلسلہ ہے۔ جنات کی ایک قسم وہ ہے، جو کھاتے پیتے ہیں، نکاح کرتے ہیں، ان میں توالد وتناسل ہے اور وہ مرتے ہیں۔ جنات کی بعض قسموں میں سعالی (جادوگر جنات)، غول (راستوں سے بھٹکانے والے شیاطین)، قطرب (چیزیں غائب کرنے والے بھوت) وغیرہ شامل ہیں۔''

(تفسير الطّبري : 100/17، العظّمة لأبي الشّيخ : 1083، التّمهيد لابن عبد البر : 117/11، وسندهٗ حسنٌ)

جنات اور شیاطین کے وجود کا انکار کفر ہے۔

❀ حافظ ابن بطہ رحمہ اللہ (۳۸۷ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ أَنْكَرَ أَمْرَ الْجِنِّ، وَكَوْنَ إِبْلِيسَ وَالشَّيَاطِينَ وَالْمَرَدَةِ، وَإِغْوَاءَ هُمْ بَنِي آدَمَ فَهُوَ كَافِرٌ بِاللّٰهِ، جَاحِدٌ بِآيَاتِهٖ، مُكَذِّبٌ بِكِتَابِهٖ .

''جس نے جنات، ابلیس، شیاطین، سرکش شیاطین اور ان کا انسانوں کو گمراہ کرنے کا انکار کیا، وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے والا، اس کی آیات کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جھٹلانے والا اور اس کی کتاب کی تکذیب کرنے والا ہے۔''

(الأبانة الصغرىٰ، ص 141، رقم المسئلة : 278)

❁ علامہ ابوعبداللہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَنْكَرَ جَمَاعَةٌ مِنْ كَفَرَةِ الْأَطِبَّاءِ وَالْفَلَاسِفَةِ الْجِنَّ ..... اجْتِرَاءً عَلَى اللّٰهِ وَافْتِرَاءً، وَالْقُرْآنُ وَالسُّنَّةُ تَرُدُّ عَلَيْهِمْ .

''کافر اطباء اور فلاسفہ میں ایک جماعت نے جنات کے وجود کا انکار کیا ہے۔ .....یہ اللہ تعالیٰ پر جسارت اور بہتان ہے۔ قرآن وسنت ان کا رد کرتے ہیں۔''

(تفسير القرطبي : 6/19)

❁ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ وغیرہ سے نقل کرتے ہیں:

لَمْ يُخَالِفْ أَحَدٌ مِنْ طَوَائِفِ الْمُسْلِمِينَ فِي وُجُودِ الْجِنِّ، وَجُمْهُورُ طَوَائِفِ الْكُفَّارِ عَلٰى إِثْبَاتِ الْجِنِّ وَإِنْ وُجِدَ فِيهِمْ مَنْ يُنْكِرُ ذٰلِكَ فَكَمَا يُوجَدُ فِي بَعْضِ طَوَائِفِ الْمُسْلِمِينَ كَالْجَهْمِيَّةِ وَالْمُعْتَزِلَةِ، مَنْ يُنْكِرُ ذٰلِكَ، وَإِنْ كَانَ جُمْهُورُ الطَّائِفَةِ وَأَئِمَّتِهَا مُقِرِّينَ بِذٰلِكَ، وَهٰذَا لِأَنَّ وُجُودَ الْجِنِّ قَدْ تَوَاتَرَتْ بِهِ أَخْبَارُ الْأَنْبِيَاءِ، عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، تَوَاتُرًا مَعْلُومًا بِالْاِضْطِرَارِ، وَقَالَ إِمَامُ الْحَرَمَيْنِ فِي كِتَابِهِ الشَّامِلِ : اِعْلَمُوا، رَحِمَكُمُ اللّٰهُ، إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْفَلَاسَفَةِ وَجَمَاهِيرَ الْقَدَرِيَّةِ وَكَافَّةَ الزَّنَادِقَةِ أَنْكَرُوا الشَّيَاطِينَ وَالْجِنَّ رَأْسًا .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''(مجموع الفتاوی لابن تیمیہ: ۱۰/ ۱۹ میں ہے کہ) مسلمانوں کے کسی گروہ نے جنات کے وجود میں اختلاف نہیں کیا، اسی طرح کفار کے اکثر گروہ جنات کا وجود مانتے ہیں، اگر ان میں کوئی فرقہ جنات کے وجود کا منکر ہے، تو مسلمانوں میں سے بھی بعض گروہ مثلاً جہمیہ اور معتزلہ جنات کے وجود کا انکار کرتے ہیں، البتہ اکثر گروہ اور ان کے ائمہ جنات کے وجود کے اقراری ہیں، اس لیے کہ جنات کے وجود پر انبیائے کرام علیہم السلام کی حکایات اتنی متواتر ہیں کہ ان کا انکار ممکن نہیں۔ امام الحرمین رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الشامل'' میں فرمایا: ''اللہ آپ پر رحم کرے! جان لیجئے کہ بہت سے فلاسفہ، اکثر قدریہ اور تمام زنادقہ نے شیاطین اور جنات کے وجود کا سرے سے انکار کر دیا ہے۔''

(عُمدة القاري : 15/182)

❁ علامہ آلوسی رحمہ اللہ (۱۲۷۰ھ) فرماتے ہیں:

نَفْيُ ذٰلِكَ كُفْرٌ صَرِيحٌ .

''جنات کا انکار صریح کفر ہے۔''

(روح المَعاني : 15/93)

تفصیل کے لیے علامہ محمد بن عبد اللہ شبلی حنفی رحمہ اللہ (۷۶۹ھ) کی کتاب ''آکام المرجان فی احکام الجان'' ملاحظہ فرمائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۲۱)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا هَمَمْتُ بِقَبِيحٍ مِمَّا يَهُمُّ بِهِ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ إِلَّا مَرَّتَيْنِ مِنَ الدَّهْرِ كِلْتَاهُمَا عَصَمَنِي اللّٰهُ مِنْهُمَا، قُلْتُ لَيْلَةً لِفَتًى كَانَ مَعِي مِنْ قُرَيْشٍ بِأَعْلَى مَكَّةَ فِي غَنَمٍ لِأَهْلِنَا نَرْعَاهَا: أَبْصِرْ لِي غَنَمِي حَتّٰى أَسْمُرَ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ بِمَكَّةَ كَمَا يَسْمُرُ الْفِتْيَانُ، قَالَ: نَعَمْ، فَخَرَجْتُ، فَلَمَّا جِئْتُ أَدْنٰى دَارٍ مِنْ دُورِ مَكَّةَ سَمِعْتُ غِنَاءً، وَصَوْتَ دُفُوفٍ، وَمَزَامِيرَ، قُلْتُ: مَا هٰذَا؟ قَالُوا: فُلَانٌ تَزَوَّجَ فُلَانَةَ لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ قُرَيْشٍ، فَلَهَوْتُ بِذٰلِكَ الْغِنَاءِ، وَبِذٰلِكَ الصَّوْتِ حَتّٰى غَلَبَتْنِي عَيْنِي، فَنِمْتُ فَمَا أَيْقَظَنِي إِلَّا مَسُّ الشَّمْسِ، فَرَجَعْتُ إِلٰى صَاحِبِي، فَقَالَ: مَا فَعَلْتَ؟ فَأَخْبَرْتُهُ، ثُمَّ فَعَلْتُ لَيْلَةً أُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ، فَخَرَجْتُ، فَسَمِعْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَقِيلَ لِي مِثْلُ مَا قِيلَ لِي، فَسَمِعْتُ كَمَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سَمِعْتُ، حَتّٰى غَلَبَتْنِي عَيْنِي، فَمَا أَيْقَظَنِي إِلَّا مَسُّ الشَّمْسِ، ثُمَّ رَجَعْتُ إِلٰى صَاحِبِي، فَقَالَ لِي : مَا فَعَلْتَ؟ فَقُلْتُ : مَا فَعَلْتُ شَيْئًا، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : فَوَاللّٰهِ، مَا هَمَمْتُ بَعْدَهُمَا بِسُوءٍ مِمَّا يَعْمَلُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ، حَتّٰى أَكْرَمَنِي اللّٰهُ بِنُبُوَّتِهِ.

''اہل جاہلیت کی طرح میں نے کبھی ناپسندیدہ اُمور کا قصد نہیں کیا، سوائے دو مرتبہ کے، ان سے بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے بچالیا۔ میں اور ایک قریشی نوجوان بالائی مکہ میں گھر والوں کی بکریاں چراتے تھے، میں نے اس نوجوان سے کہا: میری بکریوں کا دھیان رکھنا، دوسرے لڑکوں کی طرح میں بھی یہ رات مکہ میں بسر کرنا چاہتا ہوں۔ اس جوان نے کہا: جی ٹھیک ہے، تو میں وہاں سے نکلا، جب مکہ کے قریب پہنچا، تو میں نے گانے، دَف اور مزامیر کی آواز سنی، میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ لوگ کہنے لگے: فلاں قریشی آدمی کی فلاں قریشی عورت سے شادی ہے۔ میں بھی اس گانے اور آواز میں مشغول ہوا، تو مجھ پر نیند غالب آ گئی اور سو گیا، میری آنکھ اسی وقت کھلی، جب سورج طلوع ہو چکا تھا۔ میں اپنے ساتھی کے پاس واپس گیا، اس نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ میں نے سارا قصہ کہا۔ پھر ایک رات میں نے ایسا ہی کیا، میں (بکریاں ساتھی کے حوالے کر کے) وہاں سے نکلا، تو اسی طرح کی آواز سنی، تو مجھے وہی بات بتائی گی، جو پہلے بتائی گئی تھی۔ تو پہلے کی طرح میں پھر آواز سننے لگا، حتیٰ کہ مجھ پر نیند غالب آ گئی اور مجھے سورج کی کرنوں نے ہی بیدار کیا، پھر اپنے ساتھی کے پاس واپس لوٹ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آیا، اس نے پوچھا: کیا ہوا؟ میں نے کہا: میں نے کچھ نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو) فرمایا: اللہ کی قسم! ان دو دفعہ کے بعد میں نے کبھی اہل جاہلیت کی طرح کسی ناپسندیدہ چیز کا ارادہ نہیں کیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت سے سرفراز کر دیا۔''

(صحيح ابن حبان: 6272)

جواب: سند ضعیف ہے۔ محمد بن عبداللہ بن قیس بن مخرمہ مجہول الحال ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ۷/ ۳۸۰'' میں ذکر کیا ہے۔ محمد بن عبداللہ بن قیس کو بخاری و مسلم کا راوی قرار دینا خطا ہے، ان کی کوئی روایت صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں نہیں۔

سوال: کیا نبی کریم ﷺ بچپن میں برہنہ ہوئے؟

جواب: سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ الْحِجَارَةَ لِلْكَعْبَةِ وَعَلَيْهِ إِزَارُهُ، فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ عَمُّهُ: يَا ابْنَ أَخِي، لَوْ حَلَلْتَ إِزَارَكَ فَجَعَلْتَ عَلٰى مَنْكِبَيْكَ دُونَ الْحِجَارَةِ، قَالَ: فَحَلَّهُ فَجَعَلَهُ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ، فَسَقَطَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ، فَمَا رُئِيَ بَعْدَ ذٰلِكَ عُرْيَانًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ خانہ کعبہ کی تعمیر کے لیے پتھر اٹھا کر لے جاتے تھے، آپ نے ازار پہنا ہوا تھا، چچا عباس نے کہا: بھتیجے! اگر آپ اپنا ازار کھول کر اسے کندھے پر پتھر کے نیچے رکھ لیں، آپ ﷺ نے ایسا کیا، تو غشی کھا کر گر گئے، اس کے بعد آپ ﷺ عریان نظر نہیں آئے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري : 364، صحيح مسلم : 340)

یہ نبی کریم ﷺ کے بچپن کا واقعہ ہے۔ جب آپ ﷺ نے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے کہنے پر ایسا کیا، تو اللہ تعالیٰ نے کرامۃً آپ پر غشی طاری کر دی۔ اس کے بعد آپ ﷺ کبھی عریاں نہیں ہوئے۔ اس بنا پر حدیث پر اعتراض کرنا درست نہیں۔

سوال: کیا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر رشک کرتی تھیں؟

جواب: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر رشک کرتی تھیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ہر موقع پر تذکرہ کرتے تھے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

مَا غِرْتُ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيجَةَ، وَمَا رَأَيْتُهَا، وَلٰكِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا، وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا أَعْضَاءً، ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِي صَدَائِقِ خَدِيجَةَ، فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهُ : كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَأَةٌ إِلَّا خَدِيجَةُ، فَيَقُولُ : إِنَّهَا كَانَتْ، وَكَانَتْ، وَكَانَ لِي مِنْهَا وَلَدٌ .

”نبی کریم ﷺ کی کسی بیوی پر میں نے اتنی غیرت نہیں کھائی، جتنی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر کھائی، حالانکہ میں نے انہیں دیکھا تک نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بہت زیادہ تذکرہ کیا کرتے تھے۔ جب کبھی کوئی بکری ذبح کرتے، تو اس کے کچھ حصے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھیجتے۔ کئی بار تو میں نبی کریم ﷺ کو کہہ دیتی کہ (مجھے تو) لگتا ہے کہ آپ کی دنیا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں صرف ایک ہی بیوی ہے اور وہ ہے خدیجہ۔ تو نبی کریم ﷺ فرماتے: خدیجہ تو خدیجہ تھیں، اللہ نے مجھے اُن سے اولاد دی ہے۔''

(صحيح البخاري : 3818، صحيح مسلم : 2435)

سوال: کیا نبی کریم ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے رہتے کوئی دوسری شادی کی؟

جواب: جب تک سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا زندہ رہیں، نبی کریم ﷺ نے کوئی دوسری شادی نہ کی۔ آپ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد کئی شادیاں کیں۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

لَمْ يَتَزَوَّجِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خَدِيجَةَ حَتّٰى مَاتَتْ.

''سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات تک نبی کریم ﷺ نے دوسری شادی نہیں کی۔''

(صحيح مسلم : 2436)

یہ روایت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت پر واضح دلیل ہے، آپ کی وفا شعاری اس قدر تھی کہ آپ رضی اللہ عنہا کے ہوتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے دوسری شادی نہ کی۔

سوال: کیا اہل عرب زمانہ جاہلیت میں اپنی اولاد کو قتل کرتے تھے؟

جواب: اہل عرب میں بعض جاہل اور ظالم اپنی اولادوں کو بھی قتل کر دیتے تھے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ﴾

(الأنعام : ١٣٥)

''اسی طرح مشرکوں کے لیے ان کے شرکاء نے اپنی ہی اولاد کو قتل کرنا مزین کر دیا تھا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا الْمَوْءُ ودَةُ سُئِلَتْ، بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ﴾(التّكوير : ٨-٩)

''جب زندہ درگور (بچی) سے پوچھا جائے گا، کس گناہ کی پاداش میں اسے قتل کیا گیا؟''

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

إِذَا سَرَّكَ أَنْ تَعْلَمَ جَهْلَ الْعَرَبِ، فَاقْرَأْ مَا فَوْقَ الثَّلَاثِينَ وَمِائَةٍ فِي سُورَةِ الْأَنْعَامِ : ﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾(الأنعام : ١٤٠)

''اگر آپ اہل عرب کی جہالت جاننا چاہتے ہیں، تو سورت انعام میں ایک سو تیس (۱۳۰) نمبر آیت سے آگے تلاوت کرلیں، فرمان الٰہی ہے: ﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾(الأنعام : ١٤٠) ''یقیناً وہ لوگ خسارے میں ہیں، جنہوں نے بیوقوفی کرتے ہوئے بغیر علم کے اپنی ہی اولاد کو قتل کر دیا۔''

(صحيح البخاري : 3524)

سوال: کیا نبی کریم ﷺ کو بعثت سے قبل کسی پتھر سے سلام کیا؟

جواب: نبی کریم ﷺ کو نبوت سے پہلے بعض پتھر سلام کرتے تھے، نبی کریم ﷺ اسے جانتے پہنچانتے تھے۔

❁ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنِّي لَأَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُبْعَثَ إِنِّي لَأَعْرِفُهُ الْآنَ .

''میں مکہ میں ایک پتھر کو جانتا ہو، جو میرے نبی بننے سے پہلے مجھے سلام کرتا تھا، میں اسے ابھی بھی پہچانتا ہو۔''

(صحيح مسلم : 2277)

یہ نبی کریم ﷺ کا معجزہ تھا۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ مُعْجِزَةٌ لَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''یہ نبی کریم ﷺ کا معجزہ تھا۔''

(شرح مسلم : 36/15)

سوال: کیا امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ قبروں سے تبرک حاصل کرتے تھے؟

جواب: قبروں سے تبرک لینا جائز نہیں، ان کا احترام واجب ہے۔ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ بھی قبروں کا احترام کرتے تھے، ان کے آداب کو ملحوظ رکھتے تھے، عاجزی وانکساری کے ساتھ دعا کرتے تھے۔

❁ ابوبکر، محمد بن مؤمل بن حسین بن عیسیٰ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجْنَا مَعَ إِمَامِ أَهْلِ الْحَدِيْثِ، أَبِي بَكْرِ بْنِ خُزَيْمَةَ، وَعَدِيْلِهِ أَبِي عَلِيٍّ الثَّقَفِيِّ، مَعَ جَمَاعَةٍ مِّنْ مَّشَائِخِنَا، وَهُمْ إِذْ ذَاكَ مُتَوَافِرُوْنَ، إِلٰى زِيَارَةِ قَبْرِ عَلِيِّ بْنِ مُوْسَى الرِّضَا بِطُوْسَ، قَالَ : فَرَأَيْتُ مِنْ تَعْظِيْمِهِ، يَعْنِي ابْنَ خُزَيْمَةَ، لِتِلْكَ الْبُقْعَةِ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَتَوَاضُعِهٖ لَهَا، وَتَضَرُّعِهٖ عِنْدَهَا، مَا تَحَيَّرْنَا .

''ہم امام اہل حدیث، ابوبکر بن خزیمہ رحمہ اللہ کے ساتھ نکلے۔ ان کے ہم رُکاب ابوعلی ثقفی اور مشائخ کی ایک بڑی جماعت ان کے ہمراہ تھی۔ ہم سارے اکٹھے ہو کر طوس میں علی بن موسیٰ رضا کی قبر کی طرف گئے۔ میں نے امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ کو زمین کے اس ٹکڑے کی تعظیم کرتے دیکھا اور اس قبر کے سامنے ان کی عاجزی اور انکساری دیکھ کر ہم حیران رَہ گئے تھے۔''

(تهذيب التّهذيب لابن حَجَر : 388/7، وسندهٗ حسنٌ)

زیارتِ قبور کے وقت آداب کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔ اگر قبروں کے احترام کو تعظیم کا نام دیا جائے، تو یہ جائز ہے، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ اس قبر کے پاس عاجزی وانکساری کے ساتھ دعا کر رہے ہوں گے، نہ کہ اس قبر سے تبرک حاصل کر رہے تھے، کیونکہ دورانِ زیارت قبروں سے تبرک جائز نہیں، نہ قبر والوں سے دُعا ومناجات مشروع ہے۔

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے اہل بیت کے ایک فرد کی قبر کی زیارت کی، نیز قبر پر دعا بھی کی، یقیناً یہ دعا صاحب قبر کے لیے تھی، نہ کہ اپنے لیے۔

اس واقعہ سے کسی طرح یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ نیک لوگوں کی قبروں پر دعا زیادہ قبول ہوتی ہے، نہ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ اس کے قائل تھے۔ اگر ایسا ہوتا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سب سے زیادہ حق دار تھی کہ آپ کی قبر پر اسلاف اُمت دعا کی اجابت کی غرض سے دعائیں کرتے، جبکہ یہ ثابت نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے علاوہ کسی نبی کی قبر کا علم نہیں دیا گیا، اگر قبروں سے فیض حاصل ہوتا، تو انبیا کی قبریں کا علم دیا جاتا، جبکہ ان کا تعین معلوم نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ محدث عبدالعزیز بن احمد ابومحمد کتانی رحمہ اللہ (466ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَتَّفِقِ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى مَعْرِفَةِ عَيْنِ قَبْرِ نَبِيٍّ وَّصَحَابِيٍّ غَيْرِ قَبْرِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَبْرِ صَاحِبَيْهِ أَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا .

''مسلمان کسی نبی یا صحابی کی قبر کی تعیین پر متفق نہیں ہوئے، سوائے رسول اللہ ﷺ اور جناب ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے قبروں کے۔''

(تاريخ ابن عساكر : 418/2)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَثْبُتْ سِوٰى قَبْرِ نَبِيِّنَا .

''ہمارے نبی ﷺ کی قبر کے علاوہ کسی نبی کی قبر کا تعین ثابت نہیں۔''

(مختصر الفتاوى المصرية، ص 218)

❁ حافظ عراقی رحمہ اللہ (806ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِي قُبُورِ الْأَنْبِيَاءِ مَا هُوَ مُحَقَّقٌ سِوٰى قَبْرِ نَبِيِّنَا .

''انبیا کی قبروں میں سے کوئی ایسی نہیں، جس کے بارے میں بالیقین کہا جا سکے کہ یہ فلاں نبی کی قبر ہے، سوائے رسول اللہ ﷺ کی قبر کے۔''

(طرح التّثريب : 303/3)

❁ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (1014ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّهُ لَمْ يَثْبُتْ تَعْيِينُ قَبْرِ أَحَدٍ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ غَيْرِ قَبْرِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''نبی کریم ﷺ کی قبر کے سوا کسی نبی کی قبر کو یقینی طور پر متعین نہیں کیا جا سکتا۔''

(المَشرَب الوَردي في تحقيق مذهب المَهدي، ص 33)

❁ علامہ اسماعیل حقی حنفی (۱۱۲۷ھ) نے لکھا ہے:

لَا يَصِحُّ قَبْرُ نَبِيٍّ بِعَيْنِهٖ سِوٰى قَبْرِ نَبِيِّنَا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ .

''نبی کریم ﷺ کی قبر کے سوا کسی نبی کی قبر کا تعین ثابت نہیں۔''

(روح البَيان :299/1)

❁ شیخ حماد انصاری رحمہ اللہ (1418ھ) فرماتے ہیں:

مِنَ الْجَدِيرِ بِالذِّكْرِ أَنَّ عُلَمَاءَ السَّلَفِ أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّهٗ لَا يُعْرَفُ قَبْرُ نَبِيٍّ بِعَيْنِهٖ إِلَّا قَبْرُ نَبِيِّنَا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، كَمَا ذَكَرَ ذٰلِكَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ فِي قَاعِدَةِ التَّوَسُّلِ وَالْوَسِيلَةِ وَكِتَابِ الْفُرْقَانِ بَيْنَ أَوْلِيَاءِ الرَّحْمٰنِ وَأَوْلِيَاءِ الشَّيْطَانِ .

''سلف اس بات پر اجماع کر چکے ہیں کہ کسی نبی کی قبر کی تعیین نہیں ہو سکتی، سوائے رسول اللہ ﷺ کی قبر کے، جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب قَاعِدَةُ التَّوَسُّلِ وَالْوَسِيلَةِ اور اَلْفُرْقَانُ بَيْنَ أَوْلِيَاءِ الرَّحْمٰنِ وَأَوْلِيَاءِ الشَّيْطَانِ میں ذکر کیا ہے۔''

(المَجموع في ترجمة العلامة المحدث الشّيخ حماد الأنصاري :320/1)

تابعین، تبع تابعین اور ائمہ دین سے قطعاً ثابت نہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ یا صحابہ کی قبروں سے فیض کے قائل ہوں یا وہاں حصول فیض کے لیے جاتے ہوں۔

سوال: قبر نبوی کی زیارت کی فضیلت میں مروی روایات کا کیا حکم ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: زیارت قبر نبوی کی فضیلت میں مروی روایات ساری کی ساری ضعیف وغیر ثابت ہیں۔

❁ امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الرِّوَايَةُ فِي هٰذَا الْبَابِ فِيهَا لِينٌ .

''اس باب میں مروی تمام روایات ضعیف ہیں۔''

(الضّعفاء الكبير : 170/4)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْأَحَادِيثُ الَّتِي رُوِيَتْ فِي زِيَارَةِ قَبْرِهٖ ضَعِيفَةٌ، بَلْ مَوْضُوعَةٌ .

''نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کے حوالہ سے مروی تمام روایات ضعیف بلکہ من گھڑت ہیں۔''

(الردّ على البِكري : 253)

❁ حافظ ابن عبدالہادی رحمہ اللہ (۷۴۴ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِيهَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ، بَلْ كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ وَّاهِيَةٌ، وَقَدْ بَلَغَ الضُّعْفُ بِبَعْضِهَا إِلَى أَنْ حَكَمَ عَلَيْهِ الْأَئِمَّةُ الْحُفَّاظُ بِالْوَضْعِ .

''ان میں سے کوئی ایک بھی حدیث صحیح نہیں، بلکہ یہ ساری کی ساری ضعیف اور کمزور ہیں، بلکہ بعض کا ضعف تو اتنا شدید ہے کہ ان پر ائمہ دین وحفاظ نے من گھڑت ہونے کا حکم لگایا ہے۔''

(الصّارم المُنكي في الردّ على السُّبكي :21)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طُرُقُ هٰذَا الْحَدِيثِ كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ .

''اس حدیث کی ساری سندیں ضعیف ہیں۔''

(التّلخيص الحبير : 267/2)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَسُبُّوا وَرَقَةَ فَإِنِّي رَأَيْتُ لَهُ جَنَّةً أَوْ جَنَّتَيْنِ .

''ورقہ کو برا نہ کہیں، میں نے اس کی ایک یا دو جنتیں دیکھی ہیں۔''

(مسند البزّار [كشف الأستار] : 2750، المستدرك للحاكم : 4211)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① مرسل ہے، اس کا مرسل ہونا ہی درست ہے، اسے موصول بیان کرنا خطا ہے، جیسا کہ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

(عِلَل الدّارقطني : 3495)

② محمد بن خازم ابو معاویہ ضریر کا عنعنہ ہے۔ ابو معاویہ کی ہشام بن عروہ سے بعض مضطرب روایات ہیں۔

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے ابو معاویہ ضریر کی ہشام بن عروہ سے روایت کے متعلق پوچھا گیا، تو فرمایا:

فِيهَا أَحَادِيثُ مُضْطَرِبَةٌ، يَرْفَعُ مِنْهَا أَحَادِيثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''ان میں کئی مضطرب احادیث ہیں، ان میں سے بعض احادیث کو ابو معاویہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔''

(مسائل أبي داود : 1906)

سوال: درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا زَالَتْ قُرَيْشٌ كَاعَّةً حَتّٰى تُوُفِّيَ أَبُو طَالِبٍ .

''ابو طالب کی وفات تک (کفار) قریش مسلسل بزدلی کا شکار رہے۔''

(المستدرك للحاكم : 4243، دلائل النّبوة للبيهقي : 349/2)

جواب: اس کی سند حسن ہے۔ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے چچا ابو طالب آپ ﷺ کا دفاع کرتے تھے، ان کی وفات تک کسی قریشی کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ نبی کریم ﷺ کو کھلے عام ستا سکے۔

سوال: درج ذیل واقعہ کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

جَاءَ تْ قُرَيْشٌ إِلٰى أَبِي طَالِبٍ، فَقَالُوا : إِنَّ ابْنَ أَخِيكَ يُؤْذِينَا فِي نَادِينَا وَفِي مَجْلِسِنَا فَانْهَهْ عَنْ أَذَانَا، فَقَالَ لِي : يَا عَقِيلُ ائْتِ مُحَمَّدًا، قَالَ : فَانْطَلَقْتُ إِلَيْهِ ..... فَأَتَيْنَاهُمْ، فَقَالَ أَبُو طَالِبٍ : إِنَّ بَنِي عَمِّكَ زَعَمُوا أَنَّكَ تُؤْذِيهِمْ فِي نَادِيهِمْ وَفِي مَجْلِسِهِمْ فَانْتَهِ عَنْ ذٰلِكَ فَحَلَّقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَصَرِهِ إِلَى السَّمَاءِ، فَقَالَ : مَا تَرَوْنَ هٰذِهِ الشَّمْسَ؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالُوا : نَعَمْ، قَالَ : مَا أَنَا بِأَقْدَرَ عَلٰى أَنْ أَدَعَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ عَلٰى أَنْ تُشْعِلُوا مِنْهَا شُعْلَةً، فَقَالَ أَبُو طَالِبٍ : مَا كَذَّبْنَا ابْنَ أَخِي قَطُّ فَارْجِعُوا .

''قریش کے لوگ ابو طالب کے پاس آئے اور کہنے لگے: آپ کا بھتیجا ہمیں ہماری ہی مجلسوں میں تکلیف پہنچاتا ہے، اسے منع کیجئے۔ ابو طالب نے مجھے کہا: عقیل! محمد (ﷺ) کو بلائیے، میں آپ ﷺ کی طرف گیا۔..... ہم حاضر ہوئے، تو ابو طالب نے کہا: (اے محمد ﷺ!) آپ کے چچا زاد کہتے ہیں کہ آپ انہیں ان کی محفلوں میں اذیت دیتے ہیں، ایسا نہ کیا کریں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے آسمان کی طرف نظر دوڑائی اور پوچھا: کیا سورج کو دیکھ رہے ہیں؟ کہنے لگے: جی۔ فرمایا: اگر تم مجھے سورج کا انگارا بھی لا کر دو، میں تب بھی یہ (دعوت) نہیں چھوڑ سکتا۔ تو ابو طالب نے کہا: میرے بھتیجے نے کبھی غلط بیانی نہیں کی، لہٰذا تم واپس چلے جاؤ۔''

(مسند البزّار : 2170، مسند أبي يعلى : 6804، المستدرك للحاكم : 6467)

جواب: اس کی سند حسن ہے۔

سوال: ذیل کی روایت کا کیا حکم ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ .

''خبر معائنہ اور مشاہدہ کی طرح نہیں ہوتی۔''

(مسند الإمام أحمد : 215/1)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: سند صحیح ہے۔ اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۶۲۱۳) ''صحیح'' قرار دیا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (۳۲۵۰) نے بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔ حافظ ابن عبدالہادی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(الكلام على أحاديث مختصر ابن الحاجب، ص 236)

سوال: درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

حُكْمِي عَلَى الْوَاحِدِ حُكْمِي عَلَى الْجَمَاعَةِ .

''میرا ایک پر حکم لگانا، ساری جماعت پر حکم ہے۔''

جواب: بے سند ہے۔

❁ حافظ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا أَصْلَ لَهُ بِهٰذَا اللَّفْظِ .

''ان الفاظ کے ساتھ بے اصل ہے۔''

(تخريج أحاديث المِنهاج : 293)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ أَرَ بِهٰذَا قَطُّ سَنَدًا .

''مجھے اس کی سند کا علم نہیں۔''

(تُحفة الطّالب، ص 245)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا قَدِ اشْتَهَرَ فِي كَلَامِ الْفُقَهَاءِ وَالْأُصُولِيِّينَ، وَلَمْ نَرَ فِي كُتُبِ الْحَدِيثِ .

''یہ فقہا اور اصولیوں کے ہاں مشہور ہے، ہم نے اسے حدیث کی کتابوں میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں پایا۔‘‘

(مُوافقة الخُبر الخَبر :527/1)

❁ حافظ سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ لَهٗ أَصْلٌ كَمَا قَالَهُ الْعَرَاقِيُّ فِي تَخْرِيجِهٖ وَسُئِلَ عَنِ الْمِزِّيِّ وَالذَّهَبِيِّ فَأَنْكَرَاهُ .

’’یہ بے اصل روایت ہے، جیسا کہ حافظ عراقی نے تخریج احادیث المنہاج میں کہا ہے۔ حافظ مزی اور حافظ ذہبی رحمہما اللہ سے پوچھا گیا، تو انہوں نے اس کا انکار کیا۔‘‘

(المَقاصد الحسنة، ص 312)

سوال: کیا ابوجہل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی خواہش کی؟

جواب: جی ہاں۔ (صحیح بخاری: ۴۹۵۸)

سوال: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی صحابی کے قدموں کی چاپ جنت میں سنی؟

جواب: جی ہاں۔ سیدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے قدموں کی چاپ بھی جنت میں سنی۔

(صحیح مسلم : 2456)

سوال: عبدعلی نام رکھنا کیسا ہے؟

جواب: عبدعلی نام رکھنا حرام ہے۔ یہ واضح شرک ہے۔ عبدالعلی نام رکھا جا سکتا ہے، کیونکہ ’’العلی‘‘ اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔

سوال: ذکر کی فضیلت میں مروی اس روایت کا کیا حکم ہے؟

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ اَعْمَالِكُمْ وَاَرْضَاهَا عِنْدَ مَلِيكِكُمْ، وَاَرْفَعِهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ، وَخَيْرٍ لَكُمْ مِنْ إِعْطَاءِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ، وَمِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوا اَعْنَاقَهُمْ، وَيَضْرِبُوا اَعْنَاقَكُمْ؟ قَالُوا : وَمَا ذَاكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ : ذِكْرُ اللّٰهِ .

''سنئے! کیا میں آپ کو بہترین عمل کے متعلق نہ بتاؤں، جو رب کریم کے ہاں انتہائی پسندیدہ اور بلندی درجات کے لئے موزوں ترین ہے، سونا اور چاندی صدقہ کرنے سے افضل ہے، قتال میں دشمن کو قتل کرنے اور شہید ہونے سے بہتر ہے، صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول وہ کون سا عمل ہے؟ فرمایا: اللہ کا ذکر۔''

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا عَمِلَ امْرُؤٌ بِعَمَلٍ اَنْجٰى لَهٗ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ .

''ذکر الٰہی سے بڑھ کر عذاب الٰہی سے نجات دہندہ کوئی عمل نہیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 195/5؛ سنن التّرمذي : 3377؛ سنن ابن ماجه : 3790)

جواب: اس کی سند حسن ہے۔ اسے امام حاکم رحمہ اللہ نے (496/1) ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ (مجمع الزوائد: 73/10) اور حافظ بوصیری رحمہ اللہ (اتحاف الخیرۃ المھرۃ: 372/6) نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

سوال: قرآن فہمی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: قرآن کریم کا حفظ، فہم، عمل اور تبلیغ ضروری ہے۔ ان کے بغیر کوئی چارہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔اُمت کی عافیت اسی میں ہے کہ قرآن کریم کے ساتھ جڑی رہے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

حَاجَةُ الْأُمَّةِ مَاسَّةٌ إِلٰى فَهْمِ الْقُرْآنِ.

''اُمت کی حاجت فہم قرآن پر منحصر ہے۔''

(مقدمة في أصول التّفسير، ص 7)

قرآن فہمی کے لیے اسلاف کے علم پر بھروسا کیا جائے گا، اہل سنت کی کتابوں اور تفاسیر سے استفادہ ضروری ہے۔مارکیٹ میں بعض ایسی تفسیریں ہیں، جو گمراہی اور ضلالت سے اَٹی پڑی ہیں، ان سے اجتناب ضروری ہے، غیر اہل حدیث کی تفسیر درحقیقت تفسیر نہیں، بلکہ تاویل ہے، کیونکہ علم نبوت کے وارث صرف اور صرف محدثین اور ان کے پیروکار ہیں۔

سوال: کیا ضماد ازدی جھاڑ پھونک کرتے تھے؟

جواب: ضماد ازدی رضی اللہ عنہ قبول اسلام سے پہلے جھاڑ پھونک کرتے تھے، قریش کے کہنے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دَم کرنے آئے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر کے مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

(صحيح مسلم: 868)

سوال: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے لیے دعا کی؟

جواب: جی ہاں۔(مسند احمد: ۲/ ۹۵، وسندہ حسن)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیا ہے، نیز کا مفہوم کیا ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِي

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَا تَمْنَعُ يَدَ لَامِسٍ قَالَ : غَرِّبْهَا قَالَ : أَخَافُ أَنْ تَتْبَعَهَا نَفْسِي، قَالَ : فَاسْتَمْتِعْ بِهَا .

''ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میری بیوی فسق کا ارتکاب کرتی ہے، فرمایا: اسے چھوڑ دیں، عرض کیا: مجھے لگتا ہے کہ میں اسے بھلا نہیں پاؤں گا، فرمایا: پھر اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں۔''

(سنن أبي داود : 2049)

جواب: سند حسن ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ مَشْهُورٌ .

''یہ مشہور صحیح حدیث ہے۔''

(تهذيب الأسماء واللّغات : 130/4)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

(الكلام على حديث : إن إمرأتي لا ترد يد لامس، ص1)

❁ نیز سند کو ''صحیح'' بھی کہا ہے۔

(التّلخيص الحبير : 225/3)

❁ حافظ سخاوی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

(الأجوبة المرضية : 535/2)

اس حدیث کا صحیح اور درست مفہوم یہ ہے کہ اس عورت کو غیر محرم مردوں سے گفتگو کی عادت تھی، اس کے شوہر کو یہ اچھا نہیں لگتا تھا، تب انہوں نے نبی کریم ﷺ سے شکایت کی،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو آپ ﷺ نے اسے طلاق کا فرمایا، صحابی نے عرض کیا کہ میں اسے پسند کرتا ہوں، میں اسے بھول نہیں پاؤں گا، تو فرمایا: اسے طلاق نہ دیں، بلکہ اس سے متمتع ہوتے رہیں۔

سوال: کیا قریش نے نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں سے بائیکاٹ کیا؟

جواب: جی ہاں، قریش نے نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں سے مکمل سوشل بائیکاٹ کر دیا تھا، ان سے نکاح اور خرید و فروخت ترک کر دی تھی۔

(صحيح البخاري : 1590، صحيح مسلم : 1314)

سوال: کیا نبی کریم ﷺ نے دوس قبیلہ کے لیے ہدایت کی دعا کی؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے دوس قبیلہ کے لیے ہدایت کی دعا کی۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

قَدِمَ طُفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو الدَّوْسِيُّ وَأَصْحَابُهُ، عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ دَوْسًا عَصَتْ وَأَبَتْ، فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهَا، فَقِيلَ : هَلَكَتْ دَوْسٌ، قَالَ : اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأْتِ بِهِمْ .

طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی نبی کریم ﷺ کے یہاں تشریف لائے اور عرض کیا: اللہ کے رسول! قبیلہ دوس نے نافرمانی کی ہے اور (اسلام قبول کرنے سے) انکار کر دیا ہے، آپ اللہ سے ان کے متعلق بددعا کر دیں، لوگوں نے سمجھا کہ اب دوس ہلاک ہو جائے گا، مگر نبی کریم ﷺ نے یہ دعا کی: ''اللہ! دوس قبیلہ کو ہدایت دے اور انہیں (میرے پاس) لے آ۔''

(صحيح البخاري : 2937، صحيح مسلم : 2524)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۲۲)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: سدرۃ المنتہیٰ کون سے آسمان پر ہے؟

جواب: ایک روایت کے مطابق سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان پر ہے، جبکہ صحیح مسلم (173) کی روایت میں ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ چھٹے آسمان پر ہے۔

تو یہ اصلاً چھٹے آسمان پر ہے، البتہ اس کی شاخیں ساتویں آسمان تک پہنچ گئی ہیں۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

مِنْ عَقْدِ أَئِمَّةِ السُّنَّةِ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ أَنَّ نَبِيَّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِجَ بِهٖ إِلَى السَّمٰوَاتِ الْعُلٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى .

''ائمہ سلف اور خلف کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو آسمانوں سے اوپر سدرۃ المنتہیٰ تک معراج کرائی گئی۔''

(العُلو للعَلِي الغَفّار، ص 102)

سوال: کیا نبی کریم ﷺ کے اسراء و معراج کے متعلق احادیث متواتر ہیں؟

جواب: نبی کریم ﷺ کا اسراء و معراج قرآن، حدیث متواترہ اور اجماع اُمت سے ثابت ہے، اس کا مطلقاً انکار کفر ہے۔

❁ حافظ بغوی رحمہ اللہ (۵۱۰ھ) فرماتے ہیں:

اَلْأَكْثَرُونَ عَلٰى أَنَّهٗ أُسْرِيَ بِجَسَدِهٖ وَرُوحِهٖ فِي الْيَقَظَةِ وَتَوَاتَرَتِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْأَخْبَارُ الصَّحِيحَةُ عَلٰى ذٰلِكَ .

''اکثر اہل علم کے مطابق نبی کریم ﷺ کو حالت بیداری میں جسم اور روح کے ساتھ سیر کرائی گئی۔ اس پر متواتر صحیح احادیث دلالت کناں ہیں۔''

(تفسير البغوي : 105/3)

❁ امام قوام السنہ اصبہانی رحمہ اللہ (۵۳۵ھ) فرماتے ہیں:

ثُمَّ الْأَخْبَارُ الْمُتَوَاتِرَةُ بِالْأَسَانِيدِ الْمُتَّصِلَةِ أَنَّهُ عُرِجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ .

''متواتر اور متصل احادیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو آسمانوں کی طرف معراج کروائی گئی۔'' (الحُجّة في بيان المحجة : 538/1)

❁ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) نے احادیث اسرا کو متواتر قرار دیا ہے۔

(تفسير القُرطبي : 205/10)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمِعْرَاجُ إِنَّمَا كَانَ مِنْ مَكَّةَ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَبِنَصِّ الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ الْمُتَوَاتِرَةِ .

''سفر معراج کا آغاز مکہ سے ہوا، اس پر اہل علم کا اتفاق ہے، نیز قرآنی نص اور متواتر احادیث بھی اسی پر دلالت کرتی ہیں۔'' (مَجموع الفتاوىٰ : 387/3)

❁ علامہ عبدالعزیز بن احمد بخاری حنفی رحمہ اللہ (۷۳۰ھ) لکھتے ہیں:

اَلْحَدِيثُ ثَابِتٌ مَشْهُورٌ تَلَقَّتْهُ الْأُمَّةُ بِالْقَبُولِ وَهُوَ فِي مَعْنَى التَّوَاتُرِ فَلَا وَجْهَ إِلٰى إِنْكَارِهِ .

''معراج والی حدیث ثابت اور مشہور ہے، امت نے اسے تلقی بالقبول سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نوازا ہے، جو کہ معنوی طور پر متواتر ہے، اس کے انکار کی کوئی وجہ نہیں۔''

(كشف الأسرار : 171/3)

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) نے حدیث معراج کو متواتر قرار دیا ہے۔

(اجتماع الجيوش الإسلامية، ص 98)

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

حَدِيثُ الْإِسْرَاءِ أَجْمَعَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ، وَاعْتَرَضَ فِيهِ الزَّنَادِقَةُ الْمُلْحِدُونَ.

''معراج والی حدیث (کے حق ہونے) پر مسلمانوں کا اجماع ہے، اس پر زندیق وملحد اعتراض کرتے ہیں۔''

(تفسير ابن كثير : 45/5)

❀ علامہ سفارینی رحمہ اللہ (۱۱۸۸ھ) نے حدیث معراج کو متواتر کہا ہے۔

(لَوامع الأنوار البَهيّة : 191/1، لوائح الأنوار السُّنِّية، ص 357)

❀ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) لکھتے ہیں:

مِنْ دَلَائِلِ نُبُوَّتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُعُودُهٗ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ إِلٰى مَا فَوْقَ السَّمٰوَاتِ وَقَدْ نَطَقَ بِهٰذَا الْكِتَابِ الْعَزِيزِ وَتَوَاتَرَتْ بِهِ الْأَحَادِيثُ تَوَاتُرًا لَا يَشُكُّ مَنْ لَهٗ أَدْنٰى إِلْمَامٍ بِعِلْمِ السُّنَّةِ وَلَا يُنْكِرُ ذٰلِكَ إِلَّا مُتَزَنْدِقٌ وَلَيْسَ بِيَدِهٖ إِلَّا مُجَرَّدُ الْاِسْتِبْعَادِ وَلَيْسَ ذٰلِك مِمَّا تُدْفَعُ بِهِ الْأَدِلَّةُ وَيُبْطَلُ بِهِ الضَّرُورِيَّاتُ وَإِلَّا لَكَانَ مُجَرَّدُ إِنْكَارِ وُقُوعِ الشَّيْءِ الْمُبَرْهَنِ عَلٰى وُقُوعِهٖ كَافِيًا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فِي دَفْعِهٖ وَذٰلِكَ خِلَافُ الْعَقْلِ وَالنَّقْلِ .

''نبی کریم ﷺ کو معراج والی رات آسمانوں سے اوپر لے جایا گیا، یہ آپ کی نبوت کے دلائل میں سے ہے۔ اس پر قرآن کریم اور متواتر احادیث دلیل ہیں۔ جس کے پاس سنت کا معمولی سا علم بھی ہو، وہ اس میں شک نہیں کر سکتا۔ اس کا انکار زندیق ہی کر سکتا ہے۔ منکرین معراج کی دلیل بس یہی ہے کہ (ایک ہی رات میں اتنا سفر کرنا) ممکن نہیں۔ حالاں کہ اس اعتراض سے دلائل کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور نہ اس سے ضروریات دین کو جھٹلایا جا سکتا ہے۔ ورنہ تو دلائل سے ثابت کسی بھی واقعہ کو رد کرنے کے لیے یہی کافی ہے کہ اس کے وقوع پذیر ہونے کو ناممکن قرار دے دیا جائے، جبکہ یہ بات عقل اور نقل کے ہی خلاف ہے۔''

(إرشاد الثِّقات إلى اتِّفاق الشّرائع، ص 58)

❁ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ (۱۳۰۷ھ) نے حدیث معراج کو متواتر قرار دیا ہے۔ (قطف الثّمر في بيان عقيدة أهل الأثر، ص 57)

❁ نیز فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْقَائِلُونَ بِالْأَخْبَارِ، وَالْمُؤْمِنُونَ بِالْآثَارِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسْرِيَ بِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى، بِنَصِّ الْقُرْآنِ، ثُمَّ عُرِجَ بِهٖ إِلَى السَّمَاءِ وَاحِدَةً بَعْدَ وَاحِدَةٍ حَتّٰى إِلٰى فَوْقِ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ، وَإِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى بِجَسَدِهٖ وَرُوْحِهٖ جَمِيعًا، ثُمَّ عَادَ مِنَ السَّمَاءِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِلٰى مَكَّةَ قَبْلَ الصُّبْحِ .

''احادیث وآثار پر ایمان رکھنے والوں کا اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو رات کے ایک حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کا سفر کرایا گیا۔ یہ قرآنی نص ہے۔ پھر آپ ﷺ کو جسم اور روح کے ساتھ ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک، یہاں تک کہ ساتوں آسمانوں کے اوپر سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا۔ پھر آپ ﷺ فجر سے پہلے پہلے آسمان سے مکہ واپس پہنچ گئے۔''

(قطف الثَّمر في بيان عقيدة أهل الأثر، ص 117)

❁ علامہ کتانی رحمہ اللہ (۱۳۴۵ھ) نے حدیث اسرا کو متواتر قرار دیا ہے۔

(نظم المُتناثر، ص 219)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ذوالمجاز بازار میں گھوم رہتے پھرتے فرما رہے تھے:

قُولُوا : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوا .

''(لوگو!) لا الہ الا اللہ پڑھ لو، کامیاب ہو جاؤ گے۔''

(مسند الإمام أحمد : 63/4)

جواب: اس کی سند صحیح ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کے بارے کیا فرماتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے بے شمار نام ہیں، ان پر ایمان لانا ضروری ہے، اللہ تعالیٰ کسی ثابت نام کا انکار یا اس کی تاویل الحاد ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے نام وہ ہیں، جو اس نے خود قرآن میں یا اس کے رسول نے احادیث میں ثابت کر دیئے ہیں، اس پر قرآن وسنت سے دلائل ملاحظہ فرمائیں:

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوهُ بِهَا، وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾(الأعراف: ۱۸۰)

''اللہ تعالیٰ کے اچھے اچھے نام ہیں، تم اسے انہیں کے ساتھ پکارو اور اس کے ناموں میں الحاد کرنے والوں کو اپنے حال پہ چھوڑ دیں، وہ لوگ جلد ہی اپنے کیے کی سزا پالیں گے۔''

❁ نیز فرمایا:

﴿اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى﴾(طٰہٰ: ۸)

''اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اس کے خوبصورت نام ہیں۔''

❁ نیز فرمایا:

﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ أَيًّا مَّا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى﴾

(بني إسرائيل: ۱۱۰)

''(اے نبی!) کہہ دیجئے! اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن، جیسے بھی پکارو، اس کے اچھے اچھے نام ہیں۔''

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِينَ اسْمًا مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اللہ کے ننانوے نام ایسے ہیں کہ جو ان کو یاد کر لے گا، جنت میں داخل ہوگا۔''

(صحيح البخاري: 7392، صحيح مسلم: 2677)

کتاب و سنت کی ان نصوص سے پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے اوصاف کی وسعت کے حامل ان اسمائے حسنیٰ پر ایمان لانا واجب ہے، اس کا ہر نام اس کی کمال عظمت پر دلیل ہے، اسی لیے یہ اچھے ہیں۔

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

أَسْمَاؤُهُ كُلُّهَا أَسْمَاءُ مَدْحٍ وَحَمْدٍ وَثَنَاءٍ وَتَمْجِيدٍ، وَلِذٰلِكَ كَانَتْ حُسْنٰى، وَصِفَاتُهُ كُلُّهَا صِفَاتُ كَمَالٍ.

''اللہ تعالیٰ کے تمام نام تعریف وثنا اور بزرگی کا پیکر ہیں، اسی لیے ان کو حسنیٰ کہا گیا ہے، اس کی تمام صفات بھی صفات کمال ہیں۔''

(مَدارج السّالكين: 144/1)

❁ شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ (۱۳۷۶ھ) فرماتے ہیں:

''اسماء وصفات باری تعالیٰ پر ایمان توحید کی تین قسموں یعنی توحید ربوبیت، توحید الوہیت اور توحید اسماء وصفات کو شامل ہے، یہ تینوں اقسام ایمان کی روح اور اصل وغایت ہے، جوں جوں آدمی کو اسماء وصفات کی معرفت زیادہ ہوتی جاتی ہے، اس کا ایمان بڑھتا اور اس کا یقین قوی ہوتا جاتا ہے۔''

(التّوضيح والبَيان لشَجَرة الإيمان، ص 41)

❁ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلرَّحْمٰنُ اسْمٌ مَّمْنُوعٌ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''(مخلوق کے لیے) ''الرحمٰن'' نام (رکھنا) ممنوع ہے۔''

(تفسير الطّبري :134/1، وسندهٗ حسنٌ)

❁ نیز فرماتے ہیں:

اَلرَّحِيمُ اسْمٌ لَّا يَسْتَطِيعُ النَّاسُ أَنْ يَنْتَحِلُوهُ، تَسَمّٰى بِهٖ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى .

''لوگوں کے لیے ''الرحیم'' نام رکھنا جائز نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے اپنا نام بنالیا ہے۔''

(تفسير ابن أبي حاتم :26/1، وسندهٗ حسنٌ)

❁ امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ فِي إِجْمَاعِ الْأُمَّةِ مِنْ مَنْعِ التَّسَمِّي بِهٖ جَمِيعَ النَّاسِ .

''اُمت کا اجماع ہے کہ ''الرحمٰن'' نام رکھنا تمام لوگوں کے حق میں ممنوع ہے۔''

(تفسير الطّبري :134/1)

❁ نیز فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کے بعض نام ایسے ہیں کہ اس نے مخلوق کے لیے ان کا رکھنا حرام کر دیا ہے، صرف اپنے لیے خاص کر رکھا ہے، جیسے اللہ، الرحمٰن، الخالق۔ بعض نام دوسروں کے لیے بھی رکھنا جائز ہے، مثلاً رحیم، سمیع، بصیر، کریم وغیرہا۔''

(تفسير الطّبري :132/1)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) ''بسم اللہ'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اَلْحَاصِلُ أَنَّ مِنْ أَسْمَائِهٖ تَعَالٰى مَا يُسَمّٰى بِهٖ غَيْرُهٗ، وَمِنْهَا مَا لَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يُسَمّٰى بِهٖ غَيْرُهٗ، كَاسْمِ اللّٰهِ، وَالرَّحْمٰنِ، وَالْخَالِقِ، وَالرَّزَّاقِ، وَنَحْوِ ذٰلِكَ، فَلِهٰذَا بَدَأَ بِاسْمِ اللّٰهِ، وَوَصَفَهٗ بِالرَّحْمٰنِ، لِأَنَّهٗ أَخَصُّ وَأَعْرَفُ مِنَ الرَّحِيمِ، لِأَنَّ التَّسْمِيَةَ أَوَّلًا إِنَّمَا تَكُونُ بِأَشْرَفِ الْأَسْمَاءِ، فَلِهٰذَا ابْتَدَأَ بِالْأَخَصِّ فَالْأَخَصِّ .

''حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض نام ایسے ہیں، جو دوسرے بھی رکھ سکتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ دوسرا کوئی نہیں رکھ سکتا، مثلاً: اللہ، الرحمٰن، الرحیم، الخالق اور الرزاق وغیرہ۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے نام ''اللہ'' سے (بسم اللہ کو) شروع کیا، پھر ''الرحمٰن'' صفت لائی، کیونکہ یہ ''الرحیم'' سے زیادہ خصوصیت اور تعریف کی حامل ہے، پہلا نام زیادہ معزز ہوتا ہے، اسی لیے زیادہ خاص سے ابتدا کی، پھر اس کے بعد والے سے۔''

(تفسير ابن كثير :26/1)

❁ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سُبْحَانَ اللّٰهِ اسْمٌ لَا يَسْتَطِيعُ النَّاسُ أَنْ يَنْتَحِلُوهُ .

''سبحان اللہ ایسا نام ہے، جو لوگ نہیں رکھ سکتے۔''

(تفسير ابن أبي حاتم : 1930/2، وسندهٗ حسنٌ)

❁ نضر بن عربی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے میمون بن مہران رحمہ اللہ سے پوچھا کہ سبحان اللہ کیا ہے؟ فرمایا:

اِسْمٌ يُعَظَّمُ اللّٰهُ بِهٖ وَيُحَاشَا بِهٖ مِنَ السُّوءِ .

''یہ ایسا نام ہے، جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کی جاتی ہے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسے برائی سے منزہ کیا جاتا ہے۔''

(تفسير ابن أبي حاتم : 1124/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ جب بیت اللہ میں داخل ہوتے، تو اس کی طرف دیکھ کر فرماتے:

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ، فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ .

''اے اللہ! تو سلامتی دینے والا ہے، تیری ہی طرف سے سلامتی ملتی ہے، لہٰذا ہمیں بھی سلامتی عطا فرما۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :366/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سدی رحمہ اللہ فرمان الٰہی: ﴿لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ عِنْدَ رَبِّهِمْ﴾(الأنعام : ۱۲۷) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اَللّٰهُ هُوَ السَّلَامُ، وَالدَّارُ الْجَنَّةُ .

''السلام سے مراد اللہ تعالیٰ ہے اور الدار سے مراد جنت ہے۔''

(تفسير الطّبري : 554/9، وسندهٗ حسنٌ)

❁ جابر بن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فرمان باری تعالیٰ: ﴿دَارُ السَّلَامِ﴾ (یونس:۲۵) میں السلام سے مراد اللہ تعالیٰ ہے، یہ اس کا نام ہے۔

(تفسير ابن أبي حاتم : 1943/6، وسندهٗ حسنٌ)

❁ کعب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''فرمان الٰہی: ﴿وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ﴾(البقرة : ۸۷) میں ''القدس'' سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(تفسير الطّبري : 1498، وسندهٗ حسنٌ، ط الرسالة)

❁ ربیع بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْقُدُسُ هُوَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى .

''قدس رب تعالیٰ کا نام ہے۔''

(تفسير ابن أبي حاتم :169/1، وسندهٗ حسنٌ)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْأَصْلُ فِي هٰذَا الْبَابِ أَنْ يُّوصَفَ اللّٰهُ بِمَا وَصَفَ بِهٖ نَفْسَهٗ، وَبِمَا وَصَفَتْهُ بِهٖ رُسُلُهٗ نَفْيًا وَّإِثْبَاتًا، فَيُثْبِتُ لِلّٰهِ مَا أَثْبَتَهٗ لِنَفْسِهٖ، وَيَنْفِي عَنْهُ مَا نَفَاهُ عَنْ نَفْسِهٖ، وَقَدْ عُلِمَ أَنَّ طَرِيقَةَ سَلَفِ الْأُمَّةِ وَأَئِمَّتِهَا إِثْبَاتُ مَا أَثْبَتَهٗ مِنَ الصِّفَاتِ مِنْ غَيْرِ تَكْيِيفٍ وَّلَا تَمْثِيلٍ، وَمِنْ غَيْرِ تَحْرِيفٍ وَّلَا تَعْطِيلٍ، وَكَذٰلِكَ يَنْفُونَ عَنْهُ مَا نَفَاهُ عَنْ نَفْسِهٖ، مَعَ إِثْبَاتِ مَا أَثْبَتَهٗ مِنَ الصِّفَاتِ مِنْ غَيْرِ إِلْحَادٍ لَا فِي أَسْمَائِهٖ وَلَا فِي آيَاتِهٖ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى ذَمَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهٖ وَآيَاتِهٖ، كَمَا قَالَ تَعَالٰى : ﴿وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهٖ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾(الأعراف : ۱۸۰) وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا أَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَنْ يَّأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ﴾(فُصِّلت : ٤٠)، فَطَرِيقَتُهُمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تَتَضَمَّنُ إِثْبَاتَ الْأَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ مَعَ نَفْيِ مُمَاثَلَةِ الْمَخْلُوقَاتِ إِثْبَاتًا بِلَا تَشْبِيهٍ، وَتَنْزِيهًا بِلَا تَعْطِيلٍ، كَمَا قَالَ تَعَالَى : ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾(الشّورٰی : ١١) فَفِي قَوْلِهِ : ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ رَدٌّ لِّلتَّشْبِيهِ وَالتَّمْثِيلِ، وَقَوْلُهُ : ﴿وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ رَدٌّ لِلْإِلْحَادِ وَالتَّعْطِيلِ .

''اس بارے میں اصل بات یہ ہے کہ اللہ کو ان صفات سے متصف کیا جائے، جن سے اس نے خود کو یا اس کے رسولوں نے اسے نفی و اثبات کی صورت میں متصف کیا ہے، یعنی جو اس نے اپنے لیے ثابت کیا ہے، اسے ثابت کیا جائے اور جس کی نفی کی ہے، اس کی نفی کی جائے، یہ تو واضح بات ہے کہ اسلاف امت اور ائمہ کرام کا طریقہ یہی تھا کہ جو صفات اللہ تعالیٰ نے ثابت کی ہیں ان کو بغیر تکییف و تمثیل اور بغیر تحریف و تعطیل ثابت کیا جائے، اسی طرح جن کو اپنے آپ سے نفی کی ہے، ان کی نفی کر دی جائے، نیز اس کے اسماء و صفات میں الحاد سے کام نہ لیا جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی مذمت فرمائی ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾(الأعراف : ١٨٠) ''اللہ تعالیٰ کے خوبصورت نام ہیں، ان کے ذریعے تم اسے پکارو، اور ان لوگوں کو چھوڑ دو، جو اس کے اسماء میں الحاد اختیار کرتے ہیں، عنقریب ان کو ان کے اعمال کا بدلہ دے دیا جائے گا۔'' نیز فرمایا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا أَفَمَنْ يُلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَنْ يَّأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ﴾(فُصِّلت : ٤٠)''جو لوگ ہماری آیات (صفات) میں الحاد سے کام لیتے ہیں، وہ ہم سے مخفی نہیں، کیا جو آگ میں ڈال دیا جائے گا، وہ بہتر ہے یا وہ، جو قیامت کے دن پُر امن آئے گا، جو چاہو عمل کرو۔'' چنانچہ سلف کا طریقہ یہ ہے کہ اسماء وصفات کا اثبات اس طرح کیا جائے کہ مخلوقات کی مشابہت لازم نہ آئے، نہ تعطیل ہو جائے، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے، اس کی مثل کوئی چیز نہیں، اور وہ خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی مثل کی نفی کر کے تشبیہ وتمثیل کا رد کیا ہے اور اپنی سماعت وبصارت ثابت کر کے الحاد وتعطیل کا رد کر دیا ہے۔''

(مَجموع الفتاوٰی : 3/3)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى أَنْ يُبَالَ فِي الْجُحْرِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حشرات کے) بلوں میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔''

(سنن أبي داود : 29)

جواب: سند ضعیف ہے۔ قتادہ کا عنعنہ ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَكَنَ الْبَادِيَةَ جَفَا .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

’’جو یہات میں رہائش پذیر ہوا، اس کا دل سخت ہو گیا۔‘‘

(سنن أبي داود : 2859، سنن النّسائي : 4309، سنن التّرمذي : 2256)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① ابوموسیٰ ’’مجہول الحال‘‘ ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ’’الثقات : ۷/۶۶۴‘‘ میں ذکر کیا ہے۔

❀ حافظ ابن القطان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا لَا يُعْرَفُ الْبَتَّةَ .

’’یہ بالکل معروف نہیں۔‘‘

(بَيان الوهم والإيهام : 362/4)

② وہب بن منبہ کا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع معلوم نہیں ہو سکا۔

❀ المعجم الاوسط للطبرانی (۵۵۶) والی سند بھی ضعیف ہے۔

① سفیان ثوری کا عنعنہ ہے۔

② عبداللہ بن سلمہ اغطس ’’ضعیف و متروک‘‘ ہے۔

❀ شعب الایمان للبیہقی (۸۹۵۵) والی سند بھی ضعیف ہے۔

یحییٰ بن صالح ایلی ’’منکر الحدیث‘‘ ہے۔

(التّلخيص الحبير لابن حجر : 60/3)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے ’’منکر‘‘ قرار دیا ہے۔

(ميزان الاعتدال : 386/4)

❀ امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يُرْوٰى بِإِسْنَادٍ آخَرَ فِيهِ لِينٌ .

''اس کی ایک دوسری ضعیف سند بھی ہے۔''

(الضّعفاء الكبير : 409/4)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ بَدَا جَفَا .

''جو دیہاتی بنا، اس کا دل سخت ہو گیا۔''

(مسند الإمام أحمد : 440/2)

سند ضعیف ہے۔ اس سند میں ابو حازم کا ذکر خطا ہے، درست یہ ہے کہ یہاں ''رجل من الانصار'' کا واسطہ ہے، جیسا کہ امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

(عِلل الحديث : 2230)

مبہم و نامعلوم ہے۔

❁ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا:

يَا ثَوْبَانُ، لَا تَسْكُنِ الْكُفُورَ، فَإِنَّ سَاكِنَ الْكُفُورِ كَسَاكِنِ الْقُبُورِ .

''ثوبان! بستیوں میں مت رہیے، کیونکہ بستیوں میں رہنا تو قبرستان میں رہنے کے مترادف ہے۔''

(الأدب المفرد للبخاري : 579)

سند ضعیف ہے۔ راشد بن سعد کا سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں، سماع کی صراحت کسی راوی کی خطا ہے۔

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رَاشد بْنُ سَعْدٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ ثَوْبَانَ .

''راشد بن سعد نے سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا۔''

(العِلل ومعرفة الرّجال : 642)

سوال: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بعض مخلوقات کی قسمیں اٹھائی ہیں، اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی ہر بات حق اور سچ ہے، وہ اس کے لیے قسمیں اٹھانے کا محتاج نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی مقامات پر اپنی ذات، اپنی صفات اور آیات کی قسمیں اٹھائی ہیں، ان کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ہی ذات کے ساتھ ہے۔ بعض مقامات پر مخلوقات کی قسمیں بھی اٹھائی ہیں، اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نشانیاں ہیں۔ ان کو عظمت بخشنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے نام کی قسمیں اٹھائی ہیں۔ یاد رہے کہ غیر اللہ کے نام کی قسمیں اٹھانے کی ممانعت اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کا مکلّف نہیں۔ یہ ممانعت انسانوں اور جنات کے لیے ہے، کیونکہ وہ شریعت کے مکلّف ہیں۔

دوسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ عرب اپنے کلام میں قسمیں اٹھایا کرتے تھے، تو ان کے انداز کلام کی رعایت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے بھی کلام میں قسمیں اٹھائیں۔

بہر کیف اللہ تعالیٰ کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں، خواہ اس کی حکمتیں ہماری سمجھ میں آئیں، یا نہ آئیں۔

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ سُبْحَانَهُ يُقْسِمُ بِأُمُورٍ عَلٰى أُمُورٍ وَإِنَّمَا يُقْسِمُ بِنَفْسِهِ الْمَوْصُوفَةِ بِصِفَاتِهِ وَآيَاتِهِ الْمُسْتَلْزِمَةِ لِذَاتِهِ وَصِفَاتِهِ وَإِقْسَامُهُ بِبَعْضِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْمَخْلُوقَاتِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّهٗ مِنْ عَظِيمِ آيَاتِهٖ .

''اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کئی مقاصد کے لیے مختلف اشیا کی قسمیں اٹھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی باصفات ذات کی قسم اٹھائی ہے، ایسی آیات کی بھی قسم اٹھائی ہے، جو اس کی ذات اور صفات پر دلالت کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا کسی مخلوق کی قسم اٹھانا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ مخلوق اللہ کی عظیم نشانیوں میں سے ہے۔''

(التّبيان في أقسام القرآن، ص 3)

سوال: کیا دین میں آسانی ہے؟

جواب: ایک بات یاد رکھنی چاہیے کہ دین میں آسانی ہے، آسانی میں دین نہیں۔ بعض لوگ شریعت کے واضح حکم کو چھوڑ کر اس سے بھی آسان راستہ اختیار کرتے ہیں اور اسے دین بنا دیتے ہیں، یہ واضح الحاد ہے۔ دین کے آسان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے احکام پر عمل کرنا آسان ہے، یہ راہبوں کے دین کی طرح ناممکن یا محال نہیں، بلکہ اس پر ہر شخص عمل کر سکتا ہے، لہٰذا دین میں آسانی کہاں تک ہے، وہ بھی شریعت ہی طے کرے گی۔ البتہ جس مسئلہ میں شریعت نے کوئی حکم جاری نہیں کیا، اس میں شریعت کی روشنی میں آسان راستہ اختیار کرنا بہتر ہے، نبی کریم ﷺ کو بھی جب دو کاموں میں سے ایک کو اختیار کرنے کا کہا جاتا، تو آسان تر کو اختیار کرتے تھے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾(البقرة: ١٨٥)

''اللہ تعالیٰ تم سے آسانی کا ارادہ کرتا ہے، تنگی کا ارادہ نہیں کرتا۔''

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾(الحجّ : ۷۸)

''اللہ تعالیٰ نے تم پر دین میں تنگی پیدا نہیں کی۔''

❁ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (۷۹۰ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْأَدِلَّةَ عَلٰى رَفْعِ الْحَرَجِ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَلَغَتْ مَبْلَغَ الْقَطْعِ .

''اُمت محمدیہ سے تنگی کے اٹھائے جانے کے بارے میں دلائل تواتر کی حد تک پہنچتے ہیں۔''

(الموافقات :520/1)

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾(البقرة : ۲۸٦)

''اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی وسعت سے زیادہ مکلّف نہیں ٹھہراتا۔''

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يُرِيدُ اللّٰهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا﴾(النّساء : ۲۸)

''اللہ تم سے تخفیف اور آسانی کا ارادہ فرماتا ہے، انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔''

❁ اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کی دعاؤں کا ذکر کیا ہے:

﴿رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا﴾

(البقرة : ۲۸٦)

''ہمارے رب! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالنا، جیسے تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا۔''

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَدْ فَعَلْتُ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''میں نے ایسا کر دیا (کہ تم پر آسانی کر دی)۔''

(صحيح مسلم : 126)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ .

''دین سرتاسر آسان ہے۔''

(صحيح البخاري : 39)

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْعَثْنِي مُعَنِّتًا، وَلَا مُتَعَنِّتًا، وَلَكِنْ بَعَثَنِي مُعَلِّمًا مُيَسِّرًا .

''اللہ تعالیٰ نے مجھے سختی اور زبردستی کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا، بلکہ مجھے سکھانے والا اور آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔''

(صحيح مسلم : 1478)

❁ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاذ بن جبل اور سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کو یمن کی طرف بھیجا اور یہ نصیحت فرمائی:

يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا، وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا، وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا .

''آسانی کرنا، تنگی نہ کرنا، بشارتیں سنانا، نفرتیں نہ پھیلانا، باہمی محبت کو فروغ دینا، پھوٹ نہ ڈالنا۔''

(صحيح البخاري : 3038، صحيح مسلم : 1733)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

مَا خُيِّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَأْثَمْ .

''نبی کریم ﷺ کو جب بھی دو کاموں میں اختیار دیا گیا، تو آپ ﷺ نے آسان تر کو ہی پسند فرمایا، جب تک کہ وہ گناہ کا کام نہ ہو۔''

(صحيح البخاري : 6786، صحيح مسلم : 2327)

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ كُلَّ أَمْرٍ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى لَنَا فَهُوَ يُسْرٌ وَهُوَ رَفْعُ الْحَرَجِ وَهُوَ التَّخْفِيفُ وَلَا يُسْرٌ وَلَا تَخْفِيفٌ وَلَا رَفْعُ حَرَجٍ أَعْظَمُ مِنْ شَيْءٍ أَدّٰى إِلَى الْجَنَّةِ وَنَجّٰى مِنْ جَهَنَّمَ .

''اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو بھی حکم دیا ہے، وہ آسان ہے، وہ تنگی کو اٹھانے والا ہے، وہ تخفیف ہے۔ کوئی آسانی، تخفیف اور تنگی کو اٹھانا اس شے سے بڑا نہیں ہو سکتا ہے، جو شے اسے جنت میں داخل کر دے اور جہنم سے بچا لے۔''

(الإحكام في أصول الأحكام : 42/2)

❁ علامہ عبدالرحمٰن سعدی رحمہ اللہ (۱۳۷۶ھ) فرماتے ہیں:

أَصْلُ الْأَوَامِرِ وَالنَّوَاهِي لَيْسَتْ مِنَ الْأُمُورِ الَّتِي تَشُقُّ عَلَى النُّفُوسِ، بَلْ هِيَ غَذَاءٌ لِلْأَرْوَاحِ وَدَوَاءٌ لِلْأَبْدَانِ، وَحَمِيَّةٌ عَنِ الضَّرَرِ، فَاللّٰهُ تَعَالٰى أَمَرَ الْعِبَادَ بِمَا أَمَرَهُمْ بِهِ رَحْمَةً وَإِحْسَانًا، وَمَعَ هٰذَا إِذَا حَصَلَ بَعْضُ الْأَعْذَارِ الَّتِي هِيَ مَظِنَّةُ الْمُشَقَّةِ حَصَلَ التَّخْفِيفُ وَالتَّسْهِيلُ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اوامر اور نواہی حقیقت میں ایسے اُمور نہیں جو لوگوں کے لیے مشقت کا باعث ہوں، بلکہ یہ روح کے لیے غذا، بدن کے لیے دوا اور نقصان سے بچاؤ کا باعث ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو جو بھی حکم دیا ہے، وہ رحمت اور احسان ہے۔ اس کے باوجود بھی جب کسی کو عذر لاحق ہو، تو اس کے لیے تخفیف اور آسانی رکھی گئی ہے۔''

(تفسير السّعدي، ص 120)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۲۳)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: ہم تھوڑا وقت گھر میں شطرنج کھیل لیتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: کبھی گھر میں تھوڑے وقت کے لیے شطرنج کھیلنے میں کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ نماز اور ذکر الٰہی سے غافل نہ ہوں، اس کے باوجود بچنا بہتر ہے۔ البتہ اہل علم میں شطرنج کے متعلق اختلاف ہے، بعض نے شطرنج کھیلنا جائز اور بعض نے حرام قرار دیا ہے۔

❁ امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَرٰى بَأْسًا بِلَعِبِ الشَّطْرَنْجِ إِذَا لَمْ يَكُنْ قِمَارًا .

''آپ رحمہ اللہ شطرنج کھیلنے میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے تھے، بشرطیکہ اس میں جوا نہ لگایا جائے۔''

(التّمهيد لابن عبد البرّ : 182/13، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ اللَّعِبَ بِهِمَا عَلٰى شَرْطِ الْمَالِ حَرَامٌ بِاتِّفَاقٍ .

''اگر نرد شیر اور شطرنج کے کھیل پر جوا لگایا جائے، تو بالاتفاق حرام ہے۔''

(شُعب الإيمان، تحت الحديث : 6076)

مرفوع روایات:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شطرنج کھیلنے کی مذمت اور ممانعت میں جتنی مرفوع وموقوف روایات آتی ہیں، وہ ساری کی ساری ضعیف اور غیر ثابت نہیں۔

❁ علامہ عمر بن بدر موصلی حنفی رحمہ اللہ (۶۲۲ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ فِي هٰذَا الْبَابِ شَيْءٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''شطرنج کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے کچھ ثابت نہیں۔''

(المُغني عن الحفظ والكتاب : 505/2)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

كُلُّهَا كَذِبٌ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''شطرنج کی حرمت یا اباحت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے مروی تمام روایات جھوٹی ہیں۔''

(المَنار المُنيف، ص 134)

❁ علامہ فیروز آبادی رحمہ اللہ (۸۱۷ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِيهِ حَدِيثٌ صَحِيحٌ .

''شطرنج کے بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔''

(رِسالة في بَيان ما لم يثبت، ص 44)

❁ حافظ سخاوی رحمہ اللہ (۹۰۲ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَثْبُتْ مِنَ الْمَرْفُوعِ فِي هٰذَا الْبَابِ شَيْءٌ .

''شطرنج کے بارے میں کوئی مرفوع روایت ثابت نہیں۔''

(المَقاصد الحَسنة، ص 669)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: مرد کے لیے سینے کے بال مونڈھنا کیسا ہے؟

جواب: مرد کے لیے جسم سے فاضل بالوں کے علاوہ بال مونڈھنا جائز نہیں۔ یہ عبث فعل ہے۔

سوال: اگر مرد کے بھوؤں کے بال بڑھ جائیں، تو کیا انہیں کاٹا جا سکتا ہے؟

جواب: یہ بڑھے ہوئے بال قینچی سے کاٹنے میں کوئی حرج نہیں۔

❁ ابن ہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ يَأْخُذُ مِنْ حَاجِبِهِ بِالْمِقْرَاضِ .

''میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو دیکھا کہ آپ رحمہ اللہ بھوؤں کے (بڑھے ہوئے) بال قینچی سے کاٹ لیتے تھے۔''

(مسائل ابن هانئ : 1836)

❁ علمائے احناف کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری:358/5، البحر الرّائق لابن نُجَيم : 233/8)

سوال: درج ذیل روایت کا کیا حکم ہے؟

لَا يُصَامُ يَوْمُ الشَّكِّ إِلَّا تَطَوُّعًا .

''شک والے دن کا (فرض) روزہ نہیں، البتہ نفلی روزہ رکھ سکتے ہیں۔''

جواب: بے اصل روایت ہے۔

❁ حنفی علما نے بھی اسے بے اصل قرار دیا ہے۔

(درر الحكام لملا خسرو : 198/1، تبيين الحقائق للزّيلعي : 318/1، فتح القدير لابن الهمام : 496/2، الدّر المختار للحصكفي، ص 143، مَجمع الأنهر لشيخي زاده : 234/1، حاشية الطّحطاوي على مراقي الفلاح، ص 738)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ مُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ يَسْجُدُ عَقِبَ الْوِتْرِ سَجْدَتَيْنِ وَيَقُولُ فِي سُجُودِهِ : سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ خَمْسَ مَرَّاتٍ لَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ حَتّٰى يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُ ذُنُوبَهُ كُلَّهَا وَإِنْ مَاتَ فِي لَيْلَتِهِ مَاتَ شَهِيدًا .

''جو مؤمن مرد یا عورت نماز وتر کے بعد دو سجدے کرے اور اس میں پانچ مرتبہ «سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ» پڑھے، تو سر اٹھانے سے پہلے اللہ تعالیٰ اس کے سارے کے سارے گناہ معاف کر دے گا اور اگر وہ اسی رات فوت ہو جائے، تو شہادت کی موت مرے گا۔''

جواب: بے سند اور من گھڑت روایت ہے۔

❁ علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدِيثٌ مَوْضُوعٌ بَاطِلٌ لَا أَصْلَ لَهُ .

''یہ من گھڑت اور باطل روایت ہے، اس کی کوئی سند نہیں۔''

(فتاویٰ شامی: 120/2)

سوال: درج ذیل روایت کیسی ہے؟

❁ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْمُخْتَلِعَةُ يَلْحَقُهَا صَرِيحُ الطَّلَاقِ مَا دَامَتْ فِي الْعِدَّةِ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''خلع والی عورت کو عدت میں ہی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔''

(المَبسوط للسّرخسي : 84/6)

جواب: بے اصل اور جھوٹی روایت ہے۔

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَقَعْ لَنَا إِسْنَادُهُ بَعْدُ لِنَنْظُرَ فِيهِ، وَقَدْ طَلَبْتُهُ مِنْ كُتُبٍ كَثِيرَةٍ صُنِّفَتْ فِي الْحَدِيثِ فَلَمْ أَجِدْهُ .

''ہمیں ابھی تک اس روایت کی سند نہیں ملی کہ اس کی تحقیق کریں، میں نے حدیث کی بہت سی کتابوں میں اسے تلاش کیا، مگر باوجود بسیار کوشش کے نہیں ملی۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 317/7)

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مَوْضُوعٌ لَا أَصْلَ لَهُ .

''یہ من گھڑت اور بے اصل ہے۔''

(التّحقيق في مسائل الخلاف : 295/2)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

قُلْنَا : ذَا مَوْضُوعٌ .

''ہم کہتے ہیں: یہ جھوٹی روایت ہے۔''

(تنقيح التحقيق : 209/2)

❁ علامہ ابن ہمام حنفی رحمہ اللہ (۸۶۱ھ) فرماتے ہیں:

لَا أَصْلَ لَهُ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''روایت بے اصل ہے۔''

(فتح القدير : 241/4)

سوال: یہ روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَحْلِقَ الْمَرْأَةُ رَأْسَهَا .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو سر منڈوانے سے منع فرمایا۔''

(سنن النّسائي : 5049، سنن التّرمذي : 919)

جواب: روایت ضعیف ہے۔

① قتادہ مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

② خلاس بن عمرو کی مرسل ہے، اس میں علی رضی اللہ عنہ کا ذکر راوی کا وہم ہے۔

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْمُرْسَلُ أَصَحُّ .

''اس کا مرسل ہونا ہی راجح ہے۔''

(العِلَل : 195/3)

❁ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدِيثُ عَلِيٍّ فِيهِ اضْطِرَابٌ .

''حدیث علی رضی اللہ عنہ میں اضطراب ہے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 919)

❁ علامہ طیبی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فِيهِ جَوَازُ حَلْقِ الرِّجَالِ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ مردوں کے لیے سر منڈوانا جائز ہے۔''

(شرح الطّيبي : 2942/9)

❁ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ بِطَرِيقِ الْمَفْهُومِ جَوَازُ حَلْقِ الرَّجُلِ، وَلَا خِلَافَ فِيهِ .

''اس حدیث کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ مردوں کے لیے سر منڈوانا جائز ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں (بلکہ اتفاق ہے)۔''

(مرقاة المَفاتيح : 2845/7)

❁ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَحْلِقَ الْمَرْأَةُ رَأْسَهَا .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو سر منڈوانے سے منع فرمایا۔''

(مسند البزار [كشف الأستار] : 1136)

سند ضعیف ہے۔ روح بن عطاء بن ابی میمونہ ضعیف ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(الدّراية : 32/2)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْأَةَ أَنْ تَحْلِقَ رَأْسَهَا عَلٰى كُلِّ حَالٍ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے لیے ہر صورت میں سر منڈوانے سے منع فرمایا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(مسند البزّار [كشف الأستار]: 1133، الكامل لابن عدي: 105/8)

سند جھوٹی ہے۔ معلیٰ بن عبدالرحمٰن واسطی ''کذاب'' ہے۔

تنبیہ:

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ الْحَلْقُ، إِنَّمَا عَلَى النِّسَاءِ التَّقْصِيرُ .

''(حج وعمرہ میں) عورتوں کے لیے سر منڈوانا مشروع نہیں، ان کے لیے (پورا بھر) بال کاٹنا مشروع ہے۔''

(سنن أبي داود: 1985، سنن الدّارمي: 1946، سنن الدّارقطني: 271/2، وسندهٗ حسنٌ)

❁ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(علل الحديث: 246/3)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (المجموع: ۱۸۳/۸) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (التلخیص الحبیر: ۵۵۹/۲، بلوغ المرام: ۷۶۸) نے اس کی سند کو ''حسن'' قرار دیا ہے۔

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا أَنْ لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ حَلْقٌ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ (حج وعمرہ میں) عورتوں کے لیے سر منڈوانا مشروع نہیں۔''

(الإجماع، ص 58)

سوال: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں خود کو ہجرت کرتے دیکھا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دکھایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی ہجرت یثرب (مدینہ کا پرانا نام) کی طرف ہوگی۔ نبی کا خواب وحی ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا:

إِنِّي أُرِيتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ، ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لَابَتَيْنِ وَهُمَا الْحَرَّتَانِ، فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِينَةِ، وَرَجَعَ عَامَّةُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ .

''مجھے خواب میں آپ کی ہجرت کا مقام دکھایا گیا ہے، وہاں کھجور کے درخت ہیں، جو دو سیاہ پتھریلے میدانوں کے درمیان ہیں۔ تو ہجرت کرنے والوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور جن صحابہ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی، ان میں سے اکثر صحابہ بھی مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔''

(صحيح البخاري : 3905)

❁ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلٰى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ، فَذَهَبَ وَهَلِي إِلٰى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرُ، فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَثْرِبُ .

''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں، جہاں کھجور کے درخت ہیں، میرا گمان یہ تھا کہ وہ زمین ''یمامہ'' یا ''ہجر'' ہوگی، مگر وہ مدینہ یثرب تھی۔''

(صحيح البخاري : 3622، صحيح مسلم : 2272)

سوال: سب سے پہلے کن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مدینہ کی طرف ہجرت کی؟

جواب: ہجرت کر کے سب پہلے مدینہ پہنچنے والے صحابہ میں سیدنا مصعب بن عمیر اور سیدنا عبداللہ بن اُم مکتوم رضی اللہ عنہما ہیں، یہ اہل مدینہ کو قرآن پڑھاتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَكَانَا يُقْرِئَانِ النَّاسَ، فَقَدِمَ بِلَالٌ وَسَعْدٌ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ، ثُمَّ قَدِمَ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ فِي عِشْرِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ..... .

''ہمارے پاس (مدینہ میں ہجرت کر کے) تشریف لانے والوں میں سب سے پہلے مصعب بن عمیر اور عبداللہ بن اُم مکتوم رضی اللہ عنہما ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہما دونوں لوگوں کو قرآن سکھاتے تھے۔ پھر بلال، سعد، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم تشریف لائے، اس کے بعد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیس صحابہ کے ساتھ تشریف لائے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے.....''

(صحيح البخاري: 3925)

سوال: کسی جن کے لیے ذبح کرنا کیسا ہے؟

جواب: ذبح ایک عبادت ہے اور عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے جائز ہے، جن کے لیے ذبح کرنا شرک ہے، شرک سے تمام نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں، اس کے رہتے کوئی نفل یا فرض عبادت قبول نہیں۔ ایسا شخص اگر بغیر توبہ کے فوت ہو جائے، تو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہے گا۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰى إِثْمًا عَظِيمًا﴾(النّساء: ٤٨)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرے گا، اس کے علاوہ جس گناہ کو چاہے گا، معاف کر دے گا، جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا، اس نے (اللہ پر) بہت بڑا بہتان باندھا۔''

❁ نیز فرمایا:

﴿إِنَّهُ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ﴾

(المائدة : ٧٢)

''یقیناً جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے، (بغیر توبہ کے مر جائے، تو) اس پر جنت حرام ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔''

سوال: مشرک نے ذبیحہ پر اللہ تعالیٰ کا نام تو لیا، مگر ذبح غیر اللہ کے لیے کیا، کیا ایسے شخص کے ذبیحہ کو حلال کہنے والا کافر ہے؟

جواب: ایسا ذبیحہ جو غیر اللہ کے لیے ذبح کیا گیا، اس کا کھانا حرام ہے، خواہ ذبح کے وقت اس پر اللہ کا نام بھی لے لیا جائے۔ ایسا شخص مشرک ہے۔ جس نے ایسے شخص کے ذبیحہ کو حلال کہا، وہ خطا کار ہے، البتہ اسے کافر نہیں کہا جائے گا، کیونکہ وہ ایک آیت کے معنی میں فحش غلطی کا شکار ہے۔

❁ فرمان الٰہی ہے:

﴿فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ﴾

(الأنعام : ١١٨)

''جس (جانور) پر اللہ کا نام لیا جائے، اسے کھاؤ، اگر تم اللہ کی آیات پر ایمان رکھتے ہو۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعض نے اس آیت کے معنی میں غلطی کھائی، کہتے ہیں کہ وہ جانور حرام ہے، جس پر ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کے بجائے کسی اور کا نام پکارا جائے، لیکن جس جانور پر ذبح کے وقت اللہ کا نام پکارا جائے، وہ حلال ہے، خواہ اسے غیر اللہ کی نذر و نیاز کے لیے ذبح کر دیا جائے۔ یہ واضح غلطی ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

''فرمانِ باری تعالیٰ ﴿وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ﴾ (المائدۃ:۳) (اور جو غیر اللہ کے لیے پکارا جائے) سے واضح طور وہ جانور مراد ہے جو غیر اللہ کے لیے ذبح کیا جائے، مثلاً کہا جائے کہ یہ جانور فلاں کے لیے ذبح کیا گیا ہے۔ جب مقصد یہ ہو تو زبان سے ادا کرنے یا نہ کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس کی حرمت اس جانور کی حرمت سے زیادہ واضح ہے جسے گوشت کھانے کی نیت سے ذبح کیا جائے، لیکن ذبح کرتے وقت اس پر مسیح کا نام لیا جائے۔..... جب مسیح یا کسی ستارے کا نام لے کر ذبح کیا گیا جانور حرام ہے، تو وہ جانور بالاولیٰ حرام ہے جس کے بارے میں کہہ دیا جائے کہ یہ مسیح یا کسی ستارے کے لیے ہے یا ایسی نیت کر لی جائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی بات کمزور ہے جو کہتے ہیں کہ غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا جانور تو حرام ہے، لیکن غیر اللہ کے لیے ذبح کیا گیا جانور حرام نہیں۔..... اس لیے جو جانور غیر اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے ذبح کیا جائے، وہ حرام ہے، اگرچہ اسے ذبح کرتے وقت اللہ ہی کا نام لیا جائے۔ جیسا کہ اس اُمت کے منافقوں کا ایک گروہ کرتا ہے، یہ لوگ اولیاء اللہ یا ستاروں کا تقرب حاصل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے لیے جانور ذبح کرتے ہیں اور عطریات وغیرہ کے ذریعے ان کی نذریں مانتے ہیں۔‘‘

(اقتضاء الصّراط المستقيم لمخالفة أصحاب الجحيم : 64/2)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (852ھ) فرماتے ہیں:

﴿وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾، أَيْ مَا ذُبِحَ لِغَيْرِهٖ، وَأَصْلُهٗ رَفْعُ الذَّابِحِ صَوتَهٗ بِذِكْرِهٖ مَنْ ذُبِحَ لَهٗ .

’’اس فرمانِ باری تعالیٰ سے مراد وہ جانور ہے، جو اللہ کے علاوہ کسی اور کے لیے ذبح کیا جائے۔ اہلال کا اصل معنی یہ ہے کہ ذبح کرنے والا اس ہستی کا بلند آواز سے ذکر کرے، جس کے لیے جانور ذبح کیا جا رہا ہو۔‘‘

(هُدى السّاري، ص 202)

کتب احناف میں لکھا ہے:

ذَبْحٌ لِّقُدُومِ الْأَمِيرِ، وَنَحْوِهٖ، كَوَاحِدٍ مِّنَ الْعُظَمَاءِ، يَحْرُمُ، لِأَنَّهٗ أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ، وَلَوْ ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ تَعَالٰى .

’’امیر یا اس طرح کے کسی بڑے کی آمد پر جانور ذبح کرنا حرام ہے، کیونکہ اس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہے، اگرچہ اس پر (بوقتِ ذبح) اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا گیا ہو۔‘‘

(الدّر المُختار للحَصكفي : 320/2، ردّ المُحتار لابن عابدين : 195/6، مجموعة الفتاوىٰ لعبد الحي اللكنوي الحنفي : 306/2، 223/3)

معلوم ہوا کہ غیر اللہ کا تقرب مقصود ہو، تو ذبح کیا گیا جانور حرام ہوتا ہے، خواہ ذبح کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقت غیر اللہ کا نام نہ پکارا جائے، بلکہ اسے اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی بن شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ (1239ھ) لکھتے ہیں:

''اگر یہ نیت ہو کہ غیر اللہ کا تقرب حاصل ہو، تو اگرچہ ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کریں، تب بھی وہ ذبیحہ حرام ہوگا۔''

(فتاویٰ عزیزیہ: 1/47)

سوال: ایک شخص جو زندگی میں نماز نہیں پڑھتا تھا، روزوں کا تارک تھا، غیر اللہ کے لیے ذبح کرتا تھا، بدعات کرتا تھا، وہ بغیر توبہ مر گیا، کیا اس کا قریبی رشتہ دار اس کی طرف سے حج یا عمرہ کر سکتا ہے؟ اور کیا اس کے لیے استغفار کیا جا سکتا ہے؟

جواب: مذکورہ شخص شرک اکبر کا مرتکب ہے۔ ایسے شخص کی طرف سے حج یا عمرہ جائز نہیں، نہ اس کے حق میں استغفار جائز ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾

(التّوبة: 113)

''نبی اور مومنوں کے لیے روا نہیں کہ وہ مشرکین کے لیے استغفار کریں، گو وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں، جب ان پر واضح ہے کہ مشرک جہنمی ہیں۔''

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

زَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَ أُمِّهِ، فَبَكَى وَأَبْكَى مَنْ حَوْلَهُ، فَقَالَ: اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي فِي أَنْ أَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي، وَاسْتَأْذَنْتُهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فِي أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا فَأُذِنَ لِي، فَزُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ .

''نبی کریم ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی، خود بھی روئے اور دوسروں کو بھی رولا دیا، فرمایا: میں نے اپنے رب سے ماں کے لیے استغفار کی اجازت مانگی، مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اجازت نہ دی، البتہ قبر کی زیارت کی اجازت مانگی، تو اجازت دے دی، لہٰذا قبروں کی زیارت کیا کریں، یہ موت یاد دلاتی ہیں۔''

(صحيح مسلم : 976)

جب مشرک میت کے حق میں استغفار کی اجازت نہیں، تو اس کے لیے حج یا عمرہ کیونکر جائز ہوسکتا ہے؟

دوسری بات کہ راجح مؤقف کے مطابق کسی صحیح العقیدہ مسلمان کی طرف سے بھی حج یا عمرہ کرنا جائز نہیں، البتہ اگر مرنے والے نے حج یا عمرہ کی نذر مانی ہو، تو میت کے قریبی رشتہ دار اس کی نذر پوری کریں گے۔

سوال: درج ذیل آیت میں کس جگہ پر وارد ہونے کا ذکر ہے؟

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا، ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا﴾(مریم : ۷۱۔۷۲)

''تم میں سے ہر ایک نے اس پر وارد ہونا ہے، یہ تیرے رب کے ہاں حتمی اور فیصلہ شدہ بات ہے، پھر ہم پرہیزگاروں کو (وہاں سے) بچا لیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل گرتا چھوڑ دیں گے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(جواب): جمہور مفسرین کے مطابق اس آیت میں جس جگہ وارد ہونے کا ذکر ہے، وہ ''پل صراط'' ہے۔ صحیح احادیث اسی تفسیر کی تائید کرتی ہیں۔

یہ جہنم کے اوپر ایک پُل ہے، جو بال سے زیادہ باریک، تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ (مسلم:۱۸۳) ہر ایک کو یہاں سے گزرنا ہے، خواہ جنتی ہو یا جہنمی۔ مگر گزرنے کی کیفیت ہر ایک کی اعمال کے مطابق ہوگی، کوئی برق رفتاری سے گزر جائے گا، تو کوئی لڑھکتا ہوا، کوئی جہنم رسید ہو جائے گا۔ سب سے پہلے نبی کریم ﷺ پل صراط سے گزریں گے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

..... يُضْرَبُ جِسْرُ جَهَنَّمَ ..... فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُجِيزُ، وَدُعَاءُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ: اللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ، وَبِهِ كَلَالِيبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ، أَمَا رَأَيْتُمْ شَوْكَ السَّعْدَانِ؟ قَالُوا: بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ، غَيْرَ أَنَّهَا لَا يَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِهَا إِلَّا اللّٰهُ، فَتَخْطَفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ، مِنْهُمُ الْمُوبَقُ بِعَمَلِهِ، وَمِنْهُمُ الْمُخَرْدَلُ.

''جہنم پر پل رکھا جائے گا۔..... سب سے پہلے میں پل کو عبور کروں گا، اُس دن تمام انبیا یہی پکار رہے ہوں گے: اللہ! سلامتی کا سوال ہے (سلامتی سے گزار دے۔) پل صراط پر سعدان (ایک درخت کا نام) کے کانٹوں کی طرح کانٹے ہوں گے۔ (اے صحابہ!) کیا آپ نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا: جی ہاں، اللہ کے رسول! فرمایا: پل صراط پر بھی اس طرح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے کانٹے ہوں گے، مگر وہ کتنے بڑے ہوں گے، یہ اللہ ہی جانتا ہے، وہ لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق پکڑیں گے، بعض اپنے (برے) اعمال کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے اور بعض زخمی ہو کر نجات پا جائیں گے۔''

(صحيح البخاري : 6573، صحيح مسلم : 182)

سوال: مسجد کی تعمیر مکمل ہونے پر ''افتتاحی تقریب'' کا کیا حکم ہے؟

جواب: کسی علاقہ میں مسجد تعمیر ہو، تو اس کے افتتاح کے لیے تقریب منعقد کی جا سکتی ہے، اس مناسبت سے درس و وعظ کا اہتمام بھی کیا جا سکتا ہے، جس میں لوگوں کو مساجد کی اہمیت و ضرورت سے آشنا کیا جاتا ہے۔ نیز مہمانوں کے اکرام میں کھانے پینے کا بندوبست بھی کیا جا سکتا ہے۔

مسجد کے افتتاح کو بدعت کہنا درست نہیں، کیونکہ بدعت کسی چیز کو دین بنانے کا نام ہے اور مسجد کے افتتاح کو کوئی بھی دین کا حصہ نہیں سمجھتا، بلکہ اس کا تعلق ابلاغ دین سے ہے، جس کا کوئی بھی جائز طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے، واللہ اعلم!

سوال: کیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ مصائب میں مدد کرتے ہیں؟

جواب: مدد صرف اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔ غیر اللہ سے مدد کی اُمید رکھنا جائز نہیں۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ابن ملجم نے شہید کر دیا، آپ رضی اللہ عنہ اپنی مدد نہ کر پائے اور نہ اپنے قتل کی تدبیر کرنے والے کو جان پائے، تو بھلا وہ شہادت کے بعد دوسروں کی مدد کیسے کر سکتے ہیں۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان کو کربلا میں بے دردی سے شہید کر دیا گیا، مگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مدد نہ کی، کیا ایسا ممکن ہے کہ ایک شخص اپنے بیٹے کی جان بچانے کی طاقت رکھتا ہو، مگر اس کی جان نہ بچائے؟ یقیناً نہیں۔ تو جب ایک عام آدمی سے یہ بات بعید ہے، تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ کیسے سوچا جا سکتا ہے۔ درحقیقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ وفات کے بعد اللہ تعالیٰ کے پاس نعمتوں میں ہیں۔ وہ دنیا والوں سے باخبر نہیں، نہ ان کی مدد کرنے کی طاقت رکھتے ہیں، مدد صرف اللہ تعالیٰ ہی کر سکتا ہے اور اسی سے مدد مانگنی چاہیے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿أَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ﴾(الزمر : 36)

''کیا اللہ اپنے بندوں کو کافی نہیں ہے۔''

❁ نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾(الأنعام : 17)

''اگر اللہ آپ کو تکلیف پہنچائے تو اللہ کے سوا کوئی اس کو دور نہیں کر سکتا اور اگر وہ خیر پہنچانا چاہے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾(آل عمران : ١٢٦، الأنفال : ١٠)

''(مافوق الاسباب) مدد صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهٖ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ﴾(الأعراف : ١٩٧)

''جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، وہ تمہاری مدد کی طاقت نہیں رکھتے، نہ خود

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنی مدد پر قادر ہیں۔''

تحت الاسباب مدد توکل کے خلاف نہیں اور توحید کے بھی منافی نہیں۔فوق الاسباب مدد غیر اللہ سے طلب کرنا توکل اور توحید کے منافی ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾(الفاتحة : ٥)

''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔''

❁ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ﴾(آل عمران : ١٢٦)

''مدد صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے جو کہ غالب اور حکمت والا ہے۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾(الأنفال : ١٠)

''مدد صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے۔بلاشبہ اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔''

سوال: قبروں پر پھولوں کا گلدستہ رکھنا کیسا ہے؟

جواب: بدعت ہے اور قبروں کے متعلق غلو ہے، نیز کفار سے مشابہت ہے۔کفار کی مشابہت بالاتفاق حرام اور ممنوع ہے۔

سوال: ایک شخص کبائر کا ارتکاب کرتا رہا، بغیر توبہ مر گیا، کیا وہ جنت میں جائے گا؟

جواب: اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ جس کے عقیدہ میں شرک وکفر نہ ہو، تو وہ کبائر کی بنیاد پر ابدی جہنمی نہیں ہوگا، اس کا معاملہ اللہ کی مشیت پر ہے، وہ چاہے، تو اسے معاف کر دے، چاہے تو عذاب سے دوچار کر کے جنت میں داخل کر دے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا خضر علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعزیت کی۔

جواب: ثابت نہیں۔اس بارے میں مروی روایات ضعیف ہیں۔

❁ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ خضر علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعزیت کی اور فرمایا:

إِنَّ الْمُصَابَ مَنْ حُرِمَ الثَّوَابَ .

''بے شک مصیبت زدہ وہ ہے، جو اجر وثواب سے محروم رہ جائے۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 128/3)

سند ضعیف ہے۔عبداللہ بن میمون قداح ''ضعیف ومتروک'' ہے۔

اس بارے میں دیگر روایات بھی ہیں، سب کی سب ضعیف ہیں۔

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي أَسَانِيدِهِ ضَعْفٌ .

''اس کی تمام سندوں میں ضعف ہے۔''

(السّنن الكبرىٰ، تحت الرقم :7091)

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كُلُّ هٰذِهِ الْأَحَادِيثُ لَا تَثْبُتُ .

''(خضر علیہ السلام کے بارے میں) یہ تمام احادیث غیر ثابت ہیں۔''

(المُنتظم :363/1)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْأَحَادِيثُ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا الْخَضِرُ وَحَيَاتُهُ كُلُّهَا كِذْبٌ وَلَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَصِحُّ فِي حَيَاتِهٖ حَدِيثٌ وَاحِدٌ .

''وہ تمام احادیث، جن میں خضر علیہ السلام اور ان کے زندہ ہونے کا ذکر ہے، سب جھوٹ ہیں، حیات خضر کے بارے میں کوئی ایک حدیث بھی ثابت نہیں۔''

(المَنار المُنيف، ص 67)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ رُوِيَ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ ضَعِيفٍ ..... وَلَا يَصِحُّ .

''یہ روایت دیگر ضعیف سندوں سے بھی مروی ہے۔..... یہ روایت ثابت نہیں۔''

(البِداية والنّهاية : 258/2)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هِيَ وَاهِيَةٌ كُلُّهَا .

''اس بارے میں مروی تمام روایات ضعیف ہیں۔''

(نتائج الأفكار : 358/4)

❁ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الْجُمْهُورُ مِنَ الْفُقَهَاءِ وَالْمُحَدِّثِينَ وَغَيْرِهِمْ وَبَعْضِ الصُّوفِيَّةِ عَلٰى أَنَّهٗ مَاتَ .

''جمہور فقہا، محدثین وغیرہ اور بعض صوفیا کے نزدیک خضر علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔''

(مِرقاة المَفاتيح : 3466/8)

جب حیات خضر علیہ السلام کے بارے میں ساری کی ساری روایات ضعیف ہیں، تو ان کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعزیت کرنا کیسے ثابت ہو سکتا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۲۴)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: جس تعویذ پر ''یا علی مدد'' یا ''یا جبریل مدد'' لکھا ہو، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: علی رضی اللہ عنہ اور جبریل علیہ السلام سے مدد مانگنا شرک ہے۔ مدد صرف اللہ سے مانگی جائے گی، لہٰذا جس تعویذ میں غیر اللہ سے مدد مانگی گئی ہو، اسے پہننا حرام اور ناجائز ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ صَلَاةٍ لَا يُقْرَأُ فِيهَا بِأُمِّ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ إِلَّا صَلَاةً خَلْفَ إِمَامٍ .

''جس نماز میں سورت فاتحہ نہ پڑھی جائے، وہ ناقص و ناتمام ہے، سوائے اس کے کہ امام کی اقتدا میں ہو۔''

(القراءة خلف الإمام للبَيهقي، ص 194، الخلافيات للبيهقي: 1931)

جواب: سند ضعیف و منکر ہے۔ عبدالرحمٰن بن اسحاق مدنی اگرچہ حسن الحدیث ہے، مگر اس کی بعض منکر روایات بھی ہیں۔

❁ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ مِمَّنْ يُعْتَمَدُ عَلٰى حِفْظِهِ .

''اس کے حفظ پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(تاریخ ابن عَساکر : 198/34، وسندہٗ حسنٌ)

❁ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُكْتَبُ حَدِيثُهٗ وَلَا يُحْتَجُّ بِهٖ .

''اس کی حدیث میں اضطراب ہے۔''

(الجرح والتّعدیل : 213/5)

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي حَدِيثِهٖ بَعْضُ مَا يُنْكَرُ، وَلَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ .

''اس کی حدیث میں بعض منکر روایات ہیں، ان پر متابعت نہیں کی گئی۔''

(الکامل في ضُعفاء الرّجال : 495/5)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے بھی ایک دوسری روایت کو ''منکر'' کہا ہے۔

(میزان الاعتدال : 548/2)

عبدالرحمٰن بن اسحاق مدنی کی مذکور بالا روایت بھی منکر ہے، کیونکہ اس کی یہ روایت حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ (صحیح مسلم: ۳۹۵) کے خلاف ہے۔

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

هٰذَا خَبَرٌ فِيهِ نَظَرٌ لَا يُثْبِتُهٗ أَهْلُ الْمَعْرِفَةِ بِالْحَدِيثِ .

''یہ حدیث محل نظر ہے، اسے محدثین ثابت نہیں سمجھتے۔''

(القراءۃ خلفَ الإمام، ص 194)

سوال: ایک حدیث میں ہے کہ قیامت برے لوگوں پر قائم ہوگی اور بعض میں ہے کہ قیامت کے قریب اسلام عام ہو جائے گا، اس کی کیا حقیقت ہے؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب: دونوں طرح کی احادیث صحیح ہیں۔ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا، وہ زمین پر اسلام کو پھیلائیں گے، صلیب توڑ دیں گے، کفر کا قلع قمع کر دیں گے، زمین میں صرف اسلام رہ جائے گا، باقی تمام ادیان ختم ہو جائیں گے، زمین عدل سے بھر جائے گی، لوگوں پر نعمتوں کی فراوانی ہو جائے گی، اسی اثنا میں ہوا چلے گی، جس سے تمام اہل ایمان پر موت طاری ہو جائے گی، پھر صرف شریر لوگ رہ جائیں گے اور قیامت قائم ہو جائے گی، ان میں کوئی بھی اللہ تعالیٰ کا نام لیوا باقی نہیں رہے گا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فِي الْأَرْضِ حَكَمًا عَدْلًا، وَّقَاضِيًا مُقْسِطًا، فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ وَالْقِرْدَ، وَتُوضَعُ الْجِزْيَةُ، وَتَكُونُ السَّجْدَةُ كُلُّهَا وَاحِدَةً لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ .

''اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہو گی، جب تک سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام زمین پر امام عادل اور قاضی منصف کی حیثیت نہ اتر جائیں، آپ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر اور بندر کو قتل کریں گے، جزیہ ختم کر دیا جائے گا اور سجدہ صرف اللہ رب العالمین کو ہی ہوگا۔''

(المُعجم الأوسط للطّبراني : 1342، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو لَا بَأْسَ بِهٖ کہا ہے۔

(فتح الباري : 491/6)

❁ سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

..... ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ مَطَرًا لَا يَكُنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَيَغْسِلُ الْأَرْضَ حَتّٰى يَتْرُكَهَا كَالزَّلَفَةِ، ثُمَّ يُقَالُ لِلْأَرْضِ : أَنْبِتِي ثَمَرَتَكِ، وَرُدِّي بَرَكَتَكِ، فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ، وَيَسْتَظِلُّونَ بِقِحْفِهَا، وَيُبَارَكُ فِي الرِّسْلِ، حَتّٰى أَنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الْإِبِلِ لَتَكْفِي الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ، وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ لَتَكْفِي الْقَبِيلَةَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِي الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ بَعَثَ اللّٰهُ رِيحًا طَيِّبَةً، فَتَأْخُذُهُمْ تَحْتَ آبَاطِهِمْ، فَتَقْبِضُ رُوحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكُلِّ مُسْلِمٍ، وَيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ، يَتَهَارَجُونَ فِيهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ، فَعَلَيْهِمْ تَقُومُ السَّاعَةُ .

''پھر اللہ تعالیٰ ایسی بارش نازل کرے گا کہ کوئی پکا یا کچا گھر اُوٹ نہیں بن سکے گا، اس سے زمین دھل جائے گی اور شیشے کی طرح صاف ہو جائے، پھر زمین سے کہا جائے گا: اپنے پھل اُگاؤ اور اپنی برکت لوٹاؤ، تو اس وقت ایک انار کو پوری جماعت کھائے گی اور اس کے چھلکے سے سایہ حاصل کرے گی۔ دودھ میں ایسی برکت ہوگی کہ اونٹنی کے ایک دفعہ کا دودھ لوگوں کی ایک بڑی جماعت کے لیے کافی ہو جائے گا، گائے کے ایک دفعہ کا دودھ ایک قبیلے کو کافی ہو جائے گا اور بکری کے ایک دفعہ کا دودھ قبیلے کی ایک شاخ کے لیے کافی رہے گا۔ لوگ اسی طرح زندگی گزار رہے ہوں گے کہ اچانک اللہ تعالیٰ خوشگوار ہوا چلائے گا، وہ لوگوں کو بغلوں کے نیچے سے پکڑے گی اور ہر مومن اور مسلمان کی روح قبض کر لے گی۔ پھر بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے، وہ گدھوں کی طرح (برسر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عام) جماع کریں گے۔ ایسے (بدترین) لوگوں پر ہی قیامت قائم ہوگی۔''

(صحيح مسلم : 2937)

سوال: کیا امام ابو بکر اسماعیلی رحمہ اللہ (۳۷۰ھ) کی کتاب ''اعتقاد ائمۃ الحدیث'' ثابت ہے؟

جواب: اعتقاد ائمۃ الحدیث امام ابو بکر اسماعیلی رحمہ اللہ سے ثابت ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کیسی ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کعبۃ اللہ کی تعظیم و تکریم میں فرماتے ہیں:

مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ، وَالْمُؤْمِنُ أَعْظَمُ حُرْمَةً عِنْدَ اللّٰهِ مِنْكِ .

''تو کتنا عظیم ہے اور تیری حرمت کتنی عظیم ہے! مگر اللہ کے ہاں مؤمن کی حرمت تجھ سے بھی زیادہ ہے۔''

(سنن التّرمذي : 2032، صحيح ابن حبان : 5763)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① اوفی بن دلہم ''مجہول الحال'' ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ۶/ ۸۸) میں ذکر کیا ہے۔

❁ امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ أَوْفٰى عَنْ نَافِعٍ، وَلَا أَدْرِي مَا هُوَ .

''اوفی کی روایت نافع سے غیر معروف ہے، نیز میں نہیں جانتا کہ اوفی خود کون ہے؟

(عِلل الحديث : 179/6)

② اوفی بن دلہم کا نافع سے سماع معلوم نہیں ہو سکا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس باب میں مرفوع حدیث (سنن ابن ماجہ: ۳۹۳۲) بھی ضعیف ہے۔ نصر بن محمد حمصی ''ضعیف'' ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

لَقَدْ فَارَقَكُمْ رَجُلٌ بِالْأَمْسِ لَمْ يَسْبِقْهُ الْأَوَّلُونَ بِعِلْمٍ، وَلَا يُدْرِكُهُ الْآخِرُونَ، كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَبْعَثُهُ بِالرَّايَةِ جِبْرِيلُ عَنْ يَمِينِهِ، وَمِيكَائِيلُ عَنْ شِمَالِهِ لَا يَنْصَرِفُ حَتّٰى يُفْتَحَ لَهُ.

''کل آپ سے وہ ہستی جدا ہوئی ہے، جس کے علم کو نہ پہلے پہنچ سکتے ہیں اور نہ بعد میں آنے والے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جھنڈا تھما کر (قتال کے لیے) روانہ کرتے تھے، جبریل علیہ السلام ان کے دائیں اور میکائیل علیہ السلام بائیں طرف ہوتے تھے، وہ فتح حاصل کر کے ہی لوٹتے تھے۔''

(مسند الإمام أحمد: 1719، صحيح ابن حبان: 6936)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① ابواسحاق سبیعی کا عنعنہ ہے، نیز اختلاط بھی ہے۔

② اسماعیل بن ابی خالد اور شریک بن عبداللہ قاضی دونوں مدلس ہیں۔

❁ مستدرک حاکم (۳/۱۷۲) والی سند جھوٹی ہے۔

① امام حاکم رحمہ اللہ کے استاد ابومحمد حسن بن محمد بن یحییٰ ابن اخی طاہر عقیقی حسنی کے بارے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ متہم ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(میزان الاعتدال :521/1؛ المُغني في الضّعفاء :167/1)

نیز حافظ ذہبی رحمہ اللہ اس کی دو حدیثیں ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

هٰذَانِ دَالَانِ عَلٰى كِذْبِهٖ وَعَلٰى رِفْضِهٖ .

''یہ دونوں روایتیں اس کے جھوٹے اور رافضی ہونے پر دلالت کناں ہیں۔''

(میزان الاعتدال :521/1)

نیز ''کذاب'' بھی کہا ہے۔

(تلخیص کتاب الموضوعات :115/1)

اس کے بارے میں ادنیٰ کلمہ توثیق بھی ثابت نہیں۔ اس کی متابعت حافظ دولابی کے استاذ ابوجعفر خمس بن معمر جوہری نے کر رکھی ہے۔

اولاً: حافظ دولابی خود ضعیف ہیں۔

ثانیاً: ان کے استاد خمس بن معمر کی توثیق نہیں مل سکی۔

② حسین بن زید بن علی کی منکر روایات ہیں۔

❀ امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَعْرِفُ وَتُنْكِرُ .

''یہ معروف اور منکر روایات بیان کرتا ہے۔''

(الجرح والتّعدیل : 53/3)

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنِّي وَجَدْتُ فِي بَعْضِ حَدِيثِهِ النُّكْرَةَ .

''میں نے اس کی بعض احادیث میں نکارت پائی ہے۔''

(الکامل في ضُعفاء الرّجال : 218/3)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

③ علی بن جعفر بن محمد حسین بھی ''مجہول الحال'' ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے مقبول (مجہول الحال) کہا ہے۔

(تقریب التّھذیب : 4699)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا رَأَیْتُ أَحَدًا لَیَّنَہٗ، نَعَمْ وَلَا مَنْ وَثَّقَہٗ وَلٰکِنْ حَدِیْثُہٗ مُنْکَرٌ جِدًّا .

''میں نہیں جانتا کہ کسی نے اسے ثقہ یا ضعیف کہا ہو، البتہ اس کی روایت سخت منکر ہوتی ہے۔'' (میزان الاعتدال : 3/117، ت : 5799)

نیز اس روایت کو لَیْسَ بِصَحِیحٍ کہا ہے۔

(تلخیص المستدرك : 3/172)

④ اسماعیل بن محمد بن اسحاق کے حالات زندگی نہیں ملے۔

❁ مسند بزار (۱۳۴۰)، تاریخ الطبری (۵/ ۱۵۷) الذریعۃ الطاہرۃ للدولابی (ص ۴۷) کی سند بھی ضعیف ہے۔

① حفص بن خالد ''مجہول الحال'' ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: (۳/۱۷۲)'' میں ذکر کیا ہے۔

② خالد بن جابر ''مجہول الحال'' ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ۶/۲۵۲) میں ذکر کیا ہے۔

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ھٰذَا غَرِیبٌ جِدًّا، وَفِیہِ نَکَارَۃٌ .

''یہ روایت سخت غریب ہے، اس میں نکارت ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(البِداية والنّهاية :28/11)

❁ مسند الامام احمد (۱/ ۱۹۹) والی سند بھی ضعیف ہے۔

① ابواسحاق سبیعی کا عنعنہ ہے۔

② عمرو بن حبشی ''مجہول الحال'' ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات:۲/ ۳۶۹) میں ذکر کیا ہے۔

❁ مصنف ابن ابی شیبہ (۲/ ۶۹) والی سند بھی ضعیف ہے۔

① شریک بن عبداللہ قاضی مدلس اور سیء الحفظ ہے۔

② ابواسحاق سبیعی مدلس ومختلط ہیں۔

❁ مسند بزار (۱۳۴۱) کی سند جھوٹی ہے۔ابوجارود زیاد بن منذر اعمی کذاب ووضاع ہے۔

❁ المعجم الاوسط للطبرانی (۲۱۵۵) والی سند ضعیف ہے۔سلام بن ابی عمرہ ''ضعیف'' ہے۔

یہ روایت ضعیف ومنکر ہے۔

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَامَ الْإِجْمَاعُ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ عَلٰى أَنَّ الصِّدِّيقَ أَفْضَلُ الصَّحَابَةِ، ثُمَّ عُمَرُ.

''اہل سنت والجماعت کا اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں افضل ہیں، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔''

(التّوضيح :20/250)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ قَبْرُ سَبْعِينَ نَبِيًّا .

''مسجد خیف میں ستر انبیائے کرام رضی اللہ عنہم کی قبریں ہیں۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 13525)

جواب: اس کی سند صحیح ہے۔ اس میں یہ احتمال ہوسکتا ہے کہ وہ قبریں مسجد کے قریب ہوں گی۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان قبروں کا نام ونشان مٹ چکا ہو اور کسی کے علم میں بھی نہ ہو کہ یہاں انبیا کی قبریں ہیں، تو اس جگہ پر مسجد بنا دی گئی ہو۔ لہٰذا اس روایت کی بنیاد پر قبروں پر مساجد بنانے کا استدلال درست نہیں، نیز اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انبیا اور صلحا کی قبروں پر قبے بنانا اور ان کی حد درجہ تعظیم بجالانا جائز نہیں۔

بعض نے یہ شبہ ظاہر کیا کہ اسماعیل علیہ السلام کی قبر حطیم میں ہے۔

اولاً؛ اس پر کوئی دلیل نہیں۔

ثانیاً؛ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فِيهِ أَنَّ صُورَةَ قَبْرِ إِسْمَاعِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَغَيْرِهِ مُنْدَرِسَةٌ فَلَا يَصْلُحُ الْاِسْتِدْلَالُ بِهِ .

''اسماعیل علیہ السلام وغیرہ کی قبروں کا نام ونشان مٹ چکا ہے، لہٰذا اس سے (قبروں پر مسجد بنانے) کا استدلال درست نہیں۔''

(مِرقاة المَفاتيح : 601/2)

سوال: قبر پر فاتحہ پڑھنا کیسا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: ثابت نہیں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ ثُمَّ قَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ و﴿أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ ثُمَّ اَللّٰهُمَّ إِنِّي جَعَلْتُ ثَوَابَ مَا قَرَأْتُ مِنْ كَلَامِكَ لِأَهْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ كَانُوا شُفَعَاءَ لَهٗ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى .

''جو قبرستان جا کر سورت فاتحہ، سورت اخلاص اور سورت تکاثر پڑھے، پھر یوں کہے: اللہ! جو میں نے تیرے کلام میں سے پڑھا، اس کا ثواب اس قبرستان والے مومن مردوں، مومن عورتوں کو پہنچا، تو وہ تمام اللہ کے ہاں اس کی سفارش کریں گے۔''

(الفوائد لأبي القاسم الزنجي : 58)

سند جھوٹی ہے۔

① احمد بن سعید الخیمی ''کذاب ووضاع'' ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''وضاع'' کہا ہے۔

(لسان الميزان :1/477)

② ابو طیب عمران بن موسیٰ عسقلانی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

③ ابو القاسم عبد الباقی بن بکر بن حدید مالکی کے حالات زندگی نہیں مل سکے۔

④ الحسن بن عمرو بن علی بن زریق ابو محمد کون ہے؟ معلوم نہیں۔

⑤ زہری کا عنعنہ ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

قبر پر سورت فاتحہ پڑھنا بدعت ہے۔ ایصال ثواب کا یہ طریقہ کتاب وسنت اور اسلاف اُمت سے ثابت نہیں، نیز قبرستان میں قرآن پڑھنا ممنوع ہے۔

سوال: کیا ابوجندل رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبصیر رضی اللہ عنہ کی قبر پر مسجد بنائی؟

جواب: اسلام میں قبروں پر مسجدیں بنانا جائز نہیں۔ سیدنا ابوجندل رضی اللہ عنہ کا سیدنا ابو بصیر رضی اللہ عنہ کی قبر پر مسجد بنانا ثابت نہیں۔

❁ زہری رحمہ اللہ سے مروی ہے:

جَعَلَ عِنْدَ قَبْرِهٖ مَسْجِدًا .

''ابوجندل رضی اللہ عنہ نے ابوبصیر رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس مسجد بنائی۔''

(دلائل النّبوة للبيهقي : 175/4، تاريخ ابن عساكر : 300/25)

زہری کی مرسل یا معضل ہے۔

❁ الاستیعاب لابن عبدالبر (۱۶۱۲/۲) والی سند بھی ضعیف ہے۔ محمد بن اسحاق کی مرسل یا معضل ہے، نیز منکر بھی ہے۔

سوال: کسی بڑے کی موت پر اجتماعی طور پر چند لمحات کی خاموشی اختیار کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں۔ یہ کفار کی نقالی ہے۔ تعزیت کا یہ طریقہ غیر شرعی ہے۔

سوال: کسی کی موت پر بطور سوگ موم بتیاں جلانا کیسا ہے؟

جواب: قبیح بدعت ہے، جو کفار کی پیروی میں اختیار کی گئی ہے۔ اسلام میں اس کی کوئی اصل نہیں، نہ اسلاف اُمت سے منقول ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ عبدالرحمٰن بن ابی مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كَانَ وَاثِلَةُ يُصَلِّي بِنَا صَلَاةَ الْفَرِيضَةِ فِي الْمَقْبَرَةِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَسْتَتِرُ بِقَبْرٍ .

''سیدنا واثلہ بن اسقع ہمیں قبرستان میں فرض نماز پڑھا دیتے تھے، البتہ کسی قبر کی اوٹ میں کھڑے نہیں ہوتے تھے۔''

(الأوسط لابن المنذر : 185/2)

جواب: سند ضعیف ہے۔ خالد بن یزید بن عبدالرحمٰن دمشقی ضعیف ہے۔

سوال: کیا میت کی طرف سے صدقہ کرنا جائز ہے؟

جواب: اہل سنت کے نزدیک میت کی طرف سے صدقہ کرنا بالاجماع جائز ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ؛ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ .

''جب انسان فوت ہو جاتا ہے، تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں، مگر تین اعمال (کہ ان کا اجر ملتا رہتا ہے۔) ① صدقہ جاریہ ② علم، جس سے نفع حاصل کیا جاتا رہا ③ نیک اولاد، جو اس کے لیے دعا کرے۔''

(صحيح مسلم : 1631)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ أَنَّ الدُّعَاءَ يَصِلُ ثَوَابُهُ إِلَى الْمَيِّتِ وَكَذٰلِكَ الصَّدَقَةُ وَهُمَا مُجْمَعٌ عَلَيْهِمَا .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ دعا کا ثواب میت کو پہنچتا ہے، اسی طرح صدقہ کا اجر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی پہنچتا ہے، ان دونوں پر اجماع ہے۔''

(شرح النّووي: 85/11)

❁ نیز فرماتے ہیں:

إِنَّ الصَّدَقَةَ تَصِلُ إِلَى الْمَيِّتِ وَيَنْتَفِعُ بِهَا بِلَا خِلَافٍ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَهٰذَا هُوَ الصَّوَابُ .

''صدقہ کا اجر میت کو پہنچتا ہے اور وہ اس سے فائدہ اٹھاتا ہے، اس بارے میں مسلمانوں کا کوئی اختلاف نہیں اور یہی درست بات ہے۔''

(شرح النّووي: 89/1)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

لَا نِزَاعَ بَيْنَ عُلَمَاءِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فِي وُصُولِ ثَوَابِ الْعِبَادَاتِ الْمَالِيَّةِ، كَالصَّدَقَةِ وَالْعِتْقِ، كَمَا يَصِلُ إِلَيْهِ أَيْضًا الدُّعَاءُ وَالْاِسْتِغْفَارُ، وَالصَّلَاةُ عَلَيْهِ صَلَاةَ الْجِنَازَةِ، وَالدُّعَاءُ عِنْدَ قَبْرِهِ .

''اس میں علمائے اہل سنت کا کوئی اختلاف نہیں کہ مالی عبادات مثلاً صدقہ اور غلام آزاد کرنا وغیرہ کا ثواب میت تک پہنچتا ہے، جیسا کہ میت کو دعا، استغفار، نماز جنازہ اور قبر پر دعا کا ثواب پہنچتا ہے۔''

(الفتاوی الکبریٰ: 63/3)

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ أَهْلُ السُّنَّةِ أَنَّ الْأَمْوَاتَ يَنْتَفِعُونَ مِنْ سَعْيِ الْأَحْيَاءِ بِأَمْرَيْنِ؛ أَحَدُهُمَا : مَا تَسَبَّبَ إِلَيْهِ الْمَيِّتُ فِي حَيَاتِهِ، وَالثَّانِي : دُعَاءُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْمُسْلِمِينَ وَاسْتِغْفَارُهُمْ لَهُ، وَالصَّدَقَةُ .

''اہل سنت کا اتفاق ہے کہ فوت شدگان کو زندوں کے اعمال دو طرح فائدہ پہنچاتے ہیں؛ ① جس کا سبب خود میت اپنی زندگی میں بنا ہو۔ ② مسلمانوں کا اس کے لیے دعا و استغفار کرنا اور صدقہ کرنا۔''

(شرح الطّحاوية، ص 452)

سوال: کیا ابلیس ابھی تک زندہ ہے؟

جواب: ابلیس کو اللہ تعالیٰ نے مہلت دے رکھی ہے، وہ قیامت تک زندہ رہے گا، اسے ابھی تک موت نہیں آئی۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُونَ، قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ، إِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ﴾(الحجر: ٣٦-٣٨)

''ابلیس نے کہا: میرے رب! مجھے اس دن تک مہلت دے، جب لوگ (قبروں سے) اٹھائے جائیں گے، تو اللہ نے کہا: تجھے ایک معلوم وقت تک مہلت دی۔''

سوال: مصائب میں نبی کریم ﷺ سے مدد طلب کرنا کیسا ہے؟

جواب: مدد صرف اللہ تعالیٰ سے طلب کی جا سکتی ہے، کسی نبی یا ولی سے مدد طلب کرنا شرک ہے۔ نبی کریم ﷺ دنیا سے بے خبر ہیں، کسی کی مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ غیر اللہ سے استعانت شرک ہے۔

❁ علامۃ الہند، شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ (١١٧٦ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنَّهُمْ يَسْتَعِينُونَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فِي حَوَائِجِهِمْ مِنْ شِفَاءِ الْمَرِيضِ وَغِنَاءِ الْفَقِيرِ، وَيَنْذُرُونَ لَهُمْ، يَتَوَقَّعُونَ إِنْجَاحَ مَقَاصِدِهِمْ بِتِلْكَ النُّذُورِ، وَيَتْلُونَ أَسْمَائَهُمْ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا، فَأَوْجَبَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِم أَنْ يَّقُولُوا فِي صَلَاتِهِمْ : ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾(الفاتحة : ٥)، وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ (الجنّ : ١٨)، وَلَيْسَ الْمُرَادُ مِنَ الدُّعَاءِ الْعِبَادَةُ، كَمَا قَالَهُ الْمُفَسِّرُونَ، بَلْ هُوَ الْاِسْتِعَانَةُ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ﴾(الأنعام : ٤١) .

''مشرکین اپنی حاجات، مثلاً مرض میں شفا اور فقیری میں خوشحالی کے لیے غیر اللہ سے مدد مانگتے ہیں اور ان کے نام کی نذر و نیاز دیتے ہیں۔ ان کو یہ امید ہوتی ہے کہ اس نذر و نیاز کی وجہ سے وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوں گے۔ وہ برکت کی امید پر غیر اللہ کے ناموں کا ورد بھی کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ہر نماز میں یہ کہنا فرض کیا ہے کہ : ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ (الفاتحہ : ٥) (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں)۔ نیز فرمایا : ﴿فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ (الجن : ١٨) (تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو)۔ اس آیتِ کریمہ میں دعا سے مراد عبادت نہیں، جیسا کہ (عام) مفسرین نے کہا ہے، بلکہ یہاں استعانت مراد ہے، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے : ﴿بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تَدْعُوْنَ﴾(الانعام : ۴۱) (بلکہ تم [سخت مصیبت کے وقت] اسی [اللہ] کو پکارتے ہو، چنانچہ وہ تمہاری مصیبتوں کو دُور فرماتا ہے)۔''

(حُجّة اللّٰه البالغة :185/1)

❁ قرآنِ کریم نے اہلِ فکر ونظر کو ان الفاظ میں دعوتِ توحید دی ہے:

﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهُ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيرٍ * وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ﴾

(سبأ : ۲۲۔۲۳)

''(اے نبی) کہہ دیجیے! تم ان لوگوں کو پکارو جن کو تم اللہ کے سوا (معبود) سمجھتے ہو۔ وہ تو آسمان وزمین میں ایک ذرے کے بھی مالک نہیں، نہ ان کا آسمان و زمین میں کوئی حصہ ہے نہ ان میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کا معاون ہے نہ اللہ کے ہاں کوئی سفارش فائدہ دیتی ہے، ہاں جس شخص کے لیے وہ خود اجازت دے۔''

❁ نبی کریم ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو وصیت فرمائی:

إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ .

''جب سوال کریں، تو اللہ سے کریں اور جب مدد مانگیں، تو اللہ تعالیٰ سے مانگیں۔''

(سنن التّرمذي : 2516، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِسْتَعِنْ بِاللّٰهِ . ''اللہ سے مدد مانگیں۔''

(صحيح مسلم : 2664)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: نبی کریم ﷺ کے نام کی قسم اٹھانا کیسا ہے؟

جواب: قسم صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے اسمائے حسنیٰ وصفات جلیلہ کی اٹھانی چاہیے۔

سوال: سود کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: سود حرام ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ اعلان جنگ ہے۔ قرآن، حدیث اور اُمت کے اجماع میں سود حرام ہے۔

❁ علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى تَحْرِيمِهٖ حَتّٰى يُكَفَّرَ جَاحِدُهٗ.

''سود کے حرام ہونے پر اُمت کا اجماع ہے، اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔''

(تبيين الحقائق : 85/4)

سوال: وقوف عرفہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: وقوف عرفہ حج کا رکن ہے۔ اس کے بغیر حج نہیں۔

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ الْوُقُوفَ بِعَرَفَةَ فَرْضٌ، وَلَا حَجَّ لِمَنْ فَاتَهُ الْوُقُوفُ بِهَا.

''اہل علم کا اجماع ہے کہ وقوف عرفہ فرض ہے، نیز جس سے وقوف عرفہ رہ گیا، اس کا حج نہیں۔'' (الإجماع، ص 57)

❁ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ أَنَّ الْوُقُوفَ بِعَرَفَةَ وَطَوَافَ الزِّيَارَةِ مِنْ جُمْلَةِ الْأَرْكَانِ.

''امت کا اجماع ہے کہ وقوف عرفہ اور طواف زیارت (افاضہ) حج کے ارکان میں سے ہیں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(البِناية : 236/4)

حج کے چار ارکان ہیں؛ احرام، وقوف عرفہ، طواف افاضہ اور صفا و مروہ کی سعی۔

شوافع کے نزدیک چھ ارکان حج ہیں، احناف کے نزدیک دو ارکان حج ہیں؛ وقوف عرفہ اور طواف افاضہ۔

سوال: فاسق کے مرنے کے بعد اس کے حق میں رحمت کی دعا کرنا کیسا ہے؟

جواب: فاسق کے لیے دعائے رحمت جائز ہے۔ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ ہر مؤمن کے لیے دعائے استغفار و رحمت جائز ہے، خواہ وہ فاسق ہو یا صالح۔

سوال: غیر اللہ سے مدد طلب کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: غیر اللہ سے مدد طلب کرنا شرک ہے اور شرک کے مرتکب کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ امامت صرف صحیح العقیدہ کی معتبر ہے۔

سوال: نصاریٰ کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: نصاریٰ (عیسائی) کافر ہیں۔ یہ اہل کتاب میں سے ہیں۔ جس کو بھی نبی کریم ﷺ کی بعثت کی خبر ملی اور وہ آپ ﷺ پر ایمان نہ لایا، تو وہ کافر ہے، خواہ وہ کسی آسمانی دین سے منسوب ہو یا زمینی۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنْفَكِّينَ حَتّٰى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ﴾(البيّنة : ١)

''اہل کتاب اور مشرکین میں سے جنہوں نے کفر کیا، وہ باز آنے والے نہیں تھے، تا آنکہ ان کے پاس واضح دلیل آجائے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ نیز فرمان الٰہی ہے:

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ﴾(المائدة : ٧٣)

''تحقیق ان لوگوں (نصاریٰ) نے کفر کیا، جنہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تین (معبودوں) میں سے تیسرا ہے۔''

❁ نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ أَنّٰى يُؤْفَكُونَ﴾(التّوبة : ٣٠)

''یہود نے کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے، نصاریٰ نے کہا مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں، جو ان سے پہلے کفار کے مشابہ ہیں، اللہ انہیں ہلاک کرے، یہ کہاں بھٹکے ہوئے ہیں۔''

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَّلَا نَصْرَانِيٌّ، ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ؛ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ.

''اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس امت کا جو بھی یہودی و نصرانی میرا پیغام سنے اور میری تعلیمات پر ایمان لائے بغیر مر جائے، وہ جہنمی ہے۔''(صحيح مسلم : 153)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۲۵)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) کی تصنیف لطیف منہاج السنہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) کی کتاب «مِنْهَاجُ السُّنَّةِ النَّبَوِيَّةِ فِي نَقْضِ كَلَامِ الشِّيعَةِ الْقَدَرِيَّةِ» عدیم النظیر کتاب ہے۔

❀ علامہ عبدالحی لکھنوی حنفی رحمہ اللہ (۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ طَالَعْتُ مِنْ تَصَانِيفِهِ؛ اَلْفَتْوَى الْحِمْوِيَّةِ، وَالْوَاسِطِيَّةِ، وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ رَسَائِلِهِ، وَمِنْهَاجِ السُّنَّةِ وَهُوَ أَجَلُّ تَصَانِيفِهِ، رَدَّ فِيهِ عَلٰى مِنْهَاجِ الْكِرَامَةِ لِلْحِلِّي الشِّيْعِيِّ، لَمْ يُصَنَّفْ فِي بَابِهِ مِثْلُهُ، لَا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ.

''میں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تصانیف میں سے فتوی حمویہ، عقیدہ واسطیہ، اس کے علاوہ رسائل اور منہاج السنہ کا مطالعہ کیا ہے، منہاج السنہ آپ رحمہ اللہ کی نہایت عمدہ تصنیف ہے، اس میں آپ نے ابن مطہر حلی شیعہ (۷۲۶ھ) کی کتاب «مِنْهَاجُ الْكِرَامَةِ فِي مَعْرِفَةِ الْإِمَامَةِ» کا رد کیا ہے۔ اس باب میں اس جیسی کتاب نہیں لکھی گئی، نہ آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(التّعليقات السَّنِيّة، ص 34)

سوال: کیا قرآن کریم کی تمام آیات محکم ہیں یا اس میں بعض متشابہ آیات بھی ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں محکم اور متشابہ کو تین اعتبار سے بیان کیا ہے۔

① پورا قرآن محکم ہے۔ مطلب کہ اس کے تمام الفاظ، احکام، اخبار اور معانی محکم، متقن اور مضبوط ہیں، اس میں کوئی نقص اور غلطی نہیں۔ اس اعتبار سے قرآن کریم کی تمام آیات محکم ہیں۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ﴾(هود: ١)

''اس کتاب کی (تمام) آیات کو محکم بنایا گیا ہے۔''

❁ نیز فرمان الٰہی ہے:

﴿تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ﴾(يونس: ١)

''یہ حکمت والی (محکم) کتاب کی آیات ہیں۔''

❁ پورا قرآن متشابہ ہے۔ مطلب کہ اس کی تمام آیات کمال، تصدیق، عمدگی اور موافقت میں ایک دوسرے کے متشابہ ہیں، قرآن میں کوئی آیت حقیقت میں دوسری کے مخالف نہیں ہے، بلکہ اس کی تمام آیات ایک دوسری کی تصدیق کرتی ہیں۔ اس اعتبار سے قرآن کریم کی تمام آیات متشابہ ہیں۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَللّٰهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا﴾(الزّمر: ٢٣)

''اللہ تعالیٰ نے احسن حدیث اور متشابہ کتاب نازل کی ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن میں کوئی آیت دوسری آیت کے معارض ومخالف نہیں، ظاہری طور پر مخالف ہو سکتی ہے، مگر اس پر غور وفکر اور تدبر کیا جائے اور اہل علم سے سمجھا جائے، تو وہ اختلاف دور ہو جاتا ہے، کیونکہ قرآن کی حقانیت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اس کی کوئی آیت دوسری کے مخالف نہیں۔

❁ فرمان الٰہی ہے:

﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا﴾(النّساء: ۸۲)

''کیا وہ قرآن کریم میں تدبر نہیں کرتے، اگر وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی طرف سے ہوتا، تو وہ اس میں کثیر اختلاف پاتے۔''

③ قرآن کریم کی بعض آیات محکم اور بعض متشابہ ہیں۔ محکم سے مراد وہ آیات ہیں، جن کا معنی بالکل واضح ہے اور متشابہ آیات سے مراد وہ آیات ہیں، جن کے معانی واضح نہیں، مگر ماہر اہل علم ان کے معانی جان لیتے ہیں۔ اگر متشابہ آیات کو محکم کی طرف لوٹایا جائے، تو ان کے معانی سمجھے جا سکتے ہیں۔ اہل ایمان محکم آیات پر عمل کرتے ہیں اور متشابہات پر ایمان لاتے ہیں، جبکہ گمراہ لوگ محکم آیات کو چھوڑ کر متشابہات کی پیروی کرتے ہیں اور قرآن فہمی میں اپنی من مرضیاں کرتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے ''اہل زیغ'' کہا ہے۔ اس اعتبار سے قرآن کریم کی بعض آیات محکم اور بعض متشابہ ہیں۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَأَمَّا الَّذِيْنَ فِي قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَأْوِيْلِهٖ﴾(آل عمران : ۷)

''اسی ذات نے آپ پر کتاب نازل کی، اس کی بعض آیات محکم ہیں، بعض متشابہہ ہیں، محکم آیات اصل کتاب ہیں۔ ٹیڑھے دل والے فتنہ وتاویل باطلہ کی غرض سے متشابہ آیات کا سہارا لیتے ہیں۔''

❁ امام طبری رحمہ اللہ (۳۱۰ھ) فرماتے ہیں:

هٰذِهِ الْآيَةُ وَإِنْ كَانَتْ نَزَلَتْ فِيمَنْ ذَكَرْنَا أَنَّهَا نَزَلَتْ فِيهِ مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ، فَإِنَّهُ مَعْنِيٌّ بِهَا كُلُّ مُبْتَدِعٍ فِي دِينِ اللّٰهِ بِدْعَةً، فَمَالَ قَلْبُهُ إِلَيْهَا، تَأْوِيلًا مِّنْهُ لِبَعْضِ مُتَشَابِهِ آيِ الْقُرْآنِ، ثُمَّ حَاجَّ بِهِ وَجَادَلَ بِهِ أَهْلَ الْحَقِّ، وَعَدَلَ عَنِ الْوَاضِحِ مِنْ أَدِلَّةِ آيِهِ الْمُحْكَمَاتِ إِرَادَةً مِنْهُ بِذٰلِكَ اللَّبْسَ عَلٰى أَهْلِ الْحَقِّ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، وَطَلَبًا لِّعِلْمِ تَأْوِيلِ مَا تَشَابَهَ عَلَيْهِ مِنْ ذٰلِكَ كَائِنًا مَنْ كَانَ .....

''اگرچہ یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے، لیکن اس سے مراد ہر بدعتی ہے، جو اللہ کے دین میں بدعت جاری کرتا ہے، پھر قرآن کی بعض متشابہ آیات میں تاویل کرتے ہوئے اس کا دل اس بدعت کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور وہ اہل حق سے جھگڑا کرتے ہوئے محکم آیات میں موجود واضح حق سے ہٹ جاتا ہے، اس کا ارادہ ہوتا ہے کہ مومنوں سے حق چھپائے اور متشابہ آیات کی تاویل تلاش کرے، چاہے جو بھی ہو۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(تفسير الطّبري : 181/3)

فائدہ:

جن آیات میں صفات باری تعالیٰ کا بیان ہوا ہے، وہ محکم ہیں، انہیں متشابہ قرار دینا بدعی نظریہ ہے۔ ائمہ اہل سنت آیات صفات کو متشابہ نہیں قرار دیتے تھے۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی تمام آیات کو محکم کیوں نہیں بنایا؟ متشابہ آیات میں کیا حکمت ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متشابہ آیات اس لیے نازل کیں، تاکہ وہ انسانوں کا امتحان لے، کہ ظاہر معانی والی آیات کو تو تمام مسلمان مانتے ہیں، متشابہ میں کون استقامت دکھاتا ہے اور کون گمراہ ہو جاتا ہے؟ یہ امتحان مقصود تھا۔ اسی لیے محکم آیات کی پیروی اہل ایمان کرتے ہیں اور متشابہ آیات کی پیروی اہل زیغ کرتے ہیں۔

دوسری حکمت ماہر اہل علم کی فضیلت کو بیان کرنا ہے کہ جو علم وحی میں پختہ کار ہیں، لوگ ان کی طرف رجوع کریں، ان کے ذریعہ کتاب اللہ کو سمجھیں۔ یقیناً نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے زیادہ علم والے صحابہ کرام ہیں، ان کے بعد تابعین عظام اور سلف صالحین ہیں، تو متشابہات کو سب سے زیادہ جاننے والے اسلاف اُمت ہیں، ان کی راہنمائی میں ہی قرآن کریم کو سمجھا جائے گا، کیونکہ وہ محکم اور متشابہ دونوں قسم کی آیات کو جانتے تھے۔

سوال: احناف کے نزدیک شیخین، طرفین اور صاحبین سے کون مراد ہیں؟

جواب: احناف کی اصطلاح میں شیخین سے مراد امام ابو حنیفہ اور قاضی ابو یوسف ہیں، طرفین سے مراد امام ابو حنیفہ اور محمد بن حسن شیبانی ہیں اور صاحبین سے مراد قاضی ابو یوسف اور محمد بن حسن شیبانی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد حسن بن زیاد لؤلؤی کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

جواب: حسن بن زیاد لؤلؤی ''متروک وکذاب'' ہے۔

❁ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے ''کذاب'' کہا ہے۔

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 15/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفُ الْحَدِيثِ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَلَا مَأْمُونٍ .

''حدیث میں ضعیف ہے، قابل اعتبار نہیں ہے۔''

(الجرح والتّعديل : 15/3)

❁ امام فسوی رحمہ اللہ نے ''کذاب'' کہا ہے۔

(المَعرفة والتاريخ : 56/3)

❁ امام نسائی رحمہ اللہ نے ''کذاب خبیث'' کہا ہے۔

(تسمية من لم يرو عنه غير رجل واحد، ص 124)

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(الكامل في ضعفاء الرّجال : 162/3)

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ''کذاب'' اور ''متروک الحدیث'' کہا ہے۔

(تاريخ بغداد : 313/7، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: امام ابوحنیفہ کے شاگرد ابومطیع حکم بن عبداللہ بن مسلمہ بلخی راوی فقہ اکبر کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: ابومطیع حکم بن عبداللہ بلخی سخت مجروح اور ''ضعیف'' ہے۔

① امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صَاحِبُ رَأْيٍ ضَعِيْفٌ .

''اہل رائے اور ضعیف راوی ہے۔''

(الكامل لابن عدي : ٢/٢١٤)

② امام نسائی رحمہ اللہ اسے ''ضعیف'' قرار دیتے ہیں۔

(الكامل لابن عدي : ٢/٢١٤)

③ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَنْبَغِي أَنْ يُّرْوٰى عَنْهُ .

''اس سے روایات لینا جائز نہیں۔''

(كتاب العِلَل ومعرفة الرّجال : ٥٣٣١)

④ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِشَيْءٍ .

''یہ فن حدیث میں کچھ بھی نہیں۔''

(تاريخ الدّوري : ٤٧٦٠)

⑤ حافظ ابن سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ مُرْجِئًا وَهُوَ ضَعِيْفٌ عِنْدَهُمْ فِي الْحَدِيْثِ .

''یہ مرجی تھا اور محدثین کے ہاں حدیث میں ضعیف تھا۔''

(الطّبقات الكبرىٰ : ٦/١٩٨)

⑥ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اسے الضعفاء والمتروکین میں ذکر کیا ہے۔

(كتاب الضّعفاء والمتروكين : ١٦٢)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑦ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَبُوْ مُطِيْعٍ بَيِّنُ الضُّعْفِ فِي أَحَادِيثِهٖ وَعَامَّةُ مَا يَرْوِيهِ لَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ .

''ابومطیع کی احادیث میں واضح ضعف ہے۔اس کی اکثر روایات کی متابعت نہیں کی گئی۔''

(الكامل في ضعفاء الرّجال : ٢/٢١٤)

⑧ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ مِنْ رُؤَسَاءِ الْمُرْجِئَةِ مِمَّنْ يُّبْغِضُ السُّنَنَ وَمُنْتَحِلِيْهَا .

''یہ مرجیہ کے ان سرداروں میں تھا، جو احادیث اور اہل حدیث سے بغض رکھتے تھے۔''

(كتاب المَجروحين : ١/٢٥٠)

⑨ امام عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَأَلْتُ أَبِي عَنْ أَبِي مُطِيْعٍ الْبَلْخِيِّ فَقَالَ : كَانَ قَاضِيَّ بَلْخٍ وَكَانَ مُرْجِئًا ضَعِيْفَ الْحَدِيْثِ، وَانْتَهٰى فِي كِتَابِ الزَّكَاةِ إِلٰى حَدِيْثٍ لَّهٗ، فَامْتَنَعَ مِنْ قِرَاءَتِهٖ .

''میں نے اپنے والد محترم (امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ) سے ابومطیع بلخی کے بارے میں پوچھا،تو انہوں نے فرمایا: یہ بلخ کا قاضی تھا، مرجی تھا، حدیث میں ضعیف تھا۔ وہ (امام ابوحاتم رحمہ اللہ) کتاب الزکاۃ میں اس کی حدیث پر پہنچے،تو پڑھنے سے رُک گئے اور فرمایا: میں اس سے حدیث بیان نہیں کروں گا۔''

(الجرح والتّعديل : ٣/١٢٢)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑩ امام عمرو بن علی فلاس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَبُوْ مُطِيْعِ الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ ضَعِيْفُ الْحَدِيْثِ .

''ابو مطیع حکم بن عبداللہ حدیث میں ضعیف ہے۔''

(تاريخ بغداد للخطيب : ٢٢٥/٨، وسندهٗ صحيحٌ)

⑪ حافظ خلیلی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كَانَ مُرْجِئًا، وَهُوَ صَالِحٌ فِي الْحَدِيثِ، إِلَّا أَنَّ أَهْلَ السُّنَّةِ أَمْسَكُوا عَنْ رِوَايَةِ حَدِيثِهٖ .

''یہ مرجی تھا اور صالح الحدیث تھا، لیکن اہل سنت اس کی حدیث کو روایت کرنے سے رُک گئے ہیں۔''

(الإرشاد في معرفة علماء الحديث : ٢٧٦/١)

⑫ حافظ سیوطی رحمہ اللہ امام حاکم رحمہ اللہ سے ایک روایت کے بارے میں نقل کرتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ فِيهِ مُظْلِمَاتٌ وَالْحَدِيْثُ بَاطِلٌ وَالَّذِي تَوَلّٰى كِبْرَهٗ، أَبُو مُطِيعٍ .

''اس کی سند اندھیروں والی ہے۔ یہ حدیث باطل ہے اور یہ ابو مطیع کی گھڑنت ہے۔''

(اللآلي المصنوعة : ٣٨/١)

⑬ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ ابو مطیع وغیرہ کی ایک سند کے متعلق کہتے ہیں:

هٰذَا الْإِسْنَادُ لَا يُسَاوِي شَيْئًا .

''یہ سند کسی کام کی نہیں۔''

(نصب الرّاية للزيلعي : ٣٨٥/٢)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑭ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ مَتْرُوْكٌ .

''یہ متروک ہے۔''

(مَجمع الزوائد : ٨/٢٧٥)

⑮ حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

تَرَكُوهُ .

''محدثین نے اسے متروک قرار دیا ہے۔''

(المُغني في الضّعفاء : ١/٢٨٠)

❁ نیز فرماتے ہیں:

وَاهٍ فِي ضَبْطِ الْأَثَرِ .

''حدیث کے ضبط میں نہایت کمزور تھا۔''

(ميزان الاعتدال : ١/٥٧٤)

⑯ حافظ ذہبی رحمہ اللہ ایک حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں:

هٰذَا وَضَعَهُ أَبُوْ مُطِيعٍ عَلٰى حَمَّادٍ .

''اس حدیث کو ابو مطیع نے حماد سے منسوب کر کے گھڑا ہے۔''

(ميزان الاعتدال : ١/٥٧٤)

تنبیہ بلیغ:

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

كَانَ ابْنُ الْمُبَارَكَ يُعَظِّمُهُ وَيُجِلُّهُ لِدِيْنِهٖ وَعِلْمِهٖ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''ابن مبارک رحمہ اللہ اس کی تعظیم کرتے تھے اور اس کے دین اور علم کی وجہ سے اس کی توقیر کرتے تھے۔''

(میزان الاعتدال : ۱/۵۷٤)

یہ حوالہ بے ثبوت و بے سند ہے۔

سوال: کیا روز قیامت اللہ تعالیٰ کا دیدار صرف مؤمنوں کو ہوگا یا کافروں کو بھی ہوگا؟

جواب: روز قیامت اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت اس کا دیدار ہے۔ یہ نعمت صرف مؤمنوں اور جنتیوں کے لیے ہوگی، کفار دیدار الٰہی سے محروم ہوں گے، یہ محرومی بہت بڑی سزا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ﴾ (المُطَفِّفِين : ۱۵)

''خبردار! یہ لوگ (کفار و مشرکین) روزِ قیامت دیدارِ الٰہی سے محروم کر دیئے جائیں گے۔''

سوال: کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کی صفت ضحک کا معنی ''رحمت'' کیا ہے؟

جواب: حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) نے نقل کیا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی صفت ضحک کا معنی ''رحمت'' ہے۔

(أعلام الحديث : 2/1367، الأسماء والصّفات للبيهقي : 643)

جواب: امام بخاری رحمہ اللہ سے ایسا بالکل ثابت نہیں۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ أَرَ ذٰلِكَ فِي النُّسَخِ الَّتِي وَقَعَتْ لَنَا مِنَ الْبُخَارِيِّ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

’’صحیح بخاری کے جتنے نسخے ہمیں دستیاب ہیں، ان میں سے کسی نسخے میں مجھے یہ الفاظ نہیں ملے۔‘‘

(فتح الباري : 632/8)

سوال: احادیث میں هَمٌّ اور حَزَنٌ کے الفاظ آئے ہیں، ان میں کیا فرق ہے؟

جواب: یہ دونوں لفظ ہم معنی استعمال ہوتے ہیں، مگر دونوں میں فرق بھی بیان کیا گیا ہے، وہ یہ کہ کسی پریشانی کے واقع ہونے پر جو تکلیف ہوتی ہے، اسے حَزَنٌ کہتے ہیں اور جس تکلیف کے واقع ہونے کا خوف ہو، مگر ابھی واقع نہ ہوئی ہو، تو اسے هَمٌّ کہتے ہیں۔

❀ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يُفَرِّقُونَ بَيْنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَهُمَا عَلَى اخْتِلَافِهِمَا فِي الْاِسْمِ مُتَقَارِبَانِ فِي الْمَعْنٰى، إِلَّا أَنَّ الْحَزَنَ إِنَّمَا يَكُونُ عَلٰى أَمْرٍ قَدْ وَقَعَ، وَالْهَمُّ إِنَّمَا هُوَ فِيمَا يُتَوَقَّعُ، وَلَمَّا يَكُنْ بَعْدُ.

’’اکثر اہل علم دونوں لفظوں میں کوئی فرق نہیں کرتے، دونوں کا معنی قریب قریب ہے، مگر حَزَنٌ کا اطلاق اس پریشانی پر ہوتا ہے، جو واقع ہو چکی ہو اور هَمٌّ کا لفظ وہاں بولا جاتا ہے، جہاں واقع ہونے کا خدشہ ہو، مگر ابھی تک واقع نہ ہوا ہو۔‘‘

(أعلام الحديث : 1394/2)

سوال: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کو ’’فداک ابی وأمی‘‘ کہا؟

جواب: سیدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ غزوہ اُحد میں کفار پر تیر برسا رہے تھے، تو نبی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریم ﷺ نے ان کی بہادری اور دلیری دیکھی اور ان کی حوصلہ افزائی کے لیے انہیں دعائیں دی، ان میں ایک دعا یہ بھی تھی:

فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي .

''میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔''

(صحيح البخاري : 4059، صحيح مسلم :2411)

تنبیہ:

❁ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلتَّفْدِيَةُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُعَاءٌ، وَأَدْعِيَتُهُ خَلِيقٌ أَنْ تَكُونَ مُسْتَجَابَةً، وَقَدْ يُوهِمُ هٰذَا الْقَولُ أَنَّ فِيهِ إِزْرَاءً بِحَقِّ الْوَالِدَيْنِ، وَإِنَّمَا جَازَ ذٰلِكَ، لِأَنَّ وَالِدَيْهِ مَاتَا كَافِرَيْنِ، وَسَعْدٌ رَجُلٌ مُسْلِمٌ، يَنْصُرُ الدِّينَ، وَيُقَاتِلُ الْكُفَّارَ، فَتَفْدِيَتُهُ بِكُلِّ كَافِرٍ جَائِزٌ غَيْرُ مَحْظُورٍ .

''نبی کریم ﷺ کا اپنے والدین کو فدا کرنا ایک دعا ہے، نبی کریم ﷺ کی دعا لائق مستجاب ہے۔ اس فرمان نبوی میں نبی کریم ﷺ کے والدین کے حق میں کمی کا وہم آتا ہے۔ یہ جائز ہے، کیونکہ آپ ﷺ کے والدین کافر فوت ہوئے تھے اور سعد رضی اللہ عنہ مسلمان تھے، دین کی نصرت کرتے تھے، کفار کے خلاف قتال کرتے تھے، تو آپ رضی اللہ عنہ پر ہر کافر کو فدا کر دینا جائز ہے، ناجائز نہیں۔''

(أعلام الحديث : 1397/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا نزول باری تعالیٰ حقیقی ہے؟

جواب: اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نزول حقیقی ہے، کما یلیق بشانہ وجلالہ وعظمتہ۔

❁ محمد بن وضاح رحمہ اللہ نے امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے نزول باری تعالیٰ کے متعلق سوال کیا، تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا:

أَقِرَّ بِهٖ وَلَا تُحِدَّ فِيهِ بِقَوْلٍ، كُلُّ مَنْ لَقِيتُ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ يُصَدِّقُ بِحَدِيثِ التَّنَزُّلِ ..... صَدِّقْ بِهٖ وَلَا تَصِفْهُ .

''نزول باری تعالیٰ پر ایمان رکھیے، اس کی کیفیت مت بیان کیجیے، میں جتنے اہل سنت سے ملا ہوں، سب نزول والی حدیث کی تصدیق کرتے ہیں۔..... آپ بھی اس کی تصدیق کیجیے اور اس کی کیفیت بیان مت کیجیے۔''

(التّمهيد لابن عبد البرّ : 151/7، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: جس نے حرام کی کمائی کا لباس پہنا ہو، کیا اس کی نماز قبول ہے؟

جواب: جس نے حرام کی کمائی کا لباس زیب تن کر رکھا ہو، اس کی نماز درست ہے۔ اس بارے میں کوئی روایت ثابت نہیں۔

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّهٗ مَنْ أَصَابَ مَالًا مِنْ حَرَامٍ فَلَبِسَ جِلْبَابًا، يَعْنِي قَمِيصًا لَمْ تُقْبَلْ صَلَاتُهٗ حَتّٰى يُنَحِّيَ ذٰلِكَ الْجِلْبَابَ عَنْهُ .

''جس نے مال حرام کمایا اور اسی کمائی سے ایک قمیص زیب تن کیا، تو اس کی نماز قبول نہیں ہوگی، تا آنکہ وہ اس قمیص کو اتار دے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(مسند البزّار : 819)

سند سخت ضعیف و منکر ہے۔

① ابوجنوب عقبہ بن علقمہ کوفی ''ضعیف'' ہے۔

② نضر بن منصور ''ضعیف'' ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنِ اشْتَرٰى ثَوْبًا بِعَشَرَةِ دَرَاهِمَ، وَفِيهِ دِرْهَمٌ حَرَامٌ، لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلَاةً مَادَامَ عَلَيْهِ .

''جس نے دس درہم کا کپڑا خریدا، ان درہم حرام تھا، تو جب تک وہ کپڑا پہنے رکھے گا، اللہ تعالیٰ اس کی کوئی نماز قبول نہیں کرے گا۔''

(مسند الإمام أحمد : 5732)

سند ضعیف ہے۔

① ہاشم بن اوقص غیر معتبر ہے۔

② بقیہ بن ولید تدلیس تسویہ کرتے تھے، آخر سند تک سماع کی تصریح درکار ہے۔

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(شعب الإيمان، تحت الرقم : 5707)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ .

''یہ روایت ثابت نہیں۔''

(ميزان الاعتدال : 431/4)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: اولیا وصالحین کی قبروں پر قبے بنانا کیسا ہے؟

جواب: انبیائے، اولیا اور صالحین کی قبروں پر قبے بنانا حرام اور بدعت ہے۔ یہ روافض کا دین ہے، جو نام نہاد اہل سنت کے ہاتھ لگ گیا ہے۔ جو قبروں کی حد درجہ تعظیم کرتے ہیں، اس تعظیم نے ان قبور کو بتوں کا درجہ دے دیا ہے۔

❁ سیدہ عائشہ اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقت وفات فرمایا:

لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوا.

''اللہ تعالیٰ کی یہود ونصاریٰ پر لعنت ہو، انہوں نے انبیا کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔ (راوی کہتے ہیں:) آپ صلی اللہ علیہ وسلم (امت کو) یہود ونصاریٰ کے اس عمل سے ڈرا رہے تھے۔''

(صحيح البخاري: 435، صحيح مسلم: 531)

❁ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّمَا كَانَ يُحَذِّرُهُمْ مِنْ ذٰلِكَ الصَّنِيعِ لِئَلَّا يُفْعَلُ بِقَبْرِهِ مِثْلُهُ وَلَعَلَّ الْحِكْمَةَ فِيهِ أَنَّهُ يَصِيرُ بِالتَّدْرِيجِ شَبِيهًا بِعِبَادَةِ الْأَصْنَامِ.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُمت کو اس عمل سے ڈرا رہے تھے کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے ساتھ بھی ایسا نہ کیا جائے، یا اس میں حکمت یہ ہے کہ یہ عمل آہستہ آہستہ بتوں کی عبادت کے مشابہ ہو جائے گا۔''

(عُمدة القاري: 194/4)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ امیر صنعانی رحمہ اللہ (۱۱۸۲ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهُ ذَرِيعَةٌ إِلٰى تَعْظِيمِ الْمَيِّتِ، وَالطَّوَافِ بِقَبْرِهِ، وَالْتِمَاسِ أَرْكَانِهِ، وَالنِّدَاءِ بِاسْمِهِ، وَبِالْجُمْلَةِ إِنَّهُ يَصِيرُ صَنَمًا يُعْبَدُ، وَهٰذِهِ بِدْعَةٌ عَظِيمَةٌ عَمَّتِ الدُّنْيَا، وَعَبَدَ النَّاسُ الْقُبُورَ، وَعَظَّمُوهَا بِالْمَشَاهِدِ وَالْقِبَابِ، وَزَادُوا عَلٰى فِعْلِ الْجَاهِلِيَّةِ، فَأَسْرَجُوا عَلَيْهَا السُّرُجَ وَالشُّمُوعَ، وَجَعَلُوا لَهَا نَصِيبًا مِنْ أَمْوَالِهِمْ.

''یہ (انبیا کی قبروں پر مساجد بنانا) میت کی تعظیم، اس کی قبر کا طواف، قبر کے کناروں کو چھونا اور اس کے نام کی پکار کرنا (جیسے اُمور) کا ذریعہ بنتا ہے۔ بالآخر قبر بت بن جاتی ہے، جس کی عبادت ہو۔ یہ بہت بڑی بدعت ہے، جو پوری دنیا میں پھیل گئی ہے۔ لوگوں نے قبروں کی عبادت شروع کر دی ہے، وہ قبروں پر مزار اور قبے بناتے ہیں، انہوں نے اہل جاہلیت سے زائد اعمال شروع کر دیے ہیں، یہ قبروں پر چراغ اور شمعیں جلاتے ہیں اور ان کے لیے اپنے مال میں ایک مخصوص حصہ رکھتے ہیں۔''

(العُدة حاشية على إحكام الأحكام: 258/3)

❁ علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ أَصْلَ عِبَادَةِ الْأَصْنَامِ اتِّخَاذُ قُبُورِ الصَّالِحِينَ مَسَاجِدَ.

''بتوں کی عبادت کی بنیاد صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہ بنانا ہے۔''

(ردّ المحتار على الدر المختار: 380/1)

سوال: کیا بارش والے دن ظہر اور عصر کو جمع کیا جا سکتا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: بارش میں دونمازوں کو جمع کیا جا سکتا ہے، ظہر اور عصر کو ایک وقت میں ادا کیا جا سکتا ہے، اسی طرح مغرب اور عشاء کو ایک وقت میں ادا کیا جا سکتا ہے۔ جمع کی تینوں صورتیں جائز ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ بارش میں ظہر اور عصر کو جمع نہیں کیا جا سکتا ہے۔ یہ بات مرجوح ہے۔

سوال: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ حج تمتع سے کیوں منع کرتے تھے؟

جواب: مروان بن حکم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

شَهِدْتُ عُثْمَانَ، وَعَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَعُثْمَانُ يَنْهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ، وَأَنْ يُجْمَعَ بَيْنَهُمَا، فَلَمَّا رَأَى عَلِيٌّ أَهَلَّ بِهِمَا، لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ، قَالَ : مَا كُنْتُ لِأَدَعَ سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْلِ أَحَدٍ .

''میں نے سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما (کے ایک واقعہ) کا مشاہدہ کیا، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ حج تمتع اور حج قران سے منع کرتے تھے، جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کی رائے ملاحظہ کی، تو حج وعمرہ کا اکٹھا احرام باندھا اور تلبیہ کہا۔ نیز فرمایا: میں کسی کے قول کی بنیاد پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو نہیں چھوڑ سکتا۔''

(صحيح البخاري : 1563، صحيح مسلم : 1223)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اجتہاداً حج تمتع سے منع کرتے تھے۔ ان کے مدنظر یہ چیز تھی کہ کعبۃ اللہ کی آبادی رہے، لوگ سال بھر عمرہ کے لیے آتے جاتے رہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ حج وعمرہ ایک ساتھ ادا کرنے کے بعد اپنے اپنے علاقوں میں چلے جائیں، پھر سال بھر بیت اللہ کا رخ نہ کریں۔ یہ مناسب نہیں۔ تب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے حج تمتع سے منع فرمایا۔ یہ ممانعت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرعی نہ تھی، بلکہ انتظامی تھی۔

سوال: درج ذیل روایت کا کیا حکم ہے؟

❁ روایت ہے:

نَحْنُ نَحْكُمُ بِالظَّاهِرِ .

''ہم ظاہر کے مطابق حکم لگاتے ہیں۔''

جواب: یہ بے سند روایت ہے۔

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ أَقِفْ لَهُ عَلٰى سَنَدٍ .

''میں اس کی کسی سند پر مطلع نہیں ہو سکا۔''

(تُحفة الطّالب : 145)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا وُجُودَ لَهُ فِي كُتُبِ الْحَدِيثِ الْمَشْهُورَةِ، وَلَا فِي الْأَجْزَاءِ الْمَنْثُورَةِ، وَقَدْ سُئِلَ الْمِزِّيُّ عَنْهُ فَلَمْ يَعْرِفْهُ، وَالذَّهَبِيُّ قَالَ : لَا أَصْلَ لَهُ .

''مشہور کتب حدیث اور مختلف اجزائے حدیث میں اس روایت کا وجود نہیں۔ حافظ مزی رحمہ اللہ سے اس روایت کے متعلق پوچھا گیا، تو انہیں علم نہ ہوا۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بے اصل ہے۔''

(مُوافقة الخُبر الخبر :181/1)

❁ حافظ ابن عبدالہادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالَ الْحُفَّاظُ : لَا يُعْرَفُ بِهٰذَا اللَّفْظِ .

''حفاظ حدیث فرماتے ہیں: ان الفاظ سے یہ روایت معروف نہیں۔''

(الكلام على أحاديث مختصر ابن الحاجب، ص 129، 309)

سوال: کیا دوام کے ساتھ نماز چاشت کو باجماعت ادا کرنا جائز ہے؟

جواب: نماز چاشت انفرادی نماز ہے، کبھی کبھار جماعت کی گنجائش ہے۔

سوال: مسجد میں دنیاوی گفتگو کرنا کیسا ہے؟

جواب: مستحب یہی ہے کہ مسجد میں ذکر الٰہی میں مشغول رہا جائے، البتہ جائز دنیاوی باتیں بھی کی جاسکتی ہیں، مگر جس طرح مساجد میں سیاست اور کاروبار کی مجالس قائم ہوتی ہیں، یہ افسوس ناک ہے۔ مساجد ذکر الٰہی کی جگہیں ہیں، انہیں ذکر سے ہی آباد کرنا چاہیے۔

سوال: کیا نماز استخارہ مسجد میں ادا کی جاسکتی ہے؟

جواب: نماز استخارہ کہیں بھی ادا کی جاسکتی ہے، مسجد میں بھی اور گھر میں بھی۔ یہ سببی نماز ہے، لہٰذا اس کے لیے کوئی ممنوع وقت نہیں۔

سوال: کیا فرض اور واجب میں فرق ہے؟

جواب: محدثین کے ہاں فرض اور واجب میں فرق نہیں۔ البتہ متکلمین کے ہاں فرض اور واجب میں فرق ہے۔

سوال: اگر کوئی شخص بڑی عمر میں مسلمان ہو، کیا اسے ختنہ کرایا جائے گا؟

جواب: کوئی بڑی عمر میں مسلمان ہوا اور اس کا ختنہ نہیں ہوا تھا، تو اس کے لیے ختنہ کرانا مشروع و مستحب ہے، اگر اسے ضرر کا خدشہ ہو، تو ترک بھی کرسکتا ہے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِذَا لَمْ يَخَفْ عَلَيْهِ ضَرَرَ الْخِتَانِ فَعَلَيْهِ أَنْ يَخْتَتِنَ، فَإِنَّ ذٰلِكَ مَشْرُوعٌ مُؤَكَّدٌ لِلْمُسْلِمِينَ بِاتِّفَاقِ الْأَئِمَّةِ .

''اگر نومسلم کو ختنہ سے ضرر کا خوف نہ ہو، تو وہ ختنہ کرائے، کیونکہ ائمہ کا اتفاق ہے کہ مسلمانوں کے لیے ختنہ کرانا مشروع مؤکد ہے۔''

(الفتاوى الكبرىٰ :274/1)

تنبیہ:

❁ سیدنا کلیب جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نومسلم سے فرمایا:

أَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ وَاخْتَتِنْ .

''خود سے کفر کے بال اتاریں اور ختنہ کریں۔''

(سنن أبي داود : 356)

سند ضعیف ہے۔

① ابن جریج کی تدلیس ہے۔

② عثیم بن کثیر بن کلیب مجہول الحال ہے۔

③ کثیر بن کلیب مجہول ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۲۶)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کن کن ائمہ اسلام نے محمد بن حسن شیبانی کو جہمی کہا ہے؟

جواب: کئی محدثین ائمہ دین نے محمد بن حسن بن فرقد شیبانی کو ''جہمی'' کہا ہے۔ جہمی فرقہ جہم بن صفوان کی طرف منسوب ہے۔ یہ صفات باری تعالیٰ کا انکار کرتا تھا۔

① امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (۲۳۳ھ) فرماتے ہیں:

مُحَمَّدٌ جَهْمِيٌّ كَذَّابٌ .

''محمد شیبانی جہمی کذاب ہے۔''

(الضعفاء الكبير للعقيلي : 52/4، وسندهٗ صحيحٌ)

② امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (۲۴۱ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ يَذْهَبُ مَذْهَبَ جَهْمٍ .

''یہ جہمی مذہب کا ماننے والا تھا۔''

(تاريخ بغداد للخطيب : 179/2، وسندهٗ صحيحٌ)

③ امام بخاری رحمہ اللہ (۲۵۶ھ) فرماتے ہیں:

مُحَمَّدٌ الشَّيْبَانِيُّ جَهْمِيٌّ .

''محمد شیبانی جہمی ہے۔''

(خلق أفعال العِباد : 63)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

④ امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ (۲۶۴ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ جَهْمِيًّا .

''محمد بن حسن شیبانی جہمی تھا۔''

(الضّعفاء : 570/2، تاريخ بغداد : 179/2، لسان الميزان لابن حجر : 122/5)

⑤ امام زکریا بن یحییٰ ساجی رحمہ اللہ (۳۰۷ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ يَقُولُ بِقَوْلِ جَهْمٍ وَكَانَ مُرْجِئًا .

''یہ جہمی مذہب کا قائل تھا، نیز مرجئ بھی تھا۔''

(تاريخ بغداد للخطيب : 179/2، وسندهٗ حسنٌ)

فائدہ:

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ (۳۶۵ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهٗ لَيْسَ هُوَ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ فَيُنْكَرُ عَلَيْهِ وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ مَنْ ذَكَرْنَا وَقَدِ اسْتَغْنٰى أَهْلُ الْحَدِيثِ عَمَّا يَرْوِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ وَأَمْثَالُهٗ .

''بے شک محمد بن حسن شیبانی محدث نہیں تھا کہ اس کی روایات کو منکر قرار دیا جاتا، جن محدثین نے اس پر جرح کی ہے، ہم نے ذکر کر دیا ہے، محدثین محمد بن حسن شیبانی اور اس جیسوں کی روایت کردہ احادیث سے مستغنی ہیں۔''

(الكامل في ضُعفاء الرّجال : 378/7)

سوال: بندر کی خرید و فروخت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: بندر بالاتفاق حرام ہے۔ اس کی خرید و فروخت جائز نہیں۔

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَا أَعْلَمُ بَيْنَ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِينَ خِلَافًا أَنَّ الْقِرْدَ لَا يُؤْكَلُ وَلَا يَجُوزُ بَيْعُهُ .

''بندر کا گوشت حرام ہے اور اس کی خرید وفروخت ناجائز ہے، اس بارے میں میں نہیں جانتا کہ کسی مسلمان عالم نے اختلاف کیا ہو۔''

(التّمهيد :157/1)

سوال: قبرستان میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا کیسا ہے؟

جواب: قبرستان میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا جائز ہے۔ ہاتھ اٹھانا دعا کے آداب میں سے ہے، جہاں دعا کرنا جائز ہے، وہاں ہاتھ اٹھانا بھی جائز ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

جَاءَ الْبَقِيعَ فَقَامَ، فَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بقیع الغرقد میں تشریف لائے، وہاں کھڑے ہوئے، پھر تین مرتبہ ہاتھ اٹھائے (اور دعا کی)۔''

(صحيح مسلم : 974)

سوال: اگر عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرے، کیا اس کی سزا بھی قتل ہے؟

جواب: گستاخ رسول کی سزا قتل ہے، اس میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں۔

❁ علامہ شیخی زادہ حنفی رحمہ اللہ (۱۰۷۸ھ) نے لکھا ہے:

إِنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِي كَانَتْ تُعْلِنُ بِشَتْمِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ قُتِلَتْ وَهُوَ مَذْهَبُ الْأَئِمَّةِ الثَّلَاثَةِ وَبِهِ يُفْتَى الْيَوْمَ .

''جو عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلانیہ برا بھلا کہتی تھی، اسے قتل کیا گیا تھا، ائمہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثلاثہ (امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ) کا یہی مذہب ہے اور (احناف کے ہاں بھی) اب اسی پر فتویٰ ہے۔''

(مَجمع الأنهر :677/1)

سوال: ایک عیسائی نے سوال پوچھا کہ کیا اللہ تعالیٰ اپنے جیسا الٰہ بنانے پر قدرت رکھتا ہے؟ اس کا کیا جواب ہوسکتا ہے؟

جواب: الٰہ وہ ہوتا ہے، جسے کسی نے پیدا نہ کیا ہو، جس کو پیدا کر دیا جائے، وہ مخلوق ہوتا ہے، نہ کہ الٰہ۔

دوسری بات کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق نفی یا اثبات کے ساتھ وہی بات کہی جائے، جو اس نے اپنے لیے کہی ہے یا محمد رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے لیے کہی ہے۔ اپنی عقل سے اللہ تعالیٰ کے متعلق گفتگو کرنا جائز نہیں۔ چیزیں گن گن کر یہ کہنا کہ کیا اللہ ایسا کرنے پر قدرت رکھتا ہے؟ وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں اور اللہ اپنے علاوہ کسی کو معبود اور الٰہ نہیں بناتا، اگر کوئی دوسرا حقیقی الٰہ ہوتا، تو کائنات کا نظام تباہ ہو جاتا۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَلَدٍ وَمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ إِلٰهٍ إِذًا لَذَهَبَ كُلُّ إِلٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُونَ﴾

(المؤمنون : ٩١)

''نہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے اور نہ اس کے ساتھ کوئی الٰہ ہے، ورنہ ہر الٰہ اپنی اپنی مخلوق کو لے جاتا اور بعض الٰہ بعض پر غلبہ حاصل کر لیتے، اللہ تعالیٰ ان باتوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے پاک ہے، جو لوگ (اللہ کے متعلق) بیان کرتے ہیں۔''

❁ نیز فرمان الٰہی ہے:

﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ﴾(الأنبياء : ٢٢)

''اگر زمین و آسمان میں اللہ کے علاوہ بھی کوئی الٰہ ہوتا، تو زمین و آسمان تباہ ہو جاتے، اللہ رب العرش ان تمام باتوں سے پاک ہے، جو (مشرک) لوگ کرتے ہیں۔''

سوال: قریب المرگ پر سورت یٰس کی تلاوت کرنا کیسا ہے؟

جواب: ثابت نہیں، اس بارے میں حدیث ضعیف ہے۔

❁ سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِقْرَءُ وا عَلٰى مَوْتَاكُمْ يٰس .

''قریب المرگ لوگوں پر سورت یس کی قرأت کریں۔''

(مسند الإمام أحمد : 26/5؛ سنن أبي داوٗد : 3121؛ السّنن الكبرٰى للنّسائي : 10914؛ سنن ابن ماجه : 1448)

سند ضعیف ہے۔

① بعض سندوں میں ابوعثمان کے مجہول والد کی زیادت ہے۔ یہ المزید فی متصل الاسانید ہے۔

② ابوعثمان نے معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے سماع کی تصریح نہیں کی۔

ضابطہ یہ ہے کہ اگر کسی محدث نے اپنے شیخ سے روایت کی، پھر کسی طریق میں اسی شیخ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سے ایک واسطہ ذکر کیا، تو دیکھا جائے گا کہ بغیر واسطہ والی سند میں محدث نے شیخ سے سماع کی تصریح کی ہے یا نہیں کی۔ اگر سماع کی صراحت کی ہے، تو روایت متصل سمجھی جائے گی اور یہ کہا جائے گا کہ اس محدث نے ایک مرتبہ روایت کو براہ راست اپنے شیخ سے بیان کیا ہے اور دوسری مرتبہ واسطہ کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور اگر سماع کی صراحت نہیں کی، تو روایت کو منقطع ہی سمجھا جائے اور جس سند میں زائد واسطہ ہے، اسے انقطاع پر دلیل مانا جائے گا۔

❁ حافظ ابن قطان فاسی رحمہ اللہ (۶۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِذَا جَاءَ عَنْهُ فِي رِوَايَةٍ أُخْرٰى إِدْخَالُ وَاسِطَةٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَنْ كَانَ قَدْ رَوَى الْحَدِيثَ عَنْهُ مُعَنْعَنًا، غَلَبَ عَلَى الظَّنِّ أَنَّ الْأَوَّلَ مُنْقَطِعٌ، مِنْ حَيْثُ يَبْعُدُ أَنْ يَكُونَ قَدْ سَمِعَهُ مِنْهُ، ثُمَّ حَدَّثَ بِهِ عَنْ رَجُلٍ عَنْهُ.

''محدث نے ایک راوی سے عن کے ساتھ حدیث روایت کی، پھر (ایک سند میں) محدث اور اس راوی کے درمیان ایک واسطہ ذکر کیا گیا، تو غالب گمان یہ ہوگا کہ پہلی روایت (جو واسطہ کے بغیر ہے) منقطع ہوگی، کیونکہ اس صورت میں یہ کہنا بعید ہے کہ اس محدث نے راوی سے براہ راست بھی سنا ہے اور رجل مبہم کے واسطہ کے ساتھ بھی۔''

(بيان الوهم والإيهام: 2/416، 425)

❁ حافظ ابن قطان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ لَا يَصِحُّ، لِأَنَّ أَبَا عُثْمَانَ هٰذَا لَا يُعْرَفُ.

''یہ روایت ثابت نہیں، کیونکہ یہ ابوعثمان غیر معروف ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(بيان الوَهم والإيهام : 49/5)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(الأذكار، ص 144)

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَرَادَ بِهِ مَنْ حَضَرَتْهُ الْمَنِيَّةُ لَا أَنَّ الْمَيِّتَ يُقْرَأُ عَلَيْهِ وَكَذٰلِكَ قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ .

''اس حدیث سے آپ ﷺ نے قریب المرگ مراد لیا ہے۔ نہ کہ میت پر قرآن پڑھا جانا، اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان کہ مردوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کریں (یہ بھی قریب المرگ کے لئے ہے، میت کے لئے نہیں)۔''

(صحيح ابن حبان، تحت الحديث : 3002)

❁ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے اسی کو ترجیح دی ہے۔

(الرّوح، ص 11)

سوال: کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین عقائد میں اختلاف تھا؟

جواب: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عقائد میں متفق ہیں۔ کوئی عقیدہ ایسا نہیں، جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اختلاف کیا ہو۔ بعض لوگ اپنے باطل عقائد کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منسوب کر دیتے ہیں یا ان سے غیر ثابت روایات کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں، ایسا کرنا درست نہیں۔ عقائد کے باب میں صحابہ کرام متفق ہیں، کیونکہ انہوں نے عقائد خود رسول اللہ ﷺ سے اخذ کیے ہیں، اپنی عقل یا رائے سے عقائد کا استنباط نہیں کیا۔

❁ علامہ، ابوالعباس، احمد بن علی، مقریزی (۸۴۵ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَمَّا بَعَثَ مِنَ الْعَرَبِ نَبِيَّهٗ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولًا إِلَى النَّاسِ جَمِيعًا، وَصَفَ لَهُمْ رَبُّهُمْ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى، بِمَا وَصَفَ بِهٖ نَفْسَهُ الْكَرِيمَةَ فِي كِتَابِهِ الْعَزِيزِ الَّذِي نَزَّلَ بِهٖ عَلٰى قَلْبِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّوحُ الْأَمِينُ وَبِمَا أَوْحٰى إِلَيْهِ رَبُّهٗ تَعَالٰى، فَلَمْ يَسْأَلْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ مِّنَ الْعَرَبِ بِأَسْرِهِمْ، قَرَوِيهِمْ وَبَدَوِيهِمْ عَنْ مَّعْنٰى شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ كَمَا كَانُوا يَسْئَلُونَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَمْرِ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالصِّيَامِ وَالْحَجِّ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا لِلّٰهِ فِيهِ سُبْحَانَهٗ أَمْرٌ وَّنَهْيٌ، وَكَمَا سَأَلُوهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْ أَحْوَالِ الْقِيَامَةِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ إِذْ لَوْ سَأَلَهٗ إِنْسَانٌ مِّنْهُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنَ الصِّفَاتِ الْإِلٰهِيَّةِ لَنُقِلَ كَمَا نُقِلَتِ الْأَحَادِيثُ الْوَارِدَةُ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَحْكَامِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ، وَفِي التَّرْغِيبِ وَالتَّرْهِيبِ، وَأَحْوَالِ الْقِيَامَةِ وَالْمَلَاحِمِ وَالْفِتَنِ، وَنَحْوِ ذٰلِكَ مِمَّا تَضَمَّنَتْهُ كُتُبُ الْحَدِيثِ، مَعَاجِمُهَا وَمَسَانِيدُهَا وَجَوَامِعُهَا وَمَنْ أَمْعَنَ النَّظَرَ فِي دَوَاوِينِ الْحَدِيثِ النَّبَوِيِّ، وَوَقَفَ عَلَى الْآثَارِ السَّلَفِيَّةِ، عَلِمَ أَنَّهٗ لَمْ يَرِدْ قَطُّ مِنْ طَرِيقٍ صَحِيحٍ وَّلَا سَقِيمٍ عَنْ أَحَدٍ مِّنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، وَعَلٰى اخْتِلَافِ طَبَقَاتِهِمْ وَكَثْرَةِ عَدَدِهِمْ، أَنَّهٗ سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مَّعْنٰى شَيْءٍ مِمَّا وَصَفَ الرَّبُّ، سُبْحَانَهٗ بِهٖ نَفْسَهُ الْكَرِيمَةَ فِي الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ، وَعَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَلْ كُلُّهُمْ فَهِمُوا مَعْنٰى ذٰلِكَ وَسَكَتُوا عَنِ الْكَلَامِ فِي الصِّفَاتِ نَعَمْ وَلَا فَرَّقَ أَحَدٌ مِّنْهُمْ بَيْنَ كَوْنِهَا صِفَةَ ذَاتٍ أَوْ صِفَةَ فِعْلٍ، وَإِنَّمَا أَثْبَتُوا لَهٗ تَعَالٰى صِفَاتٍ أَزَلِيَّةً مِّنَ الْعِلْمِ وَالْقُدْرَةِ وَالْحَيَاةِ وَالْإِرَادَةِ وَالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ وَالْكَلَامِ وَالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَالْجُودِ وَالْإِنْعَامِ وَالْعِزِّ وَالْعَظَمَةِ، وَسَاقُوا الْكَلَامَ سَوْقًا وَّاحِدًا وَهٰكَذَا أَثْبَتُوا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مَا أَطْلَقَهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ عَلٰى نَفْسِهِ الْكَرِيمَةِ مِنَ الْوَجْهِ وَالْيَدِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ، مَعَ نَفْيِ مُمَاثَلَةِ الْمَخْلُوقِينَ فَأَثْبَتُوا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ بِّلَا تَشْبِيهٍ، وَنَزَّهُوا مِنْ غَيْرِ تَعْطِيلٍ، وَلَمْ يَتَعَرَّضْ مَعَ ذٰلِكَ أَحَدٌ مِّنْهُمْ إِلٰى تَأْوِيلِ شَيْءٍ مِّنْ هٰذَا، وَرَأَوْا بِأَجْمَعِهِمْ إِجْرَاءَ الصِّفَاتِ كَمَا وَرَدَتْ وَلَمْ يَكُنْ عِنْدَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّا يُسْتَدَلُّ بِهٖ عَلٰى وَحْدَانِيَّةِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَعَلٰى إِثْبَاتِ نُبُوَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، سِوٰى كِتَابِ اللّٰهِ، وَلَا عَرَفَ أَحَدٌ مِّنْهُمْ شَيْئًا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِّنَ الطُّرُقِ الْكَلَامِيَّةِ وَلَا مَسَائِلِ الْفَلْسَفَةِ، فَمَضٰى عَصْرُ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَلٰى هٰذَا إِلٰى أَنْ حَدَثَ فِي زَمَنِهِمُ الْقَوْلُ بِالْقَدَرِ، وَأَنَّ الْأَمْرَ أَنَفَةٌ، أَيْ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَمْ يُقَدِّرْ عَلٰى خَلْقِهٖ شَيْئًا مِمَّا هَمَّ عَلَيْهِ .

''جب اللہ نے محمد عربی ﷺ کو تمام انسانیت کی طرف رسول بنا کر بھیجا، تو اللہ ﷻ نے انہیں اپنی وہ صفات بیان کیں، جو صفات اللہ نے اپنے لئے قرآن حکیم، جو محمد ﷺ کے سینہ پاک پر جبریل امین لے کر اترے، میں بیان کی ہیں، تو عرب بدویوں یا حضرویوں میں سے کسی نے بھی ان کے معنی کی بابت سوال نہیں کیا۔ ہاں! لوگ نماز، زکوۃ، حج، روزہ اور اسی طرح دیگر مسائل، جن میں اللہ کی طرف سے کوئی امر و نہی وارد ہے، کے متعلق سوال کر لیا کرتے تھے۔ اسی طرح قیامت، جنت اور جہنم کے بارے میں سوال کرتے رہتے تھے۔ (لیکن صفات کے متعلق کوئی سوال نہ کرتا)، کیوں کہ اگر کوئی نبی کریم ﷺ سے صفات الٰہیہ کے بارے میں سوال کرتا، تو وہ بھی اسی طرح منقول ہوتیں، جس طرح دوسری چیزیں منقول ہوئی ہیں، مثلا، حلال و حرام کے احکام، ترغیب و ترہیب، احوال قیامت، ملاحم و فتن اور اس طرح کی چیزیں جو کتب حدیث، جوامع، معاجم اور مسانید میں موجود ہیں۔ دواوین حدیث اور آثارِ سلف میں بنظر غور دیکھیں تو جان لیں گے کہ کسی صحیح یا ضعیف حدیث میں بھی اس کا معنی وارد نہیں ہوا۔ اتنے صحابہ موجود ہیں مگر ایک بھی نظر نہیں آتا، جس نے نبی کریم ﷺ سے قرآن و حدیث میں وارد صفاتِ باری تعالیٰ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معنی کے بارے میں سوال کیا ہو، بل کہ سبھی اس کا معنی جانتے تھے اور صفات باری تعالیٰ میں گفتگو نہیں کرتے تھے۔ جی ہاں، کسی ایک صحابی نے بھی صفات ذاتیہ اور صفاتِ فعلیہ میں فرق نہیں کیا۔ انہوں نے اللہ کی صفاتِ ازلیہ مثلاً: علم، قدرت، حیات، ارادہ، سمع و بصر، کلام، جلال، اکرام، جود، انعام، عزت اور عظمت۔ اس بارے میں سلف ایک ہی بات پر متفق ہیں۔ اسی طرح جن صفات کا اطلاق اللہ نے اپنے لئے کیا ہے، اسلاف بھی ان چیزوں کا اطلاق اللہ کے لئے کرتے ہیں، مثلاً: وجہ، ید وغیرہ، البتہ مماثلت کی نفی کرتے ہیں۔ ائمہ سلف صالحین بلا تشبیہ صفاتِ باری تعالیٰ کا اثبات کرتے ہیں، بغیر تعطیل کے اللہ کی تنزیہ بیان کرتے ہیں، ان میں سے کسی نے بھی ان کی تاویل نہیں کی۔ یہ اجماعی طور پر تمام صفات کو اسی طرح بیان کرتے ہیں، جس طرح وارد ہوئی ہیں۔ اللہ کی وحدانیت اور نبوتِ محمدی ﷺ کے اثبات کے لئے کتاب اللہ کے علاوہ کوئی ذریعہ استعمال نہیں کرتے۔ اہل کلام کے طریقوں اور فلسفیانہ مسائل سے ناواقف تھے، عصر صحابہ گزر گیا، تو ان کے بہت بعد تقدیر کے بارے میں سوالات اٹھائے جانے لگے، حالاں کہ سمجھ آنے والی بات تھی کہ اللہ نے اپنی تقدیر پر اپنے سوا کسی کو قدرت ہی نہیں دی۔''

(المَواعظ والاعتبار بذكر الخِطَط والأثار: 188/4)

سوال: مصیبت میں سورج کو پکارنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: سورج کو پکارنا شرک اکبر ہے۔ پکارنا عبادت ہے اور عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی ہی جائز ہے۔ سورج کو مصائب میں پکارنا ہی اس کی عبادت ہے۔ سورج خود اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور وہ اللہ کے سامنے سجدہ رکھتا ہے، تو مخلوق کو مشکل کشا اور حاجت روا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیسے بنایا جا سکتا ہے؟ جو خود کمزور اور محتاج ہو، وہ کسی کی کمزوری کیسے دور کر سکتا ہے؟ مشکل کشائی، حاجت روائی اور غلبہ و طاقت دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے، اسی کو پکارا جائے اور اسی کے نام کی دہائی دی جائے۔

❁ علامہ صنع اللہ حنفی رحمہ اللہ (۱۱۲۰ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا أَهْلُ الْإِيمَانِ، فَلَيْسَ لَهُمْ غَيْرُ اللّٰهِ دَافِعٌ، وَمِنْهُ تَحْصُلُ الْمَنَافِعُ ..... فَإِنَّ ذِكْرَ مَا لَيْسَ مِنْ شَأْنِهِ النَّفْعُ وَلَا دَفْعُ الضَّرِّ مِنْ نَبِيٍّ وَّمَلَكٍ، وَوَلِيٍّ، وَغَيْرِهِمْ عَلٰى وَجْهِ الْإِمْدَادِ مِنْهُ إِشْرَاكٌ مَعَ اللّٰهِ، إِذْ لَا قَادِرَ عَلَى الدَّفْعِ غَيْرُهٗ، وَلَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُهٗ.

''اور جو اہل ایمان ہیں، ان سے مصیبت کو اللہ کے سوا کوئی دور کرنے والا نہیں، اسی سے منفعت حاصل ہوتی ہے، کیونکہ جس کی حیثیت نفع پہنچانے اور تکلیف دور کرنے والے کی نہیں، اس سے مدد طلب کرنے کے لئے اس کا ذکر کرنا اللہ کے ساتھ شرک بن جاتا ہے۔ چاہے وہ نبی ہو، فرشتہ ہو یا ولی ہو یا کوئی دوسرا ہو، کیونکہ اللہ کے سوا تکلیف دور کرنے پر اور نفع دینے پر کوئی قادر نہیں ہے۔''

(سيف اللّٰه على من كذب على أولياء اللّٰه، ص 48)

سوال: سیدنا یوسف علیہ السلام کو مدد کے لیے پکارنا کیسا ہے؟

جواب: یوسف علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں، دنیا سے منقطع ہیں، انہیں پکارنا شرک ہے۔ پکار صرف اللہ تعالیٰ کے نام کی جائز ہے، جو ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا، ہر ایک کی پکار سنتا ہے اور اسے پورا کرنے پر قادر ہے۔ مخلوق کو پکارنا اور پھر فوت شدہ مخلوق کو پکارنا عبث ہے، جس سے پکارنے والے کو کوئی فائدہ نہیں ہونے والا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات پر رحمٰن کا عرش ہل گیا تھا؟

جواب: جی ہاں۔ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات پر اللہ تعالیٰ کا عرش ہل گیا تھا۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ .

''سعد بن معاذ کی موت کی وجہ سے رحمٰن کا عرش ہل گیا۔''

(صحيح البخاري : 3803، صحيح مسلم : 2466)

اہل علم نے اس روایت کو متواتر قرار دیا ہے۔

① حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ حَدِيثٌ رُوِيَ مِنْ وُجُوهٍ عِدَّةٍ كَثِيرَةٍ مُتَوَاتِرَةٍ، رَوَاهَا جَمَاعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ .

''یہ حدیث کئی متواتر سندوں سے مروی ہے، جنہیں صحابہ کی ایک بڑی جماعت نے روایت کیا ہے۔''

(الاستيعاب : 165/4)

② حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا مُتَوَاتِرٌ أَشْهَدُ بِأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَهُ .

''یہ روایت متواتر ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بات فرمائی ہے۔''

(العُلُوّ، ص 89)

③ حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے بھی اسے ''متواتر'' کہا ہے۔

(التنوير شرح الجامع الصّغير للصنعاني : 295/4)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ سہیلی رحمہ اللہ (۵۸۱ھ) فرماتے ہیں:

لَا بُعْدَ فِيهِ لِأَنَّهُ مَخْلُوقٌ وَتَجُوزُ عَلَيْهِ الْحَرَكَةُ وَالْهَزَّةُ وَلَا يُعْدَلُ عَنْ ظَاهِرِ اللَّفْظِ مَا وُجِدَ إِلَيْهِ سَبِيلٌ .

''اس (عرش کے ہلنے) میں کوئی بُعد نہیں، کیونکہ عرش مخلوق ہے اور وہ حرکت اور جنبش کر سکتا ہے۔ جب تک لفظ کو ظاہر پر محمول کرنا ممکن ہو، اسے ظاہر سے پھیرنا درست نہیں۔''

(الرّوض الأُنُفُ : 249/6)

سوال: درج ذیل ذکر کرنا کیسا ہے؟

سُبْحَانَكَ حَيْثُ كُنْتَ .

''(اللہ!) تو جہاں بھی ہے، پاک ہے۔''

جواب: یہ ذکر غیر شرعی ہے۔ حدیث کی کسی کتاب میں اس کا ذکر نہیں، نہ اسلاف اُمت سے منقول و ماثور ہے، نیز ایک اعتبار سے یہ ذکر عقیدہ اہل سنت کے منافی ہے۔

اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ساتوں آسمانوں سے اوپر عرش پر مستوی ہے، یہ خیال کرنا کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہے یا جگہ بدلتا رہتا ہے، خالص بدعی نظریہ ہے۔

اذکار اور اوراد میں احتیاط ضروری ہے، ان سے عقائد کی عکاسی ہوتی ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ مسنون اور ثابت اذکار کو حرز جاں بنائیں، اپنی طرف سے اذکار وضع کرنے سے اجتناب کریں، اسی میں عافیت ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ صَلَاةٌ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ أَحَلَّ لَكُمْ فِيهِ النُّطْقَ فَمَنْ نَطَقَ فَلَا يَنْطِقْ إِلَّا بِخَيْرٍ .

''بیت اللہ کا طواف (ایک قسم کی) نماز ہے، مگر اللہ تعالیٰ نے اس میں آپ کے لیے بولنا جائز رکھا ہے، چنانچہ جو بولے، وہ اچھی بات ہی کرے۔''

(سنن التّرمذي : 960، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 85/5)

جواب: سند ضعیف ہے۔ عطاء بن سائب مختلط ہیں، جریر بن عبدالحمید، موسیٰ بن اعین اور فضیل بن عیاض نے ان سے بعد از اختلاط سنا ہے، امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نے قبل از اختلاط سماع کیا ہے، لیکن اس سند میں امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نے سماع کی تصریح نہیں کی، لہٰذا سند ''ضعیف'' ہے۔

❁ اس کا ایک شاہد بھی آتا ہے:

اَلطَّوَافُ بِالْبَيْتِ صَلَاةٌ إِلَّا أَنَّ اللّٰهَ أَحَلَّ لَكُمْ فِيهِ الْكَلَامَ فَمَنْ يَّتَكَلَّمْ فَلَا يَتَكَلَّمْ إِلَّا بِخَيْرٍ .

''بیت اللہ کا طواف (ایک قسم کی) نماز ہے، مگر اللہ تعالیٰ نے اس میں آپ کے لیے بولنا جائز رکھا ہے، چنانچہ جو بولے، وہ اچھی بات ہی کرے۔''

(المستدرك للحاكم : 267/2، وسندهٗ حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَحَّحَ إِسْنَادَهٗ وَهُوَ كَمَا قَالَ، فَإِنَّهُمْ ثِقَاتٌ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''امام حاکم رحمہ اللہ نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے، میرے نزدیک بھی ایسے ہی ہے، کیونکہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔''

(التّلخيص الحبير :130/1، ح : 174)

اس روایت کا مرفوع ہونا خطا ہے۔ اس کا موقوف ہونا ہی راجح ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ مَاءً فِي الطَّوَافِ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران طواف پانی پیا۔''

(صحيح ابن خزيمة : 2750)

جواب: اس روایت میں ''طواف'' کا ذکر کسی راوی کا وہم اور خطا ہے۔

❁ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ فِي الْقَلْبِ مِنْ هٰذَا الْإِسْنَادِ، وَأَنَا خَائِفٌ أَنْ يَكُونَ عَبْدُ السَّلَامِ أَوْ مَنْ دُونَهُ وَهِمَ فِي هٰذِهِ اللَّفْظَةِ أَعْنِي قَوْلَهُ : فِي الطَّوَافِ .

''اس سند کے متعلق دل میں کھٹکا ہے، خدشہ ہے کہ عبدالسلام بن حرب یا نیچے والے کسی راوی کو ''طواف'' کے الفاظ ذکر کرنے میں وہم ہوا ہو۔''

(صحيح ابن خزيمة، قبل الحديث : 2750)

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا غَرِيبٌ بِهٰذَا اللَّفْظِ .

''ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت غریب (خطا) ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(السّنن الكبرىٰ، تحت الرقم : 9297)

سوال: کیا دم کرنے والا عورت کے جسم کو چھو سکتا ہے؟

جواب: اجنبی عورت کو دم کرنا جائز ہے، مگر اسے چھونا جائز نہیں۔ ڈاکٹر اور حکیم کے لیے تو بسا اوقات عورت کو چھونا ضروری ہوتا ہے، اس کے بغیر علاج معالجہ ممکن نہیں، مگر دم کرنے کے لیے چھونے کی کوئی ضرورت نہیں۔

سوال: درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنْ نَزَلَ بِنَا أَمْرٌ لَيْسَ فِيهِ بَيَانٌ؛ أَمْرٌ وَلَا نَهْيٌ، فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ : تُشَاوِرُونَ الْفُقَهَاءَ وَالْعَابِدِينَ، وَلَا تُمْضُوا فِيهِ رَأْيَ خَاصَّةٍ .

''میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اگر ہمیں کوئی (شرعی) مسئلہ درپیش ہو، جس بارے میں (کتاب وسنت میں) امر یا نہی کی صراحت نہ ہو، تو آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ فرمایا: فقہا اور عابدین سے مشاورت کرنا، ایسی صورت میں کسی خاص رائے کو نافذ نہ کرنا۔''

(مسند خليفة بن خياط : 70، المعجم الأوسط للطّبراني : 1618)

جواب: سند ضعیف ومنکر ہے۔ ولید بن صالح مجہول الحال ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ۵/ ۴۹۱'' میں ذکر کیا ہے۔ اسے ولید بن صالح نحاس قرار دینا درست نہیں، یہ نیچے والے طبقہ کا راوی ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اسی معنی کی ایک اور روایت بھی مروی ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(جامع بيان العلم وفضله لابن عبد البرّ : 1611، 1612)

سند سخت ضعیف ہے۔

① سلیمان بن بزیع ضعیف ہے۔

② ابراہیم بن ابی الفیاض بھی ضعیف ہے۔

سوال: جانور کا سینگ ٹوٹا ہوا ہو، تو اس کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: جو عیوب قربانی میں مانع ہیں کہ جن کی موجودگی میں قربانی جائز نہ ہو، ان میں سینگ کا ٹوٹا ہوا ہونا نہیں۔ مستحب یہی ہے کہ سینگ صحیح سلامت ہوں۔

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (قربانی کے) جانور کی آنکھیں اور کان بغور دیکھنے کا حکم فرمایا۔

(سنن النّسائي : ٤٣٨١، سنن التّرمذي : ١٥٠٣، سنن ابن ماجه : ٣١٤٣، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی نے ''حسن صحیح'' امام ابن خزیمہ (۲۹۱۴) اور امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

سَأَلَهٗ رَجُلٌ، فَقَالَ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، الْبَقَرَةُ؟ قَالَ : عَنْ سَبْعَةٍ، قُلْتُ : الْقَرْنُ؟ قَالَ : لَا يَضُرُّكَ، قَالَ : قُلْتُ : الْعَرَجُ؟ قَالَ : إِذَا بَلَغَتِ الْمَنْسَكَ، ثُمَّ قَالَ : أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ .

''آپ رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا: امیر المومنین! گائے میں کتنے حصے ہو سکتے ہیں؟ فرمایا: سات، پوچھا: سینگ (ٹوٹے جانور کا کیا حکم ہے)؟ فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوئی حرج نہیں۔عرض کیا: (معمولی) لنگڑا پن ہو،تو؟ فرمایا: اگر قربان گاہ تک چل کر جا سکے، (تو کوئی حرج نہیں۔) پھر فرمایا: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے (جانور کے) آنکھ اور کان بغور دیکھنے کا حکم فرمایا۔''

(سنن الدّارمي : 1994، وسندهٗ حسنٌ)

جانور کی آنکھیں اور کان بغور دیکھنے کا حکم وجوبی نہیں، بلکہ استحباب پر محمول ہے، البتہ واضح کانے جانور کی قربانی جائز نہیں، جیسا کہ حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ میں ثابت ہے۔

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ نے کان کٹے اور ٹوٹے سینگ والے جانور کی قربانی سے منع فرمایا ہے۔''

(سنن أبي داؤد : ٢٨٠٥، سنن النّسائي : ٤٣٨٢، سنن التّرمذي : ١٥٠٣، سنن ابن ماجه : ٣١٤٥، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے قربانی کے جانور کے متعلق پوچھا گیا، تو فرمایا:

لَا مُدَابَرَةَ وَلَا مُقَابَلَةَ وَلَا شَرْقَاءَ سَلِيمَةُ الْعَيْنِ وَالْأُذُنِ .

''جس جانور کا کان پیچھے یا آگے سے کاٹ کر لٹکا دیا جائیں یا درمیان سے چیر دیا جائے، اس کی قربانی نہ کی جائے، بلکہ وہ جانور ذبح کیا جائے، جس کی آنکھیں اور کان صحیح سلامت ہوں۔''

(علل الدّارقطني : 239/3، وسندهٗ صحيحٌ)

کان چیرا ہوا ہو یا کٹا ہوا ہو یا کان میں سوراخ ہو، اسی طرح سینگ ٹوٹا ہوا ہو یا اس کا خول اتر گیا ہو، ان صورتوں میں قربانی جائز ہے، یہ قربانی میں مانع عیوب نہیں، البتہ ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عیوب کا نہ ہونا بہتر ہے۔ان کے متعلق نہی تنزیہی ہے، جمہور اہل علم کی یہی رائے ہے۔

سوال: نماز میں صفوں کو سیدھا کرنے کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

جواب: باجماعت نماز میں صف بندی ضروری ہے۔صفوں کا سیدھا ہونا اور خلا پُر کرنا واجب ہے۔

❁ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا تَسْوِيَةُ الصُّفُوفِ، فَالْآثَارُ فِيهَا مُتَوَاتِرَةٌ مِنْ طُرُقٍ شَتّٰى صِحَاحٍ، كُلُّهَا ثَابِتَةٌ فِي أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَسْوِيَةِ الصُّفوفِ، وَعَمَلَ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُونَ بِذٰلِكَ بَعْدَهٗ، وَهٰذَا مَا لَا خِلَافَ فِيهِ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ.

''صفوں کو برابر کرنے کے بارے میں مختلف صحیح سندوں سے متواتر احادیث مروی ہیں۔تمام احادیث میں ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صفیں سیدھی کرنے کا حکم فرمایا ہے، نیز آپ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین نے اسی پر عمل کیا۔اس بارے میں اہل علم میں کوئی اختلاف نہیں۔''

(المَسالك في شرح موطإ الإمام مالك : 115/3)

اس حوالہ سے ہماری کتاب ''صف بندی کے احکام ومسائل'' کا مطالعہ مفید رہے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۲۷)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا یاجوج ماجوج کا وجود ہے؟

جواب: یاجوج ماجوج اللہ تعالیٰ کی عجیب وغریب مخلوق ہے۔ یہ ایک مضبوط دیوار کے پیچھے ہے، جسے بادشاہ ذوالقرنین نے بنایا ہے۔ سورت کہف (۹۰۔۹۸) میں یاجوج وماجوج کا ذکر موجود ہے۔

یاجوج ماجوج کا خروج قیامت کی نشانی ہے۔ قرب قیامت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد یاجوج ماجوج دیوار سے نکلیں گے اور زمین میں تباہی برپا کر دیں گے۔

❁ سیدنا حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے، ہم آپس میں مذاکرہ کر رہے تھے، آپ نے پوچھا: کیا مذاکرہ چل رہا ہے؟ حاضرین نے عرض کیا: قیامت کے متعلق گفتگو کر رہے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّهَا لَنْ تَقُومَ حَتّٰى تَرَوْنَ قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ، فَذَكَرَ الدُّخَانَ، وَالدَّجَّالَ، وَالدَّابَّةَ، وَطُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَنُزُولَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ، وَثَلَاثَةَ خُسُوفٍ ؛ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ، وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ، وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَآخِرُ ذٰلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ، تَطْرُدُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

النَّاسَ إِلٰى مَحْشَرِهِمْ .

''قیامت تب تک قائم نہیں ہوگی، جب تک دس نشانیاں ظاہر نہ ہو جائیں، پھر آپ ﷺ نے دھواں، دجال، دابۃ الارض، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، نزول عیسیٰ، یاجوج ماجوج کا خروج، تین مقامات سے خسف (زمین کا نیچے دھنس جانا)، مشرق کا خسف، مغرب کا خسف، جزیرہ عرب کا خسف اور ان سب سے آخری نشانی یہ ہے کہ یمن سے آگ نکلے گی، جو لوگوں کو ان کے محشر کی طرف ہانک لائے گی۔''

(صحيح مسلم :2901)

یاجوج و ماجوج کے فساد و فتنے سے بچنے کے لیے عیسیٰ علیہ السلام مومنوں کے ساتھ کوہِ طور میں محصور ہوں گے اور اللہ کے حضور گڑگڑا کر دعائیں کریں گے، تو اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کو ہلاک کر دے گا۔

❁ سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

..... يُحْصَرُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيسٰى وَأَصْحَابُهٗ، حَتّٰى يَكُونَ رَأْسُ الثَّوْرِ لِأَحَدِهِمْ خَيْرًا مِنْ مِائَةِ دِينَارٍ لِأَحَدِكُمُ الْيَوْمَ، فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيسٰى وَأَصْحَابُهٗ، فَيُرْسِلُ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ النَّغَفَ فِي رِقَابِهِمْ، فَيُصْبِحُونَ فَرْسٰى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ، ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيسٰى وَأَصْحَابُهٗ إِلَى الْأَرْضِ، فَلَا يَجِدُونَ فِي الْأَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ إِلَّا مَلَأَهُ زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ، فَيَرْغَبُ نَبِيُّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ عِيسٰى وَأَصْحَابُهٗ إِلَى اللّٰهِ، فَيُرْسِلُ اللّٰهُ طَيْرًا كَأَعْنَاقِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ مَطَرًا لَا يَكُنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ، فَيَغْسِلُ الْأَرْضَ حَتّٰى يَتْرُكَهَا كَالزَّلَفَةِ ..... .

”..... اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی (کوہِ طور پر) محصور ہو کر رہ جائیں گے، یہاں تک کہ جو آپ کے ہاں اِس وقت سو دینار کی حیثیت ہے، ان میں سے ہر ایک کے نزدیک بیل کا سر اس سے کہیں زیادہ قیمتی اور بہتر ہوگا، تو اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی گڑگڑا کر دعا کریں گے، اللہ تعالیٰ یاجوج وماجوج کی گردنوں میں کیڑوں کا عذاب نازل کرے گا، جس سے وہ سب (اکٹھے) مرجائیں گے کہ گویا ایک ہی انسان کی موت ہوئی ہو۔ پھر اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی (کوہِ طور سے) زمین پر اُتریں گے، تو انہیں ایک بالشت بھی زمین خالی نہیں ملے گی، بلکہ ہر جگہ یاجوج وماجوج کی گندگی اور بدبو پھیلی ہوگی، تو اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی گڑگڑا کر دعائیں کریں گے، اللہ تعالیٰ بختی اُونٹوں کی طرح لمبی گردنوں والے پرندے بھیجے گا، جو یاجوج وماجوج (کی نعشوں) کو اٹھا کر وہاں پھینک دیں گے، جہاں اللہ چاہے گا، پھر اللہ تعالیٰ ایسی بارش نازل کرے گا، جس سے کوئی پکا یا کچا گھر اُوٹ مہیا نہیں کر سکے گا، وہ زمین کو دھو کر شیشے کی طرف صاف کر دے گی.....“

(صحيح مسلم : 2937)

یاجوج ماجوج کا خروج قیامت کی نشانی میں سے ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یاجوج وماجوج زمین میں فساد برپا کریں گے، جب وہ محسوس کریں گے کہ ہم نے زمین والوں کو قتل کر دیا ہے، تو وہ کہیں گے کہ ہم آسمان والے کو بھی قتل کر دیتے ہیں، (نعوذ باللہ!) پھر وہ آسمان کی طرف تیر پھینکے گے، اللہ تعالیٰ تیروں کو خون آلود کر کے نیچے پھینک دے گا، وہ سمجھے گے کہ (نعوذ باللہ!) ہم نے اللہ تعالیٰ کو بھی ختم کر دیا۔

(صحیح مسلم : 2937)

سوال: کیا نبی کریم ﷺ نے کبھی سر کے بال مونڈھے؟

جواب: نبی کریم ﷺ کے لمبے بال تھے، جو مختلف اوقات میں کانوں کی لو تک، کندھوں تک اور کانوں اور کندھوں کے درمیان تک ہوتے تھے۔ یہ نبی کریم ﷺ کا معمول تھا۔ عام حالات میں نبی کریم ﷺ سے سر کے بال منڈوانا ثابت نہیں، البتہ حج اور عمرہ میں نبی کریم ﷺ سے سر کے بال مونڈھنا ثابت ہے۔ (بخاری: ۴۴۱۰، مسلم: ۱۳۰۴)

سوال: کیا انبیائے کرام علیہم السلام برزخی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں؟

جواب: برزخ کی زندگی ہر ایک کے لیے ہے، یہ زندگی انبیائے کرام علیہم السلام کو بھی حاصل ہے۔ اس میں انبیاء کو تخصیص نہیں۔ یاد رہے کہ حیات برزخیہ کی کیفیت کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ یہ دنیوی زندگی کے مماثل نہیں۔

❀ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

حَيَاةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَبْرِهِ هُوَ وَسَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ مَعْلُومَةٌ عِنْدَنَا عِلْمًا قَطْعِيًّا لِمَا قَامَ عِنْدَنَا مِنَ الْأَدِلَّةِ فِي ذٰلِكَ وَتَوَاتَرَتْ بِهِ الْأَخْبَارُ، وَقَدْ أَلَّفَ الْبَيْهَقِيُّ جُزْءً فِي حَيَاةِ الْأَنْبِيَاءِ فِي قُبُورِهِمْ.

''نبی کریم ﷺ اور دیگر انبیائے قبروں میں زندہ ہیں، یہ عقیدہ ہمارے نزدیک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قطعی الثبوت ہے، کیونکہ ہمارے پاس اس بارے میں دلائل موجود ہیں اور اس پر متواتر احادیث ہیں، نیز حافظ بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) نے «حَيَاةُ الْأَنْبِيَاءِ فِي قُبُورِهِمْ» کے نام سے ایک رسالہ لکھا ہے۔''

(الحاوي للفتاوي : 178/2)

سوال: کیا تمام انبیاء شہید ہیں؟

جواب: بعض انبیاء کو شہید کیا گیا، مگر تمام انبیاء کے شہید ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔ اس بارے میں کوئی روایت ثابت نہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

لَأَنْ أَحْلِفَ تِسْعًا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُتِلَ قَتْلًا، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَحْلِفَ وَاحِدَةً أَنَّهُ لَمْ يُقْتَلْ، وَذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ جَعَلَهُ نَبِيًّا، وَاتَّخَذَهُ شَهِيدًا .

''میں نو مرتبہ یہ قسم اٹھاؤں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہوئے، یہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں ایک مرتبہ قسم اٹھاؤں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قتل نہیں ہوئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جسے نبی بنایا ہے، اسے شہادت کا رتبہ بھی عطا کیا ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 381/1، مسند أبي يعلى : 5207)

سند ضعیف ہے۔ اعمش مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

سوال: درج ذیل روایت کیسی ہے؟

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

..... ثُمَّ هَبَطَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِنْبَرِ، فَمَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رُئِيَ عَلَيْهِ حَتَّى السَّاعَةِ .

''.....(رسول اللہ ﷺ نے منبر پر خطبہ ارشاد فرمایا۔) پھر رسول اللہ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے اور وفات تک منبر پر نہ دیکھے گئے (اس کے بعد دوبارہ خطبہ ارشاد نہیں فرمایا اور وفات پا گئے)۔''

(مسند الإمام أحمد : 91/1، سنن الدّارمي : 81، مسند أبي يعلى : 1155)

جواب: اس کی سند حسن ہے۔ اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۶۵۹۳) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (۷۷۵۶) نے بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مُتَوَاتِرٌ .

''یہ حدیث متواتر ہے۔''

(الحاوي للفَتاوِي : 16/2)

سوال: جائے حادثہ پر پھول رکھنا کیسا ہے؟

جواب: جائے حادثہ پر پھول رکھنا کفار کی عادت ہے، اسلام میں اس کا کوئی تصور نہیں، مسلمانوں کو کفار کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے۔

سوال: میری لمبی ڈاڑھی ہے، میں نے کئی گھروں میں پیغام نکاح بھیجا، مگر سب سے لمبی ڈاڑھی کی وجہ سے رشتہ ٹھکرا دیا، میرے گھر والے مجھے ڈاڑھی مونڈھنے کا کہتے ہیں، میرے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: ڈاڑھی مونڈھنا حرام ہے۔ گناہ کبیرہ ہے۔ منگنی کے لیے ڈاڑھی مونڈھنا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حلال نہیں۔ جن بچیوں نے آپ سے شادی کرنے سے انکار کیا ہے، ان کے علاوہ بھی رشتے ہیں، آپ دین پر قائم رہیں، اللہ تعالیٰ آپ کے لیے بہتر سبب پیدا کر دے گا، جنہوں نے آپ سے صرف اس بنا پر شادی سے انکار کیا کہ آپ باریش ہیں، ان میں خیر نہیں ہے، وہ کل کلاں دیگر فرائض وواجبات کے ترک کا مطالبہ بھی کر سکتیں ہیں۔ مخلوق کی مان کر خالق کی نافرمانی جائز نہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا طَاعَةَ لِمَنْ عَصَى اللّٰهَ .

''اللہ کے نافرمان کی اطاعت نہیں ہے۔''

(مسند الإمام أحمد وزوائدهٗ :399/1، سنن ابن ماجه : 2965، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❁ سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

لَمَّا رُمِسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ تْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَوَقَفَتْ عَلٰى قَبْرِهٖ وَأَخَذَتْ قُبْضَةً مِنْ تُرَابِ الْقَبْرِ، فَوَضَعَتْهُ عَلٰى عَيْنِهَا وَبَكَتْ وَأَنْشَأَتْ تَقُوْلُ :

مَاذَا عَلَى مَنْ شَمَّ تُرْبَةَ أَحْمَدَ ..... أَلَا يَشَمَّ مَدَى الزَّمَانِ غَوَالِيَا

صُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبٌ لَوْ أَنَّهَا ..... صُبَّتْ عَلَى الْأَيَّامِ عُدْنَ لَيَالِيَا

''جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کیا گیا، تو فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر آ کھڑی ہوئیں، قبر نبوی سے مٹی کی ایک مٹھی لے کر اپنی آنکھوں پر رکھی، پھر روتے ہوئے یہ اشعار پڑھنے لگیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''جس نے نبی کریم ﷺ کی مبارک قبر کی مٹی سونگھی ہے، اسے اچانک زمانے میں کوئی مصیبت پیش نہ آئے۔ نبی کریم ﷺ کی وفات کی وجہ سے مجھ پر ایسے غم ٹوٹ پڑے ہیں کہ اگر وہ دنوں پر پڑتے، تو وہ راتوں میں بدل جاتے۔''

(مُثير الغرام السّاكن إلى الأشرف الأماكن لابن الجوزي، ص 489، الدُّرة الثّمينة في أخبار المدينة لابن النّجّار: 290؛ اتّحاف الزّائر لابی الیُمن ابن عساکر ص 229)

جواب: روایت باطل ہے۔

① محمد بن موسیٰ کا تعین وتوثیق نہیں ہوسکی۔

② احمد بن محمد کاتب کی توثیق نہیں۔

③ طاہر بن یحییٰ بن حسین بن جعفر مجہول الحال ہے۔

④ یحییٰ بن حسین بن جعفر کے حالات زندگی نہیں مل سکے۔

⑤ حسین بن جعفر بن حسین بن عبیداللہ کا ترجمہ نہیں ملا۔

⑥ ابوجعفر باقر رحمہ اللہ کا سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے، لہٰذا مرسل بھی ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

مِمَّا يُنْسَبُ إِلٰى فَاطِمَةَ، وَلَا يَصِحُّ.

''سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے منسوب روایت ثابت نہیں۔''

(سِيَر أعلام النُّبلاء: 134/2)

سوال: کیا کسی صحابی نے نبی کریم ﷺ کی مدح میں یہ اشعار کہے تھے؟

أَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ لَا رَبَّ غَيْرُهٗ ..... وَأَنَّكَ مَأْمُونٌ عَلٰى كُلِّ غَائِبِ

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی رب نہیں اور (اے نبی!) آپ ہر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غائب چیز پر مامون ہیں۔''

جواب: یہ اشعار سیدنا سواد بن قارب رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے۔

(المُعجم الكبير للطّبراني : 6475)

سند جھوٹی اور منقطع ہے۔

① عثمان بن عبدالرحمٰن وقاصی ''متروک وکذاب'' ہے۔

② علی بن منصور انباری ''مجہول'' ہے۔

③ محمد بن کعب قرظی نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، مُتَّفَقٌ عَلٰى تَرْكِهٖ، وَعَلِيُّ بْنُ مَنْصُورٍ فِيهِ جَهَالَةٌ، مَعَ أَنَّ الْحَدِيثَ مُنْقَطِعٌ .

''عثمان بن عبدالرحمٰن بالاتفاق متروک ہے، علی بن منصور مجہول ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ روایت منقطع ہے۔''

(تاريخ الإسلام :594/1)

❁ اس معنی کی دوسری روایت بھی ہے۔

(دلائل النّبوة للبيهقي : 248/2)

سند سخت ضعیف ہے۔

① محمد بن تراس کوفی کے حالات نہیں ملے۔

② ابوبکر بن عیاش سیء الحفظ ہے۔

③ ابواسحاق سبیعی کا عنعنہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس روایت کو سخت ''منکر'' کہا ہے۔

(سِيَر أعلام النُّبلاء [سيرة]، ص 166)

سوال: درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ رَفَعَ لِيَ الدُّنْيَا، فَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهَا وَإِلٰى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيهَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلٰى كَفِّي هٰذِهٖ؛ جِلِّيَانٌ مِنَ اللّٰهِ جَلَاهُ لِنَبِيِّهٖ كَمَا جَلَا لِلنَّبِيِّينَ مِنْ قَبْلِهٖ .

''اللہ عزوجل نے میرے لیے دنیا کو بلند کیا، میں نے اس کی طرف دیکھا اور قیامت تک اس میں جو ہونے والا تھا، اس کی طرف بھی یوں دیکھا کہ گویا میں اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر منکشف کر دیا، جیسے اس نے پہلے انبیا پر منکشف کیا۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 14112، حلية الأولياء لأبي نعيم : 101/6)

جواب: سند سخت ضعیف ہے۔

① سعید بن سنان حنفی شامی ''ضعیف و متروک'' ہے۔

❁ علامہ سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْأَكْثَرُونَ .

''اسے اکثر محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(فتاوى السّبكي : 373/2)

② بقیہ بن ولید تدلیس تسویہ کرتے تھے، لہٰذا سند کے آخر تک سماع کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صراحت ضروری ہے۔

❁ الفتن لنعیم بن حماد (۲) میں بقیہ کی متابعت حکم بن نافع نے کی ہے۔

یہ متابعت مفید نہیں، کیونکہ الفتن کتاب نعیم بن حماد رحمہ اللہ سے باسند صحیح ثابت نہیں۔

سوال: بعض کہتے ہیں کہ ناخن تراشنے کے بعد پھینکنا جائز نہیں اور جس نے ناخن پھینکے، اسے روز قیامت آنکھوں سے اٹھانا پڑیں گے، اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: ناخن تراشنا فطرت ہے۔ تراشے ہوئے ناخن قذرات (میل کچیل) ہیں، انہیں پھینکا جائے گا، یہ کہنا کہ ناخن کو پھینکنے والے کو روز قیامت آنکھوں سے اٹھانا پڑیں گے، بے اصل اور بے حقیقت بات ہے۔

سوال: کیا عورت کے لیے سر کے بالوں کی ایک مینڈی گوندنا جائز ہے؟

جواب: ایک مینڈی گوندنا بھی جائز ہے، ممانعت یا کراہت پر کوئی دلیل نہیں۔

سوال: کیا وضو میں سر کا مسح کرنا واجب ہے؟

جواب: سر کا مسح واجب ہے۔ کوئی وضو میں مسح کرنا بھول جائے، تو وضو نہیں، اعادہ ضروری ہے۔

❁ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُؤُوْسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ (المائدۃ 5 : 6)

''ایمان والو! نماز کے لیے کھڑے ہونے لگو، تو چہرہ دھوؤ، کہنیوں سمیت ہاتھ اور ٹخنوں سمیت پاؤں دھوؤ اور سر کا مسح کرو۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: درج ذیل روایت کی کیا حقیقت ہے؟

❁ نبی کریم ﷺ سے منسوب ہے:

لَا يَصِحُّ الْوُضُوءُ إِنْ وُجِدَ عَلَى الْأَصَابِعِ عَجِينٌ أَوْ مَنَاكِيرُ أَوْ طِينٌ .

''اگر انگلیوں پر آٹا، نیل پالش یا گارا لگا ہو، تو وضو صحیح نہیں۔''

جواب: ان الفاظ کے ساتھ کوئی روایت کتب حدیث میں نہیں ملی۔ یہ بے اصل اور من گھڑت روایت ہے۔

سوال: ایک عورت حیض سے پاک ہوئی، اس نے مہندی لگائی ہوئی تھی، کیا مہندی غسل حیض میں مانع ہے؟

جواب: عورت پاکی کے بعد غسل کر لے۔ مہندی کا استعمال غسل یا وضو پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ مہندی کا رنگ جسم پر ظاہر ہوتا ہے، اس کی تہہ نہیں ہوتی۔

سوال: کیا معجزات انبیائے کرام علیہم السلام کے اختیار میں ہوتے ہیں؟

جواب: انبیائے کرام علیہم السلام کے ہاتھوں معجزات ظاہر ہوتے اور اولیائے عظام کے ہاتھوں کرامات کا صدور ہوتا ہے۔ معجزات اور کرامات پر انبیا اور اولیا کا اختیار نہیں ہوتا۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾(العنکبوت: ۵۰)

''کہہ دیجئے کہ تمام نشانیاں اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ﴾(الرعد: ۳۸)

''کسی رسول کے اختیار میں نہیں کہ وہ اللہ کے اذن کے بغیر کوئی نشانی دکھائے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَمَا كَانَ لَنَا أَنْ نَأْتِيَكُمْ بِسُلْطَانٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ﴾(إبراهيم: ۱۱)

''(رسولوں نے کہا:) ہمارے اختیار میں نہیں ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی معجزہ دکھا سکیں۔''

سوال: کیا انگریزی مترجم قرآن کو تلاوت قرآن کی طرح پڑھنا جائز ہے؟

جواب: قرآن کریم کی تلاوت صرف عربی زبان میں جائز ہے، جس میں اس کا نزول ہوا ہے، کسی دوسری زبان کے ترجمہ کو تلاوت نہیں کہا جا سکتا۔ نیز ایسا کرنا جائز نہیں۔

سوال: بعض لوگ تلاوت قرآن کے وقت دائیں بائیں، آگے پیچھے کی طرف ہلتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: تلاوت کے وقت ہلنے اور حرکت کرنے میں کوئی حرج نہیں، بچنا بہتر ہے۔

سوال: کیا انجیل اور تورات کی تلاوت کرنا جائز ہے؟

جواب: انجیل اور تورات منزل کتابیں ہیں، قرآن کریم کے نزول کے بعد پہلی تمام کتابیں منسوخ ہو چکی ہیں، نیز ان میں تحریف اور تغییر واقع ہو چکا ہے، لہٰذا قرآن کے علاوہ کسی آسمانی کتاب کی تلاوت جائز نہیں، نہ اس کی تلاوت پر ثواب ہے، بلکہ ثواب کی نیت سے قرآن کے علاوہ کسی آسمانی کتاب کی تلاوت کرنا گناہ ہے۔ البتہ نصاریٰ اور یہود سے مناظرہ کے لیے انجیل یا تورات کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

سوال: کیا سوتے وقت سورت بنی اسرائیل کی تلاوت مسنون ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ سوتے وقت سورت بنی اسرائیل کی تلاوت فرماتے تھے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنَامُ حَتّٰى يَقْرَأَ بَنِي إِسْرَائِيْلَ وَالزُّمَرَ .

''نبی کریم ﷺ سورت بنی اسرائیل اور زُمَر پڑھے بغیر نہیں سوتے تھے۔''

(سنن التّرمذي : 2920، عمل اليوم واللّيلة لابن السنّي : 678، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب'' کہا ہے۔

سوال: کیا سورت فاتحہ کو قرآن کریم کی ''سنام'' (چوٹی) کہا گیا ہے؟

جواب: ایسی کوئی روایت معلوم نہیں، جس میں سورت فاتحہ کو قرآن کریم کی چوٹی کہا گیا ہو۔ البتہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کی چوٹی سورت بقرہ کو کہا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں؛

إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ سَنَامًا، وَإِنَّ سَنَامَ الْقُرْآنِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَإِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ لُبَابًا، وَإِنَّ لُبَابَ الْقُرْآنِ الْمُفَصَّلُ .

''ہر چیز کی چوٹی ہوتی ہے اور قرآن مجید کی چوٹی (فضیلت اور عظمت کے اعتبار سے) سورت بقرہ ہے۔ ہر چیز کا خلاصہ ہوتا ہے اور قرآن کا خلاصہ مفصل سورتیں ہیں۔''

(سنن الدّارمي : 3420، وسندهٗ حسنٌ)

❁ نیز فرماتے ہیں:

إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ سَنَامًا وَسَنَامُ الْقُرْآنِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ، وَإِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا سَمِعَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ تُقْرَأُ خَرَجَ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي يُقْرَأُ فِيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

’’ہر چیز کی چوٹی ہوتی ہے اور قرآن کی چوٹی (فضیلت وعظمت کے اعتبار سے) سورت بقرہ ہے۔ شیطان جب کسی گھر میں سورت بقرہ کی تلاوت سنتا ہے، تو وہاں سے بھاگ جاتا ہے۔‘‘

(المستدرك للحاكم :561/1؛ وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام حاکم رحمہ اللہ نے ’’صحیح الاسناد‘‘ اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کیسی ہے؟

❁ صحابہ سے منسوب ہے:

تَعَالَوْا نُجَدِّدْ إِيمَانَنَا .

’’آئیں، ہم تجدید ایمان کرلیں۔‘‘

جواب: بے اصل اور بے سند روایت ہے، کتب حدیث میں اس کا وجود نہیں۔

سوال: درج ذیل روایت کیسی ہے؟

❁ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہے:

إِنَّ عَلَى الْمُتَوَضِّئِ حِجَابًا مِنْ نُورٍ .

’’باوضو شخص پر نور کا پردہ ہوتا ہے۔‘‘

جواب: بے اصل روایت ہے۔ کتب احادیث میں نہیں ملی۔

سوال: ایک شخص کی عمر سو سال سے زیادہ ہے، اس کی عقل کبھی زائل ہو جاتی ہے اور کبھی عقل قائم ہو جاتی ہے، اس کے لیے نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: جتنا وقت عقل قائم ہو، اس دوران جن نمازوں کا وقت ہوتا ہے، ان کی ادائیگی کر لے۔ اس کے لیے جس طرح نماز پڑھنا ممکن ہو، پڑھ لے۔ اگر وضو نہیں کر سکتا، تو

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

تیمّم کرلے۔ بزرگ اپنے متعلق خود جانتا ہے کہ وہ کس حالت میں نماز پڑھ سکتا ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾(التّغابن : ١٦)

''جتنی استطاعت ہے، اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔''

جن نمازوں کے دوران عقل زائل ہوجائے، وہ معاف ہیں۔

سوال: ایک شخص بغیر عذر پانچ نمازیں ایک وقت میں ادا کرتا ہے اور اسے جائز سمجھتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: ہر نماز کا وقت مقرر ہے، اسے بغیر عذر شرعی مؤخر کرنا جائز نہیں۔ اگر کسی شخص کو عذر ہو، تو وہ پانچ نمازیں اکٹھی ادا کرسکتا ہے، مگر بغیر عذر اکھٹی کرنا یا اسے جائز سمجھنا قطعاً ناجائز ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا﴾(النساء : ١٠٣)

''یقیناً نماز مومنوں کے لئے وقت مقررہ پر فرض ہے۔''

سوال: قرآن کریم پڑھ کر میت کو اہداء کرنا کیسا ہے؟

جواب: قرآن وحدیث سے ثابت نہیں۔ اسلاف اُمت ایسا نہیں کرتے تھے۔ یاد رہے کہ ایصال ثواب اور اہداء کی جو صورتیں قرآن وسنت اور اسلاف اُمت سے ثابت ہیں، ہم انہیں تسلیم کرتے ہیں۔

تنبیہ:

❁ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (٨٥٥ھ) کہتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ يَجْتَمِعُونَ فِي كُلِّ عَصْرٍ وَزَمَانٍ وَيَقْرَؤُونَ الْقُرْآنَ وَيُهْدُونَ ثَوَابَهُ لِمَوْتَاهُمْ، وَعَلٰى هٰذَا أَهْلُ الصَّلَاحِ وَالدِّيَانَةِ مِنْ كُلِّ مَذْهَبٍ مِنَ الْمَالِكِيَّةِ وَالشَّافِعِيَّةِ وَغَيْرِهِمْ وَلَا يُنْكِرُ ذٰلِكَ مُنْكِرٌ فَكَانَ إِجْمَاعًا .

''ہر دور میں مسلمان جمع ہوتے تھے، قرآن کی تلاوت کرتے تھے اور اس کا ثواب اپنے فوت شدگان کو پہنچاتے تھے، مذہب مالکیہ اور شوافع وغیرہ کے صالحین اور متدین لوگوں کا یہی مؤقف ہے، کسی نے اس کا انکار نہیں کیا، لہٰذا یہ مسئلہ اجماعی و اتفاقی ہوا۔''

(البِناية شرح الهداية : 467/4)

محدثین، ائمہ اہل سنت سے ایسا کچھ ثابت نہیں۔ یہ بعد والوں کی ایجاد ہے، جسے اجماع باور کرایا جا رہا ہے۔

سوال: میں ایک سکول میں پڑھاتا ہوں، نماز ظہر کے وقت میرا ایک کلاس میں پیریڈ ہوتا ہے، اگر نماز کے لیے جاؤں، تو بچوں کی تعلیم کا حرج ہے، تو کیا میں نماز کو مؤخر کر سکتا ہوں؟

جواب: آپ کو چاہیے کہ پیریڈ کے اوقات میں تبدیلی کروالیں، آپ کو عذر شرعی نہیں ہے۔ بہر حال نماز کو مؤخر نہیں کیا جا سکتا۔ سکول انتظامیہ کو بھی چاہیے کہ وہ اساتذہ اور طلبہ کو نماز ظہر کے لیے وقت دیں۔

سوال: احناف کا یہ کہنا کہ اگر طواف افاضہ کے تین چکر یا اس سے کم چکر ترک کر دے، تو اس پر ایک بکری دم ہے، یہ کہاں تک درست ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: طواف افاضہ جسے طواف زیارت بھی کہتے ہیں، یہ حج کا بالاجماع رکن ہے۔ طواف میں سات چکروں کی شرط ہے، سات چکروں سے کم کو ''طواف'' نہیں کہتے، لہٰذا یہ کہنا کہ اگر تین چکر ترک کر دے، تو ایک بکری دم سے نقصان پورا ہو جائے گا، باطل بات ہے۔ بلکہ ایسے شخص کا حج نہیں، کیونکہ متواتر احادیث میں نبی کریم ﷺ کے قول و فعل سے طواف کعبہ کے سات چکر ہی ثابت ہیں، اس بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں کوئی اختلاف نہیں۔

سوال: سوم (تیجہ) کے چنوں پر ستر ہزار بار کلمہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: قبیح بدعت ہے۔ شریعت میں اس کی اصل نہیں۔

سوال: نماز جمعہ کی چار رکعت ادا کرنا کیسا ہے؟

جواب: نماز جمعہ کی دو رکعت مشروع ہیں، نبی کریم ﷺ، صحابہ، تابعین اور ائمہ دین نے دو رکعت ہی ادا کی ہیں، اسی پر اہل علم کا اجماع ہے۔ نماز جمعہ ظہر کی طرح چار رکعت ادا کرنا جائز نہیں، یہ دین میں اضافہ ہے۔

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ دیدار نبی، دیدار الٰہی ہے، اس پر وہ یہ حدیث پیش کرتے ہیں:

❀ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ .

''جس نے (خواب میں) مجھے دیکھا، اس نے حق دیکھا۔''

(صحيح البخاري : 6996، صحيح مسلم : 2267)

اس کی کیا حقیقت ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: اس حدیث کی بنیاد پر یہ نظریہ پیش کرنا کہ دیدار نبی، دیدار الٰہی ہے، حدیث کی واضح معنوی تحریف ہے، جو کہ باطل اور کفر ہے۔ یہ سب کچھ یہود و نصاریٰ کی پیروی میں کیا گیا ہے۔ وہ بھی شریعت میں تحریف کر کے اپنے نبیوں کی شان میں غلو کرتے تھے۔

اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جس نے خواب میں مجھے دیکھا، حقیقت میں اس نے مجھے ہی دیکھا، یہ اس کا سچا خواب ہے۔ اسی معنی پر مسلمانوں کا اتفاق و اجماع ہے۔

❀ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

الْأَظْهَرُ أَنَّ الْمُرَادَ بِالْحَقِّ هُنَا الصِّدْقُ الَّذِي ضِدُّهُ الْكَذِبُ، أَيْ فَقَدْ صَدَقَتْ رُؤْيَاهُ، فَإِنَّهُ قَدْ رَآنِي لَا غَيْرِي.

''درست بات یہ ہے کہ یہاں حق سے مراد سچ ہے، جو جھوٹ کے مقابلہ میں ہوتا ہے، یعنی اس کا خواب سچا ہے، اس نے مجھے ہی دیکھا ہے، کسی اور کو نہیں۔''

(مرقاة المَفاتيح : 2916/7)

سوال: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ کہنا ثابت ہے:

لَمْ يَعْرِفْنِي حَقِيقَةً غَيْرُ رَبِّي، يَا أَبَا بَكْرٍ!.

''ابوبکر! حقیقی طور پر مجھے صرف میرے رب نے ہی پہچانا ہے۔''

جواب: بے سروپا روایت ہے، کتب حدیث میں اس کا وجود نہیں۔

سوال: کیا میت کا قریبی رشتہ دار دفن کے لیے قبر میں اُتر سکتا ہے؟

جواب: بہتر یہی ہے کہ میت کے قریبی رشتہ دار ہی کفن و دفن کا بندوبست کریں۔

❀ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

يَأْمُرُهُمْ أَنْ يَغْسِلُوهُ بَنُو أَبِيهِ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خونی رشتہ دار ہی دیں۔''

(الأوسط لابن المنذر : 324/5، ح : 2934، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: قریب المرگ پر سورت فاتحہ کی تلاوت کرنا کیسا ہے؟

جواب: قریب المرگ پر سورت فاتحہ پڑھنا ثابت نہیں، البتہ اگر قریب المرگ شخص خواہش کرے، تو تلاوت کی جا سکتی ہے۔

سوال: قبرستان میں پیشاب کرنا کیسا ہے؟

جواب: قبرستان میں پیشاب و پاخانہ کرنا درست نہیں۔ یہ کئی زائرین کے لیے اذیت کا باعث ہوگا۔

سوال: کیا غیر مسلم قبر کھود سکتا ہے؟

جواب: مسلمان میت کے لیے غیر مسلم مزدور بھی قبر کھود سکتا ہے، بشرطیکہ اسلامی طریقہ کے مطابق ہو۔

سوال: لبیک یا رسول اللہ کا نعرہ لگانا کیسا ہے؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں غلط کرتے ہوئے لبیک یا رسول اللہ کا نعرہ لگانا حرام اور ناجائز ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں لبیک یا رسول اللہ کہتے تھے۔ کسی صحابی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر موجودگی میں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد لبیک یا رسول اللہ کہنا یا نعرہ لگانا ثابت نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۲۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کھانے پینے کی حرام چیزوں کی خرید وفروخت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جن اشیا کا کھانا پینا حرام ہے، ان کی خرید وفروخت بھی حرام ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ إِذَا حَرَّمَ عَلٰى قَوْمٍ أَكْلَ شَيْءٍ حَرَّمَ عَلَيْهِمْ ثَمَنَهُ .

''اللہ کسی قوم پر کوئی چیز کھانا حرام کرتا ہے، تو اس کی کمائی بھی حرام کر دیتا ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 247/1، سنن أبي داود : 3488، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قَاتَلَ اللّٰهُ فُلَانًا، أَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُودَ، حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ فَجَمَّلُوهَا، فَبَاعُوهَا .

''فلاں شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، کیا اسے معلوم نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ یہود پر لعنت کرے، جب ان پر چربی حرام کی گئی، تو انہوں نے اسے پگھلا کر بیچا۔''

(صحيح البخاري : 3460، صحيح مسلم : 1582)

❁ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ الْمَأْكُولَ وَالْمَشْرُوبَ الْمُحَرَّمَيْنِ لَا يَجُوزُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بَيْعُهُمَا، كَمَا لَا يَجُوزُ أَكْلُهُمَا .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ کھانے پینے کی حرام اشیا کا جیسے کھانا پینا حرام ہے، ایسے ہی ان کی خرید وفروخت بھی ہے۔''

(أعلام الحديث : 1566/3)

سوال: کیا ایسا ممکن ہے کہ قرآن کریم کی ایک آیت کے مفہوم سے تمام صحابہ جاہل رہ گئے ہوں یا سب کو غلطی لگ گئی ہو؟

جواب: یہ ممکن ہے کہ کسی ایک صحابی یا بعض صحابہ کو آیت کا مفہوم سمجھ نہ آیا ہو یا ان سے خطا سرزد ہوگئی ہو، مگر یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک آیت کے معنی ومفہوم میں تمام صحابہ ہی جاہل رہ گئے ہوں یا سبھی نے آیت کا معنی غلط سمجھ لیا ہو۔ یہ کتاب وسنت کی نصوص کے منافی ہے۔ اجماع اُمت معصوم ہے، جس مسئلہ پر کسی دور کے علما کا اجماع ہو جائے، وہ حق اور سچ ہے، اس میں خطا یا نسیان کی گنجائش نہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ أُمَّتِي عَلٰى ضَلَالَةٍ أَبَدًا .

''اللہ میری امت کو گمراہی پر کبھی متفق نہیں کرے گا۔''

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 116/1، وسندهٗ حسنٌ)

❁ علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) نے کیا خوب لکھا ہے:

أَمَّا مَا اتَّفَقَ عَلٰى تَرْكِهٖ فَلَا يَجُوْزُ الْعَمَلُ بِهٖ لِأَنَّهُمْ مَا تَرَكُوهُ إِلَّا عَلٰى عِلْمٍ أَنَّهٗ لَا يُعْمَلُ بِهٖ .

''جس کام کے چھوڑنے پر سلف کا اتفاق ہو، وہ کام کرنا جائز نہیں، کیونکہ انہوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے اسے چھوڑا ہی اس لئے تھا کہ اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔‘‘

(فضل علم السّلف علی علم الخلف، ص 31)

❁ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (790ھ) لکھتے ہیں:

كُلُّ مَنْ خَالَفَ الْإِجْمَاعَ؛ فَهُوَ مُخْطِئٌ، وَأُمَّةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْتَمِعُ عَلٰى ضَلَالَةٍ، فَمَا كَانُوا عَلَيْهِ مِنْ فِعْلٍ أَوْ تَرْكٍ؛ فَهُوَ السُّنَّةُ وَالْأَمْرُ الْمُعْتَبَرُ، وَهُوَ الْهُدٰى، وَلَيْسَ ثَمَّ إِلَّا صَوَابٌ أَوْ خَطَأٌ؛ فَكُلُّ مَنْ خَالَفَ السَّلَفَ الْأَوَّلِينَ فَهُوَ عَلٰى خَطَأٍ، وَهٰذَا كَافٍ.

’’اجماع کی مخالفت کرنے والا خود خطا کار ہوتا ہے، کیونکہ اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہوسکتی، لہٰذا سلف جس کام کو کرنے یا چھوڑنے پر متفق ہوں، وہی سنت اور معتبر ہے اور وہی ہدایت ہے۔ کسی کام میں دو ہی احتمال ہوتے ہیں، درستی یا غلطی، جو سلف صالحین کی مخالفت کرے گا، وہ خطا پر ہوگا اور یہی اس کے خطا کار ہونے کے لیے کافی ہے۔‘‘

(المُوافقات: 281/3)

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ هَمُّهُمْ بُطُونُهُمْ، وَشَرَفُهُمْ مَتَاعُهُمْ، وَقِبْلَتُهُمْ نِسَاؤُهُمْ، وَدِينُهُمْ دَرَاهِمُهُمْ وَدَنَانِيرُهُمْ؛ أُولٰئِكَ شَرُّ الْخَلْقِ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَا خَلَاقَ لَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ .

''لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا، جس میں لوگوں کا مقصد پیٹ بھرنا ہوگا، ان کے ہاں شرف وعزت مال ومتاع ہوگی، ان کا قبلہ عورتیں ہوں گی اور ان کا دین درہم ودینار ہوں گے، وہ سب سے برے لوگ ہوں گے۔ اللہ کے پاس ان کا کوئی حصہ (اجر وثواب) نہیں ہوگا۔''

(الغرائب المُلتقطة لابن حَجَر : 335/8)

جواب: سند باطل ہے۔

① ابوعبدالرحمٰن سلمی ''متہم بالکذب'' ہے۔

② محمد بن مالک تمیمی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

③ ابومنصور رباطی مجہول ہے۔

④ محمد بن نہشل بن حمید کے حالات پر آگاہی نہیں ہوسکی۔

⑤ ابواسحاق سبیعی ''مدلس ومختلط'' ہے۔

⑥ حارث بن عبداللہ اعور ''ضعیف ومدلس'' ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ بِاتِّفَاقِهِمْ .

''باتفاق محدثین ضعیف ہے۔''

(خلاصة الأحكام : 417/1)

❁ نیز فرماتے ہیں:

قَدِ اتَّفَقُوا عَلٰى أَنَّ الْحَارِثَ كَذَّابٌ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

’’حارث کے جھوٹے ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے۔‘‘

(خلاصة الأحكام :505/1)

سوال: درج ذیل حدیث قدسی کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : إِنِّي وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ فِي نَبَأٍ عَظِيمٍ، أَخْلُقُ وَيُعْبَدُ غَيْرِي، وَأَرْزُقُ وَيُشْكَرُ غَيْرِي .

’’اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں، جن اور انسان بہت بڑی خبر میں ہیں، (وہ یہ کہ) تخلیق میں کرتا ہوں اور عبادت میرے غیر کی کی جاتی ہے۔ رزق میں دیتا ہوں اور شکر میرے غیر کا کیا جاتا ہے۔‘‘

(مُسند الشّاميين للطّبراني : 974، 975، شُعب الإيمان للبيهقي : 4243)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① بقیہ بن ولید تدلیس تسویہ کرتے تھے، سند کے آخر تک سماع کی تصریح ضروری ہے، جو کہ یہاں نہیں ہے۔

② عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر اور شریح بن عبید حضرمی نے سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

سوال: کیا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کو ملوکیت عضوض (کاٹ کھانے والے ملوکیت) کہا گیا ہے؟

جواب: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت وملوکیت باعث رحمت تھی۔ ملوکیت عضوض (کاٹ کھانے والی بادشاہت) آپ کے دور اقتدار کے بعد شروع ہوئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

أَوَّلُ مُلُوكِ الْمُسْلِمِينَ مُعَاوِيَةُ، وَهُوَ خَيْرُ مُلُوكِ الْمُسْلِمِينَ .

''مسلمانوں کے سب سے پہلے اور افضل بادشاہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔''

(شرح العقيدة الطّحاوية، ص 722)

❁ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّكُمْ فِي نُبُوَّةٍ وَّرَحْمَةٍ، وَسَتَكُونُ خِلَافَةٌ وَّرَحْمَةٌ، ثُمَّ يَكُونُ كَذَا وَكَذَا، ثُمَّ يَكُونُ مُلْكًا عَضُوضًا، يَشْرَبُونَ الْخُمُورَ، وَيَلْبِسُونَ الْحَرِيرَ، وَفِي ذٰلِكَ يُنْصَرُونَ إِلٰى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ .

''آپ نبوت اور رحمت کے دور میں ہیں، عنقریب خلافت اور رحمت ہوگی، پھر ایسا اور ایسا ہو گا (بادشاہت اور رحمت آئے گی)، پھر کاٹ کھانے والی بادشاہت آئے گی۔ لوگ شراب پئیں گے اور ریشم پہنیں گے، لیکن اس کے باوجود قیامت تک ایک طائفہ منصورہ بھی موجود رہے گا۔''

(المُعجم الأوسط للطّبراني : 345/6، ح :6581، وسندهٗ حسنٌ)

خلافت کے بعد ایک خاص زمانہ ہے، جسے (کذا وکذا) سے تعبیر کیا گیا ہے اور وہ ہے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بادشاہت کا زمانہ۔ اس کے بعد جا کر کاٹ کھانے والی ملوکیت کا دور شروع ہوگا۔ لہٰذا جن روایات میں خلافت کے بعد ملک عضوض کا ذکر ہے، وہ اختصار پر مبنی ہیں۔ اس کی تائید ایک دوسری صریح حدیث سے ہوتی ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَوَّلُ هٰذَا الْأَمْرِ نُبُوَّةٌ وَّرَحْمَةٌ، ثُمَّ يَكُونُ خِلَافَةً وَّرَحْمَةً، ثُمَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَكُونُ مُلْكًا وَّرَحْمَةً، ثُمَّ يَكُونُ إِمَارَةً وَّرَحْمَةً .

''پہلے نبوت اور رحمت ہے، پھر خلافت اور رحمت ہوگی، پھر بادشاہت اور رحمت ہوگی، پھر امارت اور رحمت ہوگی۔''

(المعجم الكبير للطّبراني : 88/11، ح : 11138، السّلسلة الصّحيحة : 3270، وسندهٗ حسنٌ)

اس کی تائید اجماعِ امت سے ہوتی ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''جب سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما لشکروں کے ساتھ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف نکلے، تو سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: میں ایسا لشکر دیکھ رہا ہوں، جو پلٹ کر نہیں بھاگے گا، بلکہ مخالف کو مار بھگائے گا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: (حالت جنگ میں) مسلمانوں کے اہل وعیال کا خیال کون رکھے گا؟ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رکھوں گا۔ تو عبداللہ بن عامر رحمہ اللہ اور عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے ملاقات کر کے صلح کی بات کرتے ہیں۔ (راوی حدیث) حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہے، مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کروائے گا۔''

(صحيح البخاري : 7109)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ اس حدیث کے تحت حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

دَلَالَةٌ عَلٰى رَأْفَةِ مُعَاوِيَةَ بِالرَّعِيَّةِ وَشَفَقَتِهٖ عَلَى الْمُسْلِمِينَ وَقُوَّةِ نَظَرِهٖ فِي تَدْبِيرِ الْمُلْكِ وَنَظَرِهٖ فِي الْعَوَاقِبِ .

''اس میں دلیل ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ رعایا کا بہت خیال رکھنے والے تھے، مسلمانوں پر انتہائی شفیق تھے، حکومتی معاملات میں بڑی گہری نظر رکھتے تھے اور ہر معاملہ کے انجام کار سے بخوبی آشنا تھے۔''

(فتح الباري : 66/13)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

كَانَتْ نُبُوَّةُ النَّبِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُبُوَّةً وَّرَحْمَةً، وَكَانَتْ خِلَافَةُ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ خِلَافَةَ نُبُوَّةٍ وَّرَحْمَةٍ، وَكَانَتْ إِمَارَةُ مُعَاوِيَةَ مُلْكًا وَّرَحْمَةً، وَبَعْدَهٗ وَقَعَ مُلْكٌ عَضُوضٌ .

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت، نبوت و رحمت تھی۔ خلفائے راشدین کی خلافت، خلافت نبوت اور رحمت تھی۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت رحمت والی بادشاہت تھی۔ اس کے بعد کاٹ کھانے والی بادشاہت شروع ہوگئی۔''

(جامع المسائل : 154/5)

❁ نیز فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّ مُعَاوِيَةَ أَفْضَلُ مُلُوكِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، فَإِنَّ الْأَرْبَعَةَ قَبْلَهٗ كَانُوا خُلَفَاءَ نُبُوَّةٍ، وَهُوَ أَوَّلُ الْمُلُوكِ، كَانَ مُلْكُهٗ مُلْكًا وَّرَحْمَةً،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كَمَا جَاءَ فِي الْحَدِيثِ ..... وَكَانَ فِي مُلْكِهِ مِنَ الرَّحْمَةِ وَالْحُلْمِ وَنَفْعِ الْمُسْلِمِينَ مَا يُعْلِمُ أَنَّهُ كَانَ خَيْرًا مِّنْ مُلْكِ غَيْرِهِ .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اس امت کے سب سے افضل بادشاہ تھے۔ آپ سے پہلے چاروں حکمران خلفائے نبوت تھے۔ آپ ہی سب سے پہلے بادشاہ ہوئے۔ آپ کی حکمرانی باعث رحمت تھی، جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا ہے۔ آپ کی بادشاہت مسلمانوں کے لیے اتنی فائدہ مند تھی اور اس میں اتنی رحمت و برکت تھی کہ اس کے دنیا کی سب سے اچھی بادشاہت ہونے کے لیے یہی دلیل کافی ہے۔''

(مجموع الفتاوٰی : 478/4)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَتِ الرَّعَايَا عَلٰى بَيْعَتِهِ فِي سَنَةِ إِحْدٰى وَأَرْبَعِينَ، كَمَا قَدَّمْنَا، فَلَمْ يَزَلْ مُسْتَقِلًّا بِالْأَمْرِ فِي هٰذِهِ الْمُدَّةِ إِلٰى هٰذِهِ السَّنَةِ الَّتِي كَانَتْ فِيهَا وَفَاتُهُ، وَالْجِهَادُ فِي بِلَادِ الْعَدُوِّ قَائِمٌ، وَكَلِمَةُ اللّٰهِ عَالِيَةٌ، وَالْغَنَائِمُ تَرِدُ إِلَيْهِ مِنْ أَطْرَافِ الْأَرْضِ، وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهُ فِي رَاحَةٍ وَّعَدْلٍ، وَصَفْحٍ وَّعَفْوٍ .

''تمام رعایا نے 41ھ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت پر اجماع کیا، جیسا کہ ہم بیان کر چکے، آپ رضی اللہ عنہ اپنی وفات (60ھ) تک خود مختار حکمران رہے۔ آپ کے دور میں دشمنانِ اسلام کے علاقوں میں جہاد جاری تھا، کلمۃ اللہ بلند تھا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اطراف زمین سے مالِ غنیمت آ رہا تھا۔ مسلمان آپ کی حکومت میں خوش وخرم تھے، انہیں عدل وانصاف مہیا تھا اور عفو ودرگزر کا مظاہرہ کیا جاتا تھا۔''

(البداية والنّهاية : 119/8)

سوال: روایت: «إِخْتِلَافُ أُمَّتِي رَحْمَةٌ» بلحاظ سند کیسی ہے؟

جواب: یہ بے اصل اور بے سند روایت ہے۔

❁ علامہ علی بن عبدالکافی سبکی رحمہ اللہ (۷۵۶ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ مَعْرُوفًا عِنْدَ الْمُحَدِّثِينَ وَلَمْ أَقِفْ لَهُ عَلٰى سَنَدٍ صَحِيحٍ، وَلَا ضَعِيفٍ، وَلَا مَوْضُوعٍ، وَلَا أَظُنُّ لَهُ أَصْلًا، إِلَّا أَنْ يَكُونَ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ .

''یہ حدیث محدثین کے ہاں معروف نہیں، مجھے اس کی کوئی صحیح، ضعیف یا موضوع (من گھڑت) سند معلوم نہیں، میرا نہیں خیال کہ اس کی کوئی اصل ہو، البتہ یہ مقولہ ہوسکتا ہے۔''

(قضاء الأرب في أسئلة حلب، ص 263)

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ لَمْ أَرَ مَنْ خَرَّجَهُ مَرْفُوعًا بَعْدَ الْبَحْثِ الشَّدِيدِ عَنْهُ .

''باوجود بسیار کوشش کے مجھے معلوم نہیں ہوسکا کہ اس حدیث کو کس محدث نے اپنی کتاب میں مرفوع ذکر کیا ہے۔''

(تذكرة المُحتاج : 62)

❁ حافظ سخاوی رحمہ اللہ (۹۰۲ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زَعَمَ كَثِيرٌ مِنَ الْأَئِمَّةِ أَنَّهُ لَا أَصْلَ لَهُ .

''بہت سے ائمہ نے کہا ہے کہ یہ روایت بے اصل ہے۔''

(المَقاصد الحَسَنة : 39)

تنبیہ:

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

نَصَرٌ الْمَقْدِسِيُّ فِي الْحُجَّةِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الرِّسَالَةِ الْأَشْعَرِيَّةِ، بِغَيْرِ سَنَدٍ وَأَوْرَدَهُ الْحَلِيمِيُّ وَالْقَاضِي حُسَيْنٌ وَإِمَامُ الْحَرَمَيْنِ وَغَيْرُهُمْ وَلَعَلَّهُ خُرِّجَ فِي بَعْضِ كُتُبِ الْحُفَّاظِ الَّتِي لَمْ تَصِلْ إِلَيْنَا .

''یہ روایت نصر مقدسی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الحجہ'' میں اور حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے ''الرسالۃ الاشعریۃ'' میں بغیر سند کے ذکر کی ہے۔ علامہ حلیمی، قاضی حسین اور امام حرمین وغیرہ نے بھی اسے ذکر کیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ بعض حفاظ حدیث کی کتابوں میں یہ روایت درج ہو اور وہ ہم تک نہ پہنچیں ہوں۔''

(الجامع الصّغير : 1243)

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ کے تعاقب میں محدث البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا بَعِيدٌ عِنْدِي، إِذْ يَلْزَمُ مِنْهُ أَنَّهُ ضَاعَ عَلَى الْأُمَّةِ بَعْضُ أَحَادِيثِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهٰذَا مِمَّا لَا يَلِيقُ بِمُسْلِمٍ اعْتِقَادُهُ .

''میرے مطابق ایسا ہونا بعید ہے، کیونکہ اس سے تو لازم آئے گا کہ نبی کریم ﷺ کی بعض احادیث اُمت سے ضائع ہوگئیں، یہ اعتقاد رکھنا کسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمان کے لائق نہیں۔‘‘

(سلسلة الأحاديث الضّعيفة، تحت الرقم : 57)

سوال: امام سورت بقرہ کی آخری آیات کی قرأت کرے، تو مقتدی آخر پر اونچی آواز میں آمین کہتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: سورت بقرہ کے آخر میں امام اور مقتدی آمین نہیں کہیں گے، کیونکہ کتاب وسنت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔

سوال: کفار نے خنزیروں کے باڑے بنا رکھے ہیں، شریعت کیا کہتی ہے؟

جواب: خنزیر نجس العین ہے، اس کی کسی چیز سے انتفاع جائز نہیں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُّقْسِطًا، فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ، وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ، وَيَفِيضَ الْمَالُ، حَتّٰى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ .

’’قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک تمہارے پاس ابن مریم علیہ السلام انصاف کرنے والے حاکم بن کر نازل نہ ہوں گے۔ وہ صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ ختم کر دیں گے۔ ان کے عہد میں مال اس قدر زیادہ ہو جائے گا کہ کوئی اسے لینے والا نہ ہوگا۔‘‘

(صحيح البخاري : 2476، صحيح مسلم : 155)

❁ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

مَعْنٰى قَتْلِ الْخِنْزِيرِ تَحْرِيمُ اقْتِنَائِهِ وَأَكْلِهِ، وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نَجَاسَةِ عَيْنِهٖ وَأَنَّ سُؤْرَهٗ مُحَرَّمٌ، وَالشَّيْءُ الطَّاهِرُ الْمُنْتَفَعُ بِهٖ لَا يُؤْمِرُ بِقَتْلِهٖ وَإِتْلَافِهٖ .

''خنزیر کو قتل کرنے کا معنی یہ ہے کہ اسے پالنا اور کھانا حرام ہے، نیز اس حدیث میں دلیل ہے کہ خنزیر نجس العین ہے، اس کا جھوٹا حرام ہے۔ فائدہ مند پاک شے کو قتل اور تلف کرنے کا حکم نہیں دیا جاتا۔''

(أعلام الحديث : 1562/3)

سوال: کیا مرد اپنی بیوی کی شرمگاہ کو دیکھ سکتا ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔

❁ عتبہ بن ابی حکیم رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ سَأَلَ سُلَيْمَانَ بْنَ مُوسٰى عَنِ الرَّجُلِ يَنْظُرُ إِلٰى فَرْجِ امْرَأَتِهٖ، فَقَالَ : سَأَلْتُ عَنْهَا عَطَاءً، فَقَالَ : سَأَلْتُ عَنْهَا عَائِشَةَ، فَقَالَتْ : كُنْتُ اغْتَسِلُ أَنَا وَحِبِّي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ، تَخْتَلِفُ فِيهِ أَكُفُّنَا .

''آپ رحمہ اللہ نے سلیمان بن موسیٰ رحمہ اللہ سے ایسے شخص کے متعلق سوال کیا، جو اپنی بیوی کی شرمگاہ کی طرف دیکھتا ہے؟ کہنے لگے: میں نے بھی اس بارے میں عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے سوال کیا تھا، تو وہ کہتے ہیں: میں نے اس بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تھا، آپ رضی اللہ عنہا نے جواب میں فرمایا: میں اور میرے محبوب (رسول اللہ) صلی اللہ علیہ وسلم اکھٹے ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے، ہماری ہتھیلیاں برتن میں ٹکراتی تھیں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(صحيح ابن حبان : 5577، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: ایک شخص مجنون تھا، حالت جنون میں حج کیا، بعد میں آفاقہ ہوا اور صاحب استطاعت بھی ہے، کیا اس پر حج فرض ہے؟

جواب: اس پر حج فرض ہے، حالت جنون میں وہ مکلّف نہیں تھا، تو جس طرح بلوغت سے پہلے کیا گیا حج، بلوغت کے بعد والے حج سے کفایت نہیں کرتا، اسی طرح حالت جنون میں کیا گیا حج، حالت صحت کے حج سے کفایت نہیں کرتا، کیونکہ بچہ اور مجنون دونوں غیر مکلّف ہیں۔

سوال: عید والے دن روزہ رکھنا کیسا ہے؟

جواب: عید والے دن روزہ رکھنا بالاتفاق ممنوع وحرام ہے، یہ روزہ معتبر نہیں۔

❁ زیاد بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ، فَسَأَلَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ : نَذَرْتُ أَنْ أَصُومَ كُلَّ يَوْمٍ ثَلَاثَاءَ أَوْ أَرْبِعَاءَ مَا عِشْتُ، فَوَافَقْتُ هٰذَا الْيَوْمَ يَوْمَ النَّحْرِ، فَقَالَ : أَمَرَ اللّٰهُ بِوَفَاءِ النَّذْرِ، وَنُهِينَا أَنْ نَصُومَ يَوْمَ النَّحْرِ .

''میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا کہ ایک شخص نے سوال کیا: میں نے نذر مانی ہے کہ جب تک زندہ رہوں گا ہر منگل یا بدھ کے دن روزہ رکھوں گا، اب یہ دن عید الاضحیٰ کو آ گیا ہے (میں کیا کروں؟) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے نذریں پوری کرنے کا حکم دیا ہے، لیکن ہمیں عید الاضحیٰ کو روزہ رکھنے سے منع کر دیا گیا ہے۔''

(صحيح البخاري : 6706، صحيح مسلم : 1139)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ ابومطرف قنازعی رحمہ اللہ (۴۱۳ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى أَنَّهٗ لَا يُصَامُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى .

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو روزہ نہیں رکھا جائے گا۔''

(تفسير الموطأ : 218/2)

سوال: جس نے نماز پڑھی اور اس کے دانتوں میں کھانے کے ذرات تھے، نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز درست ہے، البتہ اس پر اجماع ہے کہ نماز کے دوران کھانے پینے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

سوال: اگر کسی نے کسی مسلمان کو کافر یا منافق کہہ دیا، تو اس کی کیا سزا ہے؟

جواب: اگر کسی مجتہد نے اجتہاداً کسی مسلمان کو کافر یا منافق کہہ دیا، تو اس کی کوئی سزا نہیں، البتہ اس میں احتیاط ضروری ہے۔

❁ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بدری صحابی کے بارے میں اجتہاداً کہہ دیا:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ .

''اللہ کے رسول! اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اُتار دوں۔''

(صحيح البخاري : 3007، صحيح مسلم : 2494)

سوال: کیا جنگ میں کافروں کی عورتوں کو قتل کیا جائے گا؟

جواب: جنگ میں کافروں کی عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا جائز نہیں، البتہ اگر وہ بھی میدان قتال میں اتر آئیں، تو انہیں قتل کیا جا سکتا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ .

''رسول اللہ ﷺ نے (جنگ کے دوران کفار کی) عورتوں کو بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔''

(صحيح البخاري : 3015، صحيح مسلم : 1744)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى الْعَمَلِ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَتَحْرِيمِ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ إِذَا لَمْ يُقَاتِلُوا فَإِنْ قَاتَلُوا قَالَ جَمَاهِيرُ الْعُلَمَاءِ : يُقْتَلُونَ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ اس حدیث پر عمل کیا جائے گا، نیز عورتیں اور بچے اگر قتال نہ کریں، تو انہیں قتل کرنا حرام ہے، البتہ اگر وہ قتال میں شامل ہوں، تو جمہور اہل علم کے مطابق انہیں قتل کیا جا سکتا ہے۔''

(شرح النّووي : 48/12)

سوال: درج ذیل حدیث کا مفہوم کیا ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

حَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ .

''بنی اسرائیل سے نقل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔''

(صحيح البخاري : 3461)

جواب: اس حدیث کے معنی میں حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ مَعْنَاهُ إِبَاحَةَ الْكَذِبِ فِي أَخْبَارِ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَرَفْعِ الْحَرَجِ عَمَّنْ نَقَلَ عَنْهُمُ الْكَذِبَ، وَلٰكِنْ مَعْنَاهُ الرُّخْصَةُ فِي

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْحَدِيثِ عَنْهُمْ عَلٰى مَعْنَى الْبَلَاغِ وَإِنْ لَّمْ يَتَحَقَّقْ صِحَّةُ ذٰلِكَ بِنَقْلِ الْإِسْنَادِ، وَذٰلِكَ لِأَنَّهُ أَمْرٌ قَدْ تَعَذَّرَ فِي أَخْبَارِهِمْ لَبُعْدِ الْمُسَافَةِ وَطُولِ الْمُدَّةِ وَوُقُوعِ الْفَتْرَةِ بَيْنَ زَمَانَيِ النُّبُوَّةِ.

''اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ اسرائیلی روایات میں جھوٹ جائز ہو گیا اور ان سے جھوٹ نقل کرنے والے سے حرج ختم ہو گیا۔ اس کا معنی یہ ہے کہ ابلاغ کے لیے بنی اسرائیل سے روایت نقل کرنے کی رخصت ہے، اگرچہ سند کے اعتبار سے اس کی صحت متحقق نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسرائیلی روایات میں سند کا ہونا مشکل ہے، کیونکہ مسافت زیادہ اور مدت طویل ہے، نیز دونوں زمانوں کی نبوت میں فترہ (وقفہ) واقع ہوا ہے۔''

(مَعالم السّنن : 187/4)

سوال: گناہ کی مجالس ومحافل میں شرکت کرنا کیسا ہے؟

جواب: ایسی مجالس ومحافل اور دعوتیں، جہاں گانا باجا، موسیقی، رقص وسرود، بے پردگی، اسراف وتبذیر وغیرہ جیسے گناہ ہوں، تو ان میں شرکت جائز نہیں۔ اگر کوئی ایسی محفل میں شرکت کی دعوت دے، تو انکار کر دینا چاہیے، اگر معلوم نہ ہو اور محفل میں جا کر علم ہو، تو واپس آ جانا چاہیے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْ﴾(النّساء : ١٤٠)

''آپ اس وقت تک ان کے ساتھ بیٹھک نہ کریں جب تک کہ وہ گفتگو کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موضوع بدل نہیں لیتے، ورنہ آپ میں اور ان میں کوئی فرق نہ ہوگا۔''

❁ مفسر علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) لکھتے ہیں:

﴿إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْ﴾ فَدَلَّ بِهٰذَا عَلٰى وُجُوبِ اجْتِنَابِ أَصْحَابِ الْمَعَاصِي إِذَا ظَهَرَ مِنْهُمْ مُنْكَرٌ، لِأَنَّ مَنْ لَمْ يَجْتَنِبْهُمْ فَقَدْ رَضِيَ فِعْلَهُمْ، وَالرِّضَا بِالْكُفْرِ كُفْرٌ.

''﴿إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْ﴾ کے الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ اہل بدعت جب بدعت کا پرچار کر رہے ہوں، تو ان سے اجتناب واجب ہے، جو ان سے اجتناب نہیں کرتا، وہ ان کی بدعت سے راضی ہے اور کفر پر راضی ہو جانا بھی کفر ہے۔''

(تفسير القرطبي : 418/5)

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ﴾(الأنعام : ٦٨)

''یاد آنے پر ظالموں سے کنارہ کشی کر لیجئے۔''

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

أَلَّا يَجْلِسَ مَعَ الْمُكَذِّبِينَ الَّذِينَ يُحَرِّفُونَ آيَاتِ اللّٰهِ وَيَضَعُونَهَا عَلٰى غَيْرِ مَوَاضِعِهَا، فَإِنْ جَلَسَ أَحَدٌ مَّعَهُمْ نَاسِيًا ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى﴾ بَعْدَ التَّذَكُّرِ ﴿مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ﴾.

''آیات قرآنیہ میں تحریف کرنے والوں اور انہیں مطلب برآوری کے لئے استعمال کرنے والے جھوٹوں کے ساتھ نہ بیٹھئے، اگر بھولے سے بیٹھ جائیں تو یاد آنے پر کنارہ کر لیں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(تفسیر ابن کثیر : 278/3)

❁ سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا، أَضَافَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا فَقَالَتْ فَاطِمَةُ : لَوْ دَعَوْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَ مَعَنَا فَدَعُوهُ فَجَاءَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلٰى عِضَادَتَيِ الْبَابِ فَرَأَى الْقِرَامَ قَدْ ضُرِبَ بِهِ فِي نَاحِيَةِ الْبَيْتِ فَرَجَعَ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ لِعَلِيٍّ : الْحَقْهُ فَانْظُرْ مَا رَجَعَهُ فَتَبِعْتُهُ فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا رَدَّكَ فَقَالَ : إِنَّهُ لَيْسَ لِي أَوْ لِنَبِيٍّ أَنْ يَدْخُلَ بَيْتًا مُزَوَّقًا .

''ایک شخص سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہاں مہمان آیا، تو انہوں نے اس کے لیے کھانا تیار کیا، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دعوت دے دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے ساتھ کھانا تناول فرما لیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ نے دروازے کی چوکھٹ پر ہاتھ رکھا اور دیکھا کہ گھر میں نقش ونگار والا پردہ لٹکا دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس لوٹ آئے، تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا: جایئے اور دیکھئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں واپس لوٹ گئے ہیں، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہو لیا، عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ واپس کیوں لوٹ آئے؟ فرمایا: میرے یا (فرمایا:) کسی نبی کے لیے جائز نہیں کہ وہ نقش ونگار والے گھر میں داخل ہو۔''

(مسند أحمد : 220/5، سنن أبي داود : 3755، سنن ابن ماجه : 3360، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۶۳۵۴) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲۷۵۸) نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ مَنْ دُعِيَ إِلٰى مَدْعَاةٍ يَحْضُرُهَا الْمَلَاهِي وَالْمُنْكَرُ فَإِنَّ الْوَاجِبَ عَلَيْهِ أَنْ لَّا يُجِيبَ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ جس کسی دعوت پر بلایا جائے، جہاں آلات موسیقی اور دیگر منکرات ہوں، تو اس کے لیے واجب ہے کہ وہ دعوت قبول نہ کرے۔''

(مَعالم السّنن : 241/4)

سوال: دستانے پہن کر نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز درست ہے، کراہت پر کوئی دلیل نہیں۔

سوال: کیا قالین اور جائے نماز پر سجدہ ہو سکتا ہے؟

جواب: قالین اور جائے نماز پر سجدہ جائز ہے۔

❁ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

إِجْمَاعُ أَهْلِ السُّنَّةِ أَنَّهُ يَجُوزُ السَّجْدَةُ عَلَى السَّجَّادَةِ .

''اہل سنت کا اجماع ہے کہ قالین اور جائے نماز پر سجدہ جائز ہے۔''

(مِرقاة المَفاتيح : 662/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۲۹)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا عیدالاضحیٰ کو نماز عید سے پہلے کچھ کھا پی سکتے ہیں؟

جواب: مسنون یہ ہے کہ عیدالفطر کی نماز سے پہلے کچھ کھا کر جایا جائے اور عیدالاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھایا جائے، نماز کے بعد قربانی کی جائے اور اس کا گوشت کھایا جائے، یہ مستحب ہے۔ اگر کوئی عیدالاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ کھا پی لے، تو کوئی حرج نہیں۔

❁ سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَطْعَمَ وَلَا يَأْكُلُ يَوْمَ الْأَضْحٰى حَتّٰى يَرْجِعَ فَيَأْكُلَ مِنْ كَبِدِ أُضْحِيَّتِهِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر کے دن (نماز کے لیے) نکلتے، تو کچھ کھا پی کر نکلتے تھے اور عیدالاضحیٰ کو بغیر کھائے نکلتے، پھر واپس آ کر قربانی کی کلیجی کھاتے تھے۔''

(مسند الإمام أحمد : 352/5، سنن التّرمذي : 542، سنن ابن ماجه : 1756، فضائل الأوقات للبيهقي : 215، واللّفظ لهٗ، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۴۲۶)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۲۸۱۲) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (۲۹۴/۱) نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ ابن قطان فاسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عِنْدِي أَنَّهُ صَحِيحٌ .

''میرے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔''

(بيان الوهم والإيهام : 356/5)

❁ امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذِهِ سُنَّةٌ عَزِيزَةٌ مِنْ طَرِيقِ الرِّوَايَةِ مُسْتَفِيضَةٌ فِي بِلَادِ الْمُسْلِمِينَ .

''یہ سنت روایت کے اعتبار سے عزیز ہے اور (عمل کے اعتبار سے) مسلم علاقوں میں عام ہے۔''

(المُستدرك على الصّحيحين، تحت الرقم : 1088)

سوال: نابالغ بچے کی نماز جنازہ میں کون سی دعائیں پڑھنی چاہییں؟

جواب: بچے کی نماز جنازہ میں وہی دعائیں پڑھی جائیں، جو بڑوں کے نماز جنازہ میں پڑھی جاتی ہیں۔ یہ دعائیں بچے کے لیے درجات کی بلندی اور اس کے والدین کے لیے اجر وثواب کا باعث بن جائیں گی۔

❁ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَبِي هُرَيْرَةَ عَلٰى صَبِيٍّ لَمْ يَعْمَلْ خَطِيئَةً قَطُّ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ : اَللّٰهُمَّ أَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ .

''میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک بچے کی نماز جنازہ پڑھی، جس نے ابھی تک کوئی خطا نہیں کی تھی (عمر بلوغ کو نہیں پہنچا تھا)، تو میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ دعا کرتے سنا: اللہ! اسے عذاب قبر سے محفوظ فرما۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(موطأ الإمام مالك :228/1، وسندهٗ صحيحٌ)

یہ مسئلہ کہ جس بچے سے گناہ سرزد ہی نہیں ہوا، اسے عذاب قبر کیسے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بچے کے لیے ایک دعا کر دی۔ دعا تو کسی کے لیے بھی کی جا سکتی ہے۔ اگر اسے اس دعا کی ضرورت ہو، تو درست، ورنہ اس کے درجات کی بلندی کا باعث بنے گی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی عذاب قبر سے مراد فتنہ قبر، قبر کی وحشت اور خوف ہو۔

❁ حسن بصری رحمہ اللہ جب بچے پر نماز جنازہ پڑھتے، تو یہ دعا پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَاجْعَلْهُ لَنَا أَجْرًا وَاجْعَلْهُ لَنَا سَلَفًا .

''اللہ! اسے ہمارے لیے ذخیرہ بنا، اسے ہمارے لیے اجر و ثواب کا باعث بنا اور اسے ہم سے پہلے جنت میں داخل ہونے والا بنا۔''

(النَّفَقَة على العَيال لابن أبي الدّنيا : 416، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: کتنے سال کی عمر میں بچے کو نماز کا حکم دینا چاہیے؟

جواب: سات سال کے بچے کو نماز کی پابندی کرانی چاہیے، دس سال کی عمر میں نماز نہ پڑھے، تو اسے سرزنش بھی کی جا سکتی ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا، وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ .

''بچے سات سال کے ہو جائیں، تو انہیں نماز کا حکم دیں، دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں، تو انہیں (نماز میں سستی کرنے پر) مار پیٹ کریں اور (اس عمر میں دو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہن بھائیوں کے) بستر الگ کر دیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 180/2، 182، سنن أبي داود : 495، سنن الدّارقطني : 230/1، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

(خُلاصة الأحكام : 252/1)

❁ سیدنا سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مُرُوا الصَّبِيَّ بِالصَّلَاةِ ابْنَ سَبْعِ سِنِينَ وَاضْرِبُوا عَلَيْهَا ابْنَ عَشْرٍ .

''سات سالہ بچے کو نماز کا حکم دیں اور دس سال کے بچے کو (نماز میں سستی پر) ماریں۔''

(مسند أحمد : 201/3، سنن أبي داوٗد : 494، سنن التّرمذي : 407، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۱۴۷) اور امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۰۰۲) نے ''صحیح'' کہا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (۲۰۱/۱) نے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

حافظ ابن قطان فاسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَسٰى أَنْ يَّكونَ الْحَدِيثُ حَسَنًا .

''یہ حدیث حسن کے درجہ پر پہنچ ہی جاتی ہے۔''

(بَيان الوَهم والإيهام : 138/4)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' قرار دیا ہے۔

(خلاصة الاحكام : 252/1)

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(البدر المُنير : 238/3)

سوال: حاجی کے لیے کن کن مقامات پر غسل کرنا مستحب ہے؟

جواب: حاجی کے لیے چار مقامات پر غسل کرنا مشروع و مستحب ہے۔

احرام باندھنے کا غسل:

❁ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجَرَّدَ لِإِهْلَالِهِ وَاغْتَسَلَ .

''انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کے لیے کپڑے اتار کر غسل فرمایا۔''

(سنن التّرمذي : 830، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب'' اور امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۵۹۵) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❁ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدِ اسْتَحَبَّ قَوْمٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ الْاِغْتِسَالَ عِنْدَ الْإِحْرَامِ، وَبِهٖ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ .

''اہل علم کی ایک جماعت احرام کے وقت غسل کو مستحب کہتی ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔''

❁ حافظ ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ عَوَّامُ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى أَنَّ الْإِحْرَامَ جَائِزٌ بِغَيْرِ اغْتِسَالٍ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَأَجْمَعُوا عَلَى الْاغْتِسَالِ لِلْإِحْرَامِ غَيْرُ وَاجِبٍ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ غسل کے بغیر احرام باندھنا جائز ہے اور اس بات پر بھی اجماع ہے کہ احرام کے لیے غسل فرض و واجب نہیں۔''

(الإشراف : 184/3)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّهٗ يُسْتَحَبُّ الْغُسْلُ عِنْدَ إِرَادَةِ الْإِحْرَامِ بِحَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ أَوْ بِهِمَا، سَوَاءٌ كَانَ إِحْرَامُهٗ مِنَ الْمِيقَاتِ الشَّرْعِيِّ أَوْ غَيْرِهٖ .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ حج یا عمرہ یا دونوں کا اکٹھا احرام باندھتے وقت غسل کرنا مستحب ہے، چاہے احرام میقاتِ شرعی سے باندھا جائے یا کسی اور جگہ سے۔''

(المَجموع : 212/3)

مکہ میں داخل ہوتے وقت غسل:

اہل علم کا اتفاق ہے کہ حاجی مکہ میں داخل ہو، تو اس کے لیے غسل کرنا مستحب ہے۔

❁ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِذَا دَخَلَ أَدْنَى الْحَرَمِ أَمْسَكَ عَنِ التَّلْبِيَةِ، ثُمَّ يَبِيتُ بِذِي طُوًى، ثُمَّ يُصَلِّي بِهِ الصُّبْحَ، وَيَغْتَسِلُ، وَيُحَدِّثُ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ .

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب حرم کی حدود میں داخل ہوتے، تو تلبیہ سے رُک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاتے، پھر ذی طویٰ مقام پر رات گزارتے، پھر وہیں صبح کی نماز ادا کرتے اور غسل کرتے۔ نیز بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔''

(صحيح البخاري : 1573، صحيح مسلم : 1259)

❁ نافع رحمہ اللہ کا بیان ہے:

إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا دَنَا مِنْ مَكَّةَ؛ بَاتَ بِذِي طُوًى بَيْنَ الثَّنِيَّتَيْنِ، حَتّٰى يُصْبِحَ، ثُمَّ يُصَلِّي الصُّبْحَ، ثُمَّ يَدْخُلُ مِنَ الثَّنِيَّةِ الَّتِي بِأَعْلٰى مَكَّةَ، وَلَا يَدْخُلُ إِذَا خَرَجَ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا، حَتّٰى يَغْتَسِلَ، قَبْلَ أَنْ يَّدْخُلَ مَكَّةَ، إِذَا دَنَا مِنْ مَّكَّةَ بِذِي طُوًى، وَيَأْمُرُ مَنْ مَّعَهٗ، فَيَغْتَسِلُونَ قَبْلَ أَنْ يَّدْخُلُوا .

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب مکہ کے قریب پہنچتے، تو ذی طویٰ میں دو گھاٹیوں کے درمیان رات گزارتے، پھر صبح کی نماز پڑھتے، پھر اس گھاٹی سے داخل ہوتے، جو مکہ کی بالائی جانب ہے۔ جب حج یا عمرہ کے لیے جا رہے ہوتے، تو مکہ میں داخل ہونے سے پہلے ذی طویٰ مقام پر غسل کرتے اور اپنے ساتھیوں کو بھی حکم فرماتے اور وہ بھی مکہ میں داخل ہونے سے پہلے غسل کر لیتے تھے۔''

(المؤطّأ للإمام مالك :1/324، وسندهٗ صحيحٌ)

یوم عرفہ کا غسل:

❁ زاذان ابوعمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلَ رَجُلٌ عَلِيًّا عَنِ الْغُسْلِ، قَالَ : اغْتَسِلْ كُلَّ يَوْمٍ إِنْ شِئْتَ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَقَالَ : لَا، الْغُسْلُ الَّذِي هُوَ الْغُسْلُ، قَالَ : يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَيَوْمَ عَرَفَةَ، وَيَوْمَ النَّحْرِ، وَيَوْمَ الْفِطْرِ .

''ایک شخص نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے غسل کے بارے میں پوچھا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چاہیں تو روزانہ غسل کریں۔ اس نے عرض کیا: نہیں، میری مراد شرعی غسل ہے؟ فرمایا: جمعہ، عرفہ، عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر کے دن۔''

(السّنن الکبریٰ للبیهقي : 278/3، وسندهٗ حسنٌ)

عیدالاضحیٰ کا غسل:

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عیدالاضحیٰ کے دن غسل کو مشروع قرار دیا ہے۔

(السّنن الکبریٰ للبیهقي : 278/3، وسندهٗ حسنٌ)

❁ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ النَّحْرِ، قَبْلَ أَنْ يَّغْدُوَ إِلَى الْمُصَلّٰى .

''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عیدالاضحیٰ کو عیدگاہ جانے سے پہلے غسل کرتے تھے۔''

(المؤطّأ للإمام مالك : 177/1، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: عید اور جمعہ کے لیے خاص لباس زیب تن کرنا کیسا ہے؟

جواب: مستحب یہ ہے کہ عید اور جمعہ کو صاف ستھرا اور اُجلا لباس پہنا جائے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا عَلٰى أَحَدِكُمْ أَنْ يَكُونَ لَهٗ ثَوْبَانِ سِوٰى ثَوْبَيْ مِهْنَتِهٖ، لِجُمُعَتِهٖ أَوْ لِعِيدِهٖ .

''آپ پر کوئی گناہ نہیں کہ آپ کے پاس کام کاج کے دو کپڑوں کے علاوہ جمعہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور عید کے لیے بھی کپڑے ہوں۔‘‘

(التّمهيد لابن عبد البر : 35/24، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: عیادت کرنے کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: جب کوئی بیمار ہو، تو اس کی عیادت کرنا مسنون ہے۔ یہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔ احادیث میں اس کی فضیلت آئی ہے۔

❁ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَائِدُ الْمَرِيضِ فِي مَخْرَفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ .

’’مریض کی عیادت کرنے والا جنت کے باغ میں ہوتا ہے، تا آنکہ واپس لوٹ آئے۔‘‘

(صحيح مسلم : 2568)

تنبیہ:

ایک حدیث میں ہے کہ تیمارداری پر ستر ہزار فرشتے صبح و شام دعا کرتے ہیں۔

(مسند الإمام أحمد : 97/1، 118، 121، صحيح ابن حبان : 2558)

یہ روایت مرفوع اور موقوف دونوں طرح ضعیف و غیر ثابت ہے۔ عبداللہ بن یسار جسے عبداللہ بن نافع بھی کہا جاتا ہے، مجہول الحال ہے۔

سوال: میں نے نماز عشاء کی امامت کروائی اور پہلی دو رکعتوں میں بھی قرأت سری کر دی، نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز صحیح ہے، اعادہ کی ضرورت نہیں، البتہ سجدہ سہو کر لینا چاہیے۔

سوال: امام نے سورت فاتحہ کے بعد والی قرأت چھوڑ دی، نماز کا کیا حکم ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: سورت فاتحہ کے بعد والی قرأت بھول گیا، تو نماز درست ہے، البتہ سورت فاتحہ کی قرأت بھول گیا، تو رکعت دوبارہ پڑھی جائے گی، کیونکہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں۔

سوال: اگر مقتدی بھول کر امام سے پہلے سلام پھیر دے، تو وہ کیا کرے؟

جواب: مقتدی تشہد میں امام سے پہلے سلام پھیر دے، تو وہ فوراً نماز میں دوبارہ شامل ہو جائے اور امام کے سلام کے بعد سلام پھیرے، نیز اس پر سجدہ سہو نہیں ہے۔

سوال: سجدہ سہو میں کیا دعا پڑھی جائے گی؟

جواب: سجدہ سہو میں بھی وہی دعائیں پڑھی جا سکتی ہیں، جو نماز کے سجدوں میں پڑھی جاتی ہیں، سجدہ سہو کی کوئی خاص دعا نہیں ہے۔

سوال: مقتدی نماز میں شامل ہوا، تو امام سجدہ تلاوت میں تھا، تو وہ کیا کرے؟

جواب: مسبوق مقتدی کو چاہیے کہ تکبیر تحریمہ کہہ کر سیدھا سجدہ تلاوت کے لیے امام کے ساتھ شامل ہو جائے اور امام کی اقتدا کرے۔

سوال: جب قاری آیت تلاوت پڑھے، تو کیا ''اللہ اکبر'' کہہ کر سجدہ تلاوت کے لیے جائے گا یا بغیر تکبیر کہے سجدہ کر سکتا ہے، اسی طرح سجدہ سے اٹھتے وقت بھی تکبیر کہے گا یا بغیر تکبیر کہے اٹھ کر قرأت شروع کر سکتا ہے؟

جواب: سجدہ تلاوت کے لیے جاتے وقت اور اٹھتے وقت تکبیر کہی جائے گی، کیونکہ نماز میں ہر جھکنے اور اٹھنے پر تکبیر کہنا مشروع ہے۔

سوال: ایک عورت پابندی سے پانچ نمازیں پڑھتی ہے، مگر اسے کبھی کسی نماز میں شک ہوتا ہے کہ شاید اس کی نماز قبول نہیں ہوئی یا اس کی طہارت مکمل نہیں ہے، تو وہ دوبارہ نماز پڑھتی ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: اسے چاہیے کہ شک دور کرے اور بکثرت استغفار کرے، یہ شک شیطان کی طرف سے ہے، وہ مؤمن کو وسوسوں میں ڈالتا ہے۔ جب تک طہارت کا ظن غالب ہے، وہ نماز جاری رکھے، نیز اللہ تعالیٰ سے قبولیت کی اُمید رکھے اور جتنی ہو سکے خشوع وخضوع کی پابندی کرے۔ نماز کا اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ شیطان کی چال ہے کہ وہ پہلے تو اہل ایمان کو نیکی کرنے نہیں دیتا، پھر اگر وہ کر لیں، تو انہیں شک میں ڈال دیتا ہے، تاکہ مؤمن کو اپنی عبادت پر اطمینان نہ رہے۔

اگر کسی کو نماز میں شک محسوس ہو یا عدم یقین کی کیفیت بنے، تو اسے چاہیے کہ تعوذ پڑھ کر تین مرتبہ بائیں طرف تھکا رد ے، نیز مزید ایسے خیالات سے اجتناب کرے۔ شیطانی وساوس کی وجہ سے شک نہیں کرنا چاہیے، بلکہ تعوذ کے ذریعہ اللہ سے مدد مانگنی چاہیے اور اخلاص اور للّٰہیت سے نماز جاری رکھنی چاہیے۔ تمام نیکیوں کا یہی معاملہ ہے۔

❁ سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ حَالَ بَيْنِي وَبَيْنَ صَلَاتِي وَقِرَائَتِي يَلْبِسُهَا عَلَيَّ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ذَاكَ شَيْطَانٌ يُقَالُ لَهُ خَنْزَبٌ، فَإِذَا أَحْسَسْتَهُ فَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ، وَاتْفِلْ عَلٰى يَسَارِكَ ثَلَاثًا قَالَ: فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَأَذْهَبَهُ اللّٰهُ عَنِّي.

''آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے، عرض کیا: اللہ کے رسول! شیطان میری نماز اور قرأت میں حائل ہو جاتا ہے، وہ مجھے التباس کا شکار کر دیتا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ شیطان ہے، اس کا نام ''خنزب'' ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(اے عثمان!) اگر آپ اسے محسوس کریں، تو تعوذ پڑھ کر بائیں طرف تین مرتبہ دھتکار دیں۔ (عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) میں نے ایسا ہی کیا، تو اللہ تعالیٰ نے میری اس پریشانی کو دور کر دیا۔''

(صحيح مسلم : 2203)

سوال: کیا ہمیشہ تین وتر پڑھنا جائز ہے؟

جواب: نماز وتر ایک، تین، پانچ، سات اور نو رکعت تک جائز ہے۔ ان میں سے کسی پر بھی ہمیشگی کی جا سکتی ہے۔ اگر کوئی ہمیشہ ایک وتر پڑھتا ہے، تو کوئی حرج نہیں یہ بھی سنت ہے، اگر ہمیشہ تین وتر پڑھتا، تو بھی جائز ہے۔ اسی طرح پانچ، سات اور نو وتر کا معاملہ ہے۔ البتہ تین وتر پڑھ کر ایک اور پانچ، سات یا نو کا انکار کرنا جائز نہیں۔ وتر ایک رکعت سے نو تک مسنون ہیں، کسی ایک کو اختیار کر کے باقی رکعتوں کا انکار کرنا جائز نہیں۔

❁ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

الْوِتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ شَاءَ فَلْيُوتِرْ بِخَمْسٍ، وَمَنْ شَاءَ فَلْيُوتِرْ بِثَلَاثٍ، وَمَنْ شَاءَ فَلْيُوتِرْ بِوَاحِدَةٍ.

''وتر حق ہے۔ سات پڑھیں، پانچ پڑھیں، تین پڑھیں یا ایک پڑھیں۔''

(سنن النّسائي : 1712، وسندهٗ صحيحٌ)

یہ روایت مرفوع بھی مروی ہے، مگر اس کا موقوف ہونا ہی راجح ہے۔

❁ ابوتمیمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ أَبُو مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِذَا صَلّٰى بِنَا الْغَدَاةَ، يُقْرِءُ نَا، فَأَتٰى عَلِيٌّ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَسَأَلَهٗ رَجُلٌ إِلٰى جَنْبِي عَنِ الْوِتْرِ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَقَالَ : ثَلَاثٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ وَّاحِدَةٍ، وَّخَمْسٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ ثَلَاثٍ، وَسَبْعٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ خَمْسٍ .

''سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نماز فجر کے بعد ہمیں پڑھا رہے تھے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے، میرے پہلو میں بیٹھے ایک شخص نے ان سے پوچھا: وتر کی تعداد؟ فرمایا: ایک کی نسبت تین، تین کی نسبت پانچ اور پانچ کی نسبت سات مجھے زیادہ پسند ہیں۔''

(الأوسط لابن المنذر : 183/5، المطالب العالية لابن حَجَر : 639، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ بوصیری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(اتّحاف المَهَرة الخِيَرة : 1746)

سوال: بعض لوگوں کو دیکھا ہے، وہ نماز عشاء کے بعد دو دو رکعتیں ادا کرتے ہیں اور بعض لوگ تین تین رکعتیں ادا کرتے ہیں، درست کیا ہے؟

جواب: سنت یہ ہے کہ نماز عشاء کے بعد دو رکعت سنت راتبہ ادا کی جائیں، اس کے بعد اگر تہجد ادا نہیں کرنی، تو ایک، تین، پانچ، سات یا نو وتر ادا کر لیے جائیں۔ نماز عشاء کے بعد دو رکعت سنت راتبہ کو ہمیشہ ترک کرنا درست نہیں۔

سوال: کیا نماز وتر نماز عشاء کے ساتھ ہی ادا کیا جا سکتا ہے؟

جواب: نماز وتر کا افضل وقت رات کا آخری پہر ہے، البتہ جو اس وقت بیدار نہ ہو سکتا ہو، تو وہ رات کو نماز عشاء کے ساتھ بھی پڑھ سکتا ہے۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ خَافَ أَنْ لَّا يَقُومَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، فَلْيُوتِرْ أَوَّلَهٗ، وَمَنْ طَمِعَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَنْ يَّقُومَ آخِرَهُ، فَلْيُوتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ، فَإِنَّ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُودَةٌ، وَذٰلِكَ أَفْضَلُ .

''جس شخص کو ڈر ہو کہ رات کے آخری حصے میں بیدار نہیں ہو سکے گا، وہ وتر اول حصے میں پڑھ لے اور جو رات کے آخری حصے میں قیام پر حریص ہو، وہ آخری حصے میں وتر پڑھے، کیونکہ نیم شب کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں، یہ افضل نماز ہے۔''

(صحیح مسلم : 755)

سوال: میں پانچ سال کے لیے امریکہ میں پڑھنے گیا، اس دوران میں دین سے بہت دور تھا، میں نے پانچ سال نماز اور روزے کو ترک کر دیا، اب میں توبہ کرنا چاہتا ہوں، تو میرے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: نماز اور روزے کا ترک کفر ہے۔ اگر آپ توبہ کر چکے ہیں اور آئندہ نماز اور روزہ کی پابندی کا عزم رکھتے ہیں، تو اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے سابقہ گناہ معاف کر دے گا، اب آپ نماز روزہ جاری کر دیں اور فوت شدہ نمازوں اور روزوں پر توبہ کر لیں، ان کی قضا کی ضرورت نہیں۔

سوال: زنا بڑا گناہ ہے یا نماز کو ترک کرنا؟

جواب: دونوں گناہ کبائر میں سے ہیں۔ ایک گناہ کے زیادہ بڑا ہونے سے دوسرے کی شناعت کم نہیں ہو گی، نماز کو ترک کرنا شاید زیادہ بڑا گناہ ہے، کیونکہ اس کے تارک پر کفر کی وعید سنائی گئی ہے، گو کہ زنا کے مرتکب پر رجم کی حد ہے، مگر اس کے مرتکب کو کافر نہیں کہا جا سکتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: مؤذن اذان فجر میں ''الصلاۃ خیر من النوم'' کہنا بھول گیا، کیا حکم ہے؟

جواب: بھول کر ایسا ہوا، تو اذان صحیح ہے، اعادہ کی ضرورت نہیں۔ عمداً ترک کرنا جائز نہیں، کیونکہ اذان فجر میں ''الصلاۃ خیر من النوم'' کے الفاظ مشروع ہیں۔

سوال: ایک علاقے میں اذان کے بغیر ہی جماعت ہوتی ہے، کیا حکم ہے؟

جواب: اذان مشروع ہے، اسے ترک کرنا جائز نہیں، ہر علاقے میں اذان کہنا ضروری ہے، البتہ اس کے بغیر نماز پڑھ لی، تو نماز صحیح ہے۔

سوال: موسیقی سننے والے کا اذان کہنا کیسا ہے؟

جواب: اذان اسلام کا شعار ہے، غلبہ اسلام کی پکار ہے۔ اس کی ذمہ داری ایک فاسق کو دینا درست نہیں، موسیقی سننے پر اصرار کرنے والا شخص فاسق ہے اور فاسق کو مؤذن بنانا جائز نہیں، البتہ فاسق اذان کہہ دے، تو اعادہ کی ضرورت نہیں۔

سوال: اذان میں آواز کو کھینچنا کیسا ہے؟

جواب: آواز کو اتنا کھینچنا کہ الفاظ ہی بدل جائیں، یہ درست نہیں، البتہ تھوڑا بہت لمبا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ قرائے عظام کو چاہیے کہ وہ لوگوں کو اذان سکھائیں۔ اذان اسلام کا شعار ہے، اسے خوبصورتی کے ساتھ اپنایا جائے۔

سوال: لاؤڈ اسپیکر میں اذان کہنا کیسا ہے؟

جواب: لاؤڈ اسپیکر میں اذان کہنا جائز اور درست ہے۔ یہ آواز کو دور تک پہنچانے کا آلہ ہے، اسے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں، اس میں مصلحت عامہ ہے۔

سوال: کیا مؤذن پر اذان کے لیے امام سے اجازت لینا ضروری ہے؟

جواب: نہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: ایک ہی محلے کی مختلف مساجد میں الگ الگ اذان کا کیا حکم ہے؟

جواب: ہر مسجد میں اذان کہی جا سکتی ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کیسی ہے؟

❁ سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ، فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ، وَهُوَ قُرْبَةٌ لَكُمْ إِلٰى رَبِّكُمْ، وَمَكْفَرَةٌ لِلسَّيِّئَاتِ، وَمَنْهَاةٌ عَنِ الْإِثْمِ.

''قیام اللیل کو لازم پکڑیں، یہ پہلے نیک لوگوں کا عمل ہے۔ یہ قرب الٰہی کا ذریعہ ہے، گناہ کو مٹاتا ہے اور گناہوں سے بچاتا ہے۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني: 92/8، ح: 7466)

جواب: سند ضعیف و منکر ہے۔

❁ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ حَدِيثٌ مُنْكَرٌ.

''یہ حدیث منکر ہے۔''

(عِلَل الحديث: 242/2)

❁ یہ حدیث سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

(سنن التّرمذي: 3549)

یہ روایت من گھڑت ہے۔ محمد بن سعید بن حسان شامی ''متروک و کذاب'' ہے۔

سوال: اندھیرے میں مسجد کی طرف جانے کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: رات کے اندھیرے میں مسجد کی طرف جانے والے کو اللہ تعالیٰ روز قیامت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نور عطا کریں گے، جو اسے قیامت کے ظلمات میں کام دے گا۔

❁ سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بَشِّرِ الْمَشَّائِينَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

''اندھیروں میں مساجد کی طرف چل کر جانے والوں کو روز قیامت مکمل نور کی بشارت سنا دیں۔''

(سنن ابن ماجه : 780، المُعجم الكبير للطّبراني : 147/6، ح : 5800، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۴۹۹) نے صحیح اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱۲۲/۱) نے بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

سوال: کیا فرض نماز با جماعت پڑھنا واجب ہے؟

جواب: جی ہاں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يَأْتِهِ، فَلَا صَلَاةَ لَهٗ، إِلَّا مِنْ عُذْرٍ .

''جو اذان سن کر بغیر عذر مسجد میں نہ آیا، اس کی نماز نہیں۔''

(سنن ابن ماجه : 793، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۲۰۶۴) نے صحیح کہا ہے اور امام حاکم رحمہ اللہ (۲۴۵/۱) نے مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(التّلخيص الحبير : 30/2، ح : 564)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِيَ ثُمَّ لَمْ يُجِبْ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَلَا صَلَاةَ لَهُ .

''جو مؤذن کی آواز سن کر بغیر عذر کے مسجد میں نہ آئے، اس کی نماز نہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :345/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَنْ سَمِعَ الْأَذَانَ فَارِغًا صَحِيحًا، ثُمَّ لَمْ يُجِبْ فَلَا صَلَاةَ لَهُ .

''جس نے فراغت اور تندرستی کی حالت میں اذان سنی، پھر مسجد نہیں گیا، تو اس کی نماز نہیں۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 174/3، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کیا انبیائے کرام علیہم السلام کے فضلات پاک تھے؟

جواب: انبیائے کرام علیہم السلام کے فضلات کے پاک ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔ سب سے پہلے دنیا میں بعض شوافع نے بات کی۔ ان کی پیروی میں بعض احناف بھی لگ گئے۔ یہ انبیاء کی شان میں غلو ہے۔

❁ امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لکڑی کا ایک پیالا تھا، جس میں آپ پیشاب کرتے تھے، پھر اسے چارپائی کے نیچے رکھ دیا جاتا۔ ایک ''برکہ'' نامی عورت آئی۔ وہ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حبشہ سے آئی تھی۔ اس نے وہ پیالا نوش کر لیا۔ سیدنا زینب رضی اللہ عنہا نے اس سے پوچھا، تو اس نے کہا: میں نے اسے پی لیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے آگ سے بچاؤ حاصل کر لیا ہے، یا فرمایا: ڈھال بنا لی ہے یا اس طرح کی کوئی بات کہی۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(الآحاد والمَثاني لابن أبي عاصم : 3342، الاستيعاب في مَعرِفة الأصحاب لابن عبد البرّ : 251/4، المُعجم الكبير للطّبراني : 189/24، السّنن الكبرى للبيهقي : 67/7)

سند ضعیف ہے۔ حکیمہ بنت اُمیمہ غیر معروفہ ہے، اسے صرف ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ۴/ ۱۹۵'' میں ذکر کیا ہے۔

❁ علامہ انور شاہ کاشمیری دیوبندی صاحب نے ایک روایت ذکر کی ہے:

إِنَّ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ نَابِتَةٌ عَلٰى أَجْسَادِ الْمَلَائِكَةِ .

''انبیا کے جسم فرشتوں کے جسموں کی مانند نشوونما پاتے تھے۔''

(فيض الباري : 342/1)

علامہ کشمیری صاحب نے اس کی سند کو ''ضعیف'' کہا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ بے اصل روایت ہے، حدیث کی کسی کتاب میں اس کا ذکر تک نہیں، جب اس کی سند ہی نہیں، تو اس کی سند کے ضعیف ہونے کا کیا معنی؟ اور اسے انبیا کے فضلات کے پاک ہونے پر دلیل بنانا تعجب خیز ہے۔

یاد رہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے فضلات کے پاک یا ناپاک ہونے کے حوالے سے اسلاف اُمت خاموش ہیں۔ جس باب میں اسلاف اُمت خاموش ہوں، اس میں بات کرنا موزوں اور مناسب نہیں ہوتا۔ وہ سب سے بڑھ کر شرعی نصوص کے معانی ومطالب اور ان کی تعبیریں جانتے تھے۔ ان کا سکوت دلیل ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے بول وبراز کو پاک کہنے کا نظریہ بدعی ہے۔

❁ علامہ انور شاہ کشمیری صاحب کہتے ہیں:

مَسْأَلَةُ طَهَارَةِ فَضَلَاتِ الْأَنْبِيَاءِ تُوجَدُ فِي كُتُبِ الْمَذَاهِبِ الْأَرْبَعَةِ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَلٰكِنْ لَا نَقْلَ فِيهَا عِنْدِي عَنِ الْأَئِمَّةِ .

''انبیائے کرام علیہم السلام کے فضلات کے پاک ہونے کا مسئلہ مذاہب اربعہ کی کتابوں میں تو ملتا ہے، مگر میرے مطابق ان میں ائمہ اربعہ سے کوئی نقل نہیں۔''

(فيض الباري :342/1)

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِيَّاكَ أَنْ تَتَكَلَّمَ فِي مَسْأَلَةٍ لَيْسَ لَكَ فِيهَا إِمَامٌ .

''ایسے مسئلہ میں بات کرنے سے رک جایئے، جس میں پہلوں میں سے کوئی آپ کا امام نہ ہو۔''

(مَناقب أحمد بن حنبل لابن الجوزي، ص231)

❁ جناب زکریا دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

''حضور کے فضلات، پاخانہ، پیشاب، وغیرہ سب پاک ہیں۔''

(تبلیغی نصاب، ص185)

اس بے دلیل اور غلو آمیز دعویٰ کے ردّ میں جناب اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

''طہارت (پاک ہونے) کا دعویٰ بلا دلیل ہے۔''

(بوادرالنوادر، ص393)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَسْوَأُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِي يَسْرِقُ صَلَاتَهُ، قَالَ : وَكَيْفَ يَسْرِقُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صَلَاتَهٗ؟ قَالَ : لَا يُتِمُّ رُكُوعَهَا، وَلَا سُجُودَهَا .

''سب سے برا چور نماز کا چور ہے، عرض کیا: نماز میں چوری کیسے؟ فرمایا: رکوع اور سجود اچھا طرح نہ کرنا۔''

(صحيح ابن حبان : 1888، المستدرك للحاكم :229/1)

جواب: سند ضعیف و منکر ہے۔

❁ امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے اس حدیث کی دونوں سندوں کو ''منکر'' کہا ہے۔

(عِلَل الحديث : 423/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۳۰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: جانور کو ذبح کرنے کے لیے فائر مارا جاتا ہے، تاکہ جانور با آسانی ذبح کیا جا سکے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا ہرگز جائز نہیں، یہ جانور کو بلاوجہ تکلیف دینا ہے، جانور کے ساتھ احسان کا حکم دیا گیا ہے، یہ احسان کے منافی ہے، نیز یہ جھٹکے کے مشابہ ہے۔

سوال: قبر کے اندر شجرہ رکھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: قبر کے اندر شجرہ رکھنا بدعت ہے۔ اس کا میت کو کوئی فائدہ نہیں۔ اصل تو عقائد و اعمال ہیں، اگر عقائد فاسد ہیں یا عمل صحیح نہیں، تو شجرہ کچھ فائدہ نہیں دے گا۔

سوال: کیا تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے وارث نہیں تھے؟

جواب: کسی نبی کی جائیداد کا وارث نہیں تھا۔ انبیائے کرام علیہم السلام کا متروکہ مال صدقہ ہوتا تھا، ان کے وارثوں میں تقسیم نہیں ہوتا۔

❁ متواتر حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا نُورَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ.

''ہماری میراث نہیں ہوتی۔ ہمارا متروکہ مال صدقہ ہوتا ہے۔''

(صحيح البخاري: 6727، صحيح مسلم: 1761، عن أبي هريرة)

❁ علامہ قاضی ابوالولید باجی رحمہ اللہ (۴۷۴ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الَّذِي أَجْمَعَ عَلَيْهِ أَهْلُ السُّنَّةِ أَنَّ هٰذَا حُكْمُ جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ .

''اہل سنت کا اجماع ہے کہ یہ حکم تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے لیے ہے۔''

(المُنتقى شرح الموطأ : 317/7)

سوال: علم کلام کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: علم کلام باطل علم ہے۔ اسے علم نبوت کو رد کرنے کے لیے وضع کیا گیا۔ اس کی وجہ سے متکلمین نے توحید باری تعالیٰ میں بگاڑ پیدا کیا، شریعت کی نصوص کے غلط معانی ومفاہیم پیش کیے، پوری شریعت کو مجاز اور تاویل کی بھینٹ چڑھایا۔

❁ حافظ بغوی رحمہ اللہ (۵۱۶ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ عُلَمَاءُ السَّلَفِ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ عَلَى النَّهْيِ عَنِ الْجِدَالِ وَالْخُصُومَاتِ فِي الصِّفَاتِ، وَعَلَى الزَّجْرِ عَنِ الْخَوْضِ فِي عِلْمِ الْكَلَامِ وَتَعَلُّمِهِ .

''اہل سنت کے علمائے سلف کا اتفاق ہے کہ صفات باری تعالیٰ میں جھگڑنا ممنوع ہے، نیز علم کلام میں غور وخوض کرنا اور اسے سیکھنا مذموم ہے۔''

(شرح السّنة :216/1)

سوال: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی فتح الباری کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) کی ''فتح الباری شرح صحیح البخاری'' علمی شہ کار ہے۔ اسے علوم وفنون کا خزینہ وگنجینہ کہہ دیں، تو مبالغہ نہیں۔ یہ ایک بے مثال شرح ہے۔ اس میں پہلوں اور بعد والوں کا علم جمع کیا گیا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ حدیث اور علوم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔آپ رحمہ اللہ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ شرح صحیح بخاری میں صرف کیا۔

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يُصَنِّفْ أَحَدٌ فِي الْأَوَّلِينَ وَلَا فِي الْآخِرِينَ مِثْلَهُ.

''پہلوں اور بعد والوں میں سے کسی نے ایسی شرح نہیں لکھی۔''

(طَبَقات الحُفّاظ، ص 552)

سوال: امام بخاری رحمہ اللہ نے احادیث کے ساتھ ساتھ آثار صحابہ وتابعین ذکر کیے ہیں، مقصد کیا تھا؟

جواب: امام بخاری رحمہ اللہ اُمت کو سبیل مؤمنین پر گامزن کرنا چاہتے تھے، اس لیے صحابہ وتابعین کے علم کو پیش کیا، تاکہ شرعی نصوص کو فہم صحابہ ومحدثین پر سمجھا جا سکے۔ روایت اور درایت کو یکساں جمع کر کے اُمت کے لیے آسانی کر دی۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

إِنْ كَانَ أَصْلُ مَوْضُوعِهِ إِيرَادَ الْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ فَإِنَّ أَكْثَرَ الْعُلَمَاءِ فَهِمُوا مِنْ إِيرَادِهِ أَقْوَالَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَفُقَهَاءِ الْأَمْصَارِ أَنَّ مَقْصُودَهُ أَنْ يَكُونَ كِتَابُهُ جَامِعًا لِلرِّوَايَةِ وَالدِّرَايَةِ وَمِنْ جُمْلَةِ الدِّرَايَةِ شَرْحُ غَرِيبِ الْحَدِيثِ وَجَرَتْ عَادَتُهُ أَنَّ الْحَدِيثَ إِذَا وَرَدَتْ فِيهِ لَفْظَةٌ غَرِيبَةٌ وَقَعَتْ أَوْ أَصْلُهَا أَوْ نَظِيرُهُ فِي الْقُرْآنِ أَنْ يَشْرَحَ اللَّفْظَةَ الْقُرْآنِيَّةَ فَيُفِيدُ تَفْسِيرَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْقُرْآنِ وَتَفْسِيرَ الْحَدِيثِ مَعًا .

''اگرچہ صحیح بخاری کا اصل موضوع احادیث صحیحہ ذکر کرنا ہے، مگر اکثر اہل علم یہی سمجھے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا کتاب میں صحابہ، تابعین اور فقہائے امصار کے اقوال نقل کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ان کی کتاب میں روایت اور درایت دونوں جمع ہو جائیں۔ غریب الحدیث کی شرح بھی درایت حدیث کا حصہ ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی عادت ہے کہ جب کسی حدیث میں غریب لفظ وارد ہوں یا اس کی اصل یا نظیر قرآن کریم میں آئی ہو، تو اس قرآنی لفظ کی شرح کر دیتے ہیں، یوں قرآن اور حدیث کی یکساں تفسیر ہو جاتی ہے۔''

(فتح الباري : 366/6)

سوال: ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی تفسیری روایات، جو ابوجعفر عن ربیع بن انس عن ابی العالیہ کی سند سے آتی ہیں، کا کیا حکم ہے؟

جواب: صحیح ہیں، کیونکہ یہ روایات نسخہ سے ہیں، نہ کہ ابوجعفر اور ربیع بن انس نے حافظہ سے بیان کی ہیں۔

❀ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ فَعَنْهُ نُسْخَةٌ كَبِيرَةٌ يَرْوِيهَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْهُ .

''سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ایک بڑا نسخہ مروی ہے، جو ان سے ابوجعفر رازی عن ربیع بن انس عن ابی العالیہ کی سند سے روایت کیا گیا ہے۔''

(الإتقان في علوم القرآن : 240/4)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا ابو طالب (عبد مناف) نے ایمان قبول کیا تھا؟

جواب: قرآن، حدیث اور اجماع اُمت سے ثابت ہے کہ ابو طالب نے ایمان قبول نہیں کیا تھا۔ اہل سنت یہی کہتے ہیں۔

❁ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يُؤْمِنْ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ .

''اہل سنت کے نزدیک ابو طالب ایمان نہیں لائے تھے۔''

(مِرقاة المَفاتيح : 3445/8)

سوال: ڈاڑھی منڈوانا کیسا ہے؟

جواب: حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

❁ علامہ کاسانی حنفی رحمہ اللہ (۵۸۷ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ حَلْقَ اللِّحْيَةِ مِنْ بَابِ الْمُثْلَةِ؛ ..... إِنَّ ذٰلِكَ تَشَبُّهٌ بِالنَّصَارٰى فَيُكْرَهُ .

''ڈاڑھی مونڈھنا مثلہ ہے۔ ..... نیز یہ نصاریٰ سے مشابہت ہے، لہٰذا مکروہ (تحریمی) ہے۔''

(بدائع الصّنائع : 141/2)

علمائے اسلام کا اتفاق ہے کہ ڈاڑھی مونڈھنا یا مٹھی سے کم کاٹنا ممنوع و حرام ہے۔

❁ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

مَا أَجْمَعَ عَلَيْهِ عُلَمَاءُ الْإِسْلَامِ فَهُوَ حَقٌّ وَمَا عَدَاهُ بَاطِلٌ .

''جس مسئلہ پر علمائے اسلام کا اجماع ہو جائے، وہ حق ہے اور اس کے سوا سب باطل ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(مِرقَاة المَفاتيح :259/1)

سوال: کیا عذاب قبر حق ہے؟

جواب: عذاب قبر حق ہے، اس پر قرآن، احادیث متواترہ اور اجماع اُمت دلیل ہیں۔ ائمہ اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے۔

علامہ ابن العطار رحمہ اللہ (۷۲۴ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ إِثْبَاتُ عَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَتِهِ، وَهُوَ مُتَكَرِّرٌ مُسْتَفِيضٌ فِي الرِّوَايَاتِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْإِيمَانُ بِهِ وَاجِبٌ، وَأَجْمَعَ عَلَيْهِ الْعُلَمَاءُ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَغَيْرِهِمْ، وَهُوَ مَذْهَبُ أَهْلِ الْحَقِّ، خِلَافًا لِلْمُعْتَزِلَةِ.

''اس حدیث میں عذاب قبر اور فتنہ قبر کا ثبوت ہے، اس کا ذکر احادیث رسول اللہ ﷺ میں تواتر کے ساتھ متعدد بار آیا ہے۔ اس پر ایمان واجب ہے۔ اس پر علمائے اہل سنت و دیگر کا اجماع ہے۔ یہ اہل حق کا مذہب ہے، معتزلہ اس کے برعکس کہتے ہیں۔''

(العُدّة في شرح العُمدة في أحاديث الأحكام : 614/2)

❁ حافظ عراقی رحمہ اللہ (۸۰۶ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ إِثْبَاتُ عَذَابِ الْقَبْرِ وَهُوَ مَذْهَبُ أَهْلِ الْحَقِّ خِلَافًا لِلْمُعْتَزِلَةِ وَقَدِ اشْتَهَرَتْ بِهِ الْأَحَادِيثُ حَتّٰى كَادَتْ أَنْ تَبْلُغَ حَدَّ التَّوَاتُرِ وَالْإِيمَانُ بِهِ وَاجِبٌ.

''اس حدیث میں عذاب قبر کا ثبوت ہے، یہ اہل حق کا مذہب ہے، معتزلہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عذاب قبر کو نہیں مانتے۔ عذاب قبر کے متعلق احادیث اس قدر مشہور ہیں کہ قریب قریب درجہ تواتر تک پہنچتی ہیں۔ عذاب قبر پر ایمان واجب ہے۔''

(طرح التّثريب : 111/2)

علامہ ابن رسلان رحمہ اللہ (۸۴۴ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ إِثْبَاتُ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَهُوَ مَذْهَبُ أَهْلِ الْحَقِّ، خِلَافًا لِبَعْضِ الْمُلْحِدِينَ .

''اس حدیث میں عذاب قبر کا ثبوت ہے، یہ اہل حق کا مذہب ہے، بعض ملحدین اس کا انکار کرتے ہیں۔''

(شرح سنن أبي داود : 335/19)

❁ علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب (۱۳۵۳ھ) کہتے ہیں:

هُوَ ثَابِتٌ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ كَافَّةً بِالتَّوَاتُرِ .

''عذاب قبر تمام اہل سنت والجماعت کے ہاں تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔''

(فيض الباري : 78/3، العَرف الشّذي : 349/2)

سوال: ایک وقت میں چار سے زائد بیویوں کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایک مسلمان بیک وقت چار بیویاں رکھ سکتا ہے۔ ایک وقت میں چار سے زائد بیویاں رکھنا حرام ہے۔ قرآن وحدیث اس پر دلیل ہیں۔

❁ علامہ ابوالعباس قرطبی رحمہ اللہ (۶۵۶ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يُسْمَعْ عَنْ أَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَلَا التَّابِعِينَ أَنَّهُ جَمَعَ فِي عِصْمَتِهِ بَيْنَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعٍ، وَمَا أُبِيحَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ فَذٰلِكَ مِنْ خُصُوصِيَّاتِهٖ بِدَلِيلِ أَنَّ أَصْحَابَهٗ قَدْ عَلِمُوا ذٰلِكَ وَتَحَقَّقُوهُ، فَلَوْ عَلِمُوا أَنَّ ذٰلِكَ مُسَوَّغٌ لَهُمْ لَاقْتَدَوْا بِهٖ فِي ذٰلِكَ فَكَانُوا يَجْمَعُونَ بَيْنَ تِسْعٍ، فَإِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَعْدِلُونَ عَنِ الْاِقْتِدَاءِ بِهٖ فِي جَمِيعِ أَفْعَالِهٖ وَأَحْوَالِهٖ وَيُبَادِرُونَ إِلٰى ذٰلِكَ مُبَادَرَةَ مَنْ عَلِمَ أَنَّ التَّوْفِيقَ وَالْفَلَاحَ وَالْحُصُولَ عَلٰى خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فِي الْاِقْتِدَاءِ بِهٖ، فَلَوْلَا أَنَّهُمْ عَلِمُوا خُصُوصِيَّتَهٗ بِذٰلِكَ لَمَا امْتَنَعُوا مِنْهُ، وَمَا يَرْوِي الرَّافِضَةُ فِي ذٰلِكَ عَنْ عَلِيٍّ أَوْ غَيْرِهٖ مِنَ السَّلَفِ فَغَيْرُ مَعْرُوفٍ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَلَا مَأْخُوذٌ عَنْ أَحَدٍ مِنْ عُلَمَاءِ الْأُمَّةِ .

”کسی صحابی یا تابعی سے منقول نہیں کہ اس نے (بیک وقت) اپنے عقد میں چار سے زائد بیویاں رکھی ہوں۔ نبی کریم ﷺ کے لیے جو اجازت تھی، وہ آپ ﷺ کا خاصہ تھا، اس کی دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرام ﷺ نے اسے آپ ﷺ کا خاصہ ہی سمجھا ہے اور یہی ثابت کیا ہے۔ اگر وہ اسے اپنے لیے جائز سمجھتے، تو ضرور اس بارے میں آپ ﷺ کی اقتدا کرتے اور بیک وقت نو بیویاں رکھتے، کیونکہ صحابہ کرام کسی عمل یا کیفیت میں نبی کریم ﷺ کی اقتدا ترک نہیں کرتے تھے، بلکہ اقتدا کرنے میں ایسے اہتمام اور جلدی کرتے تھے کہ گویا وہ جانتے ہوں کہ دنیا اور آخرت کی توفیق اور کامیابی نبی کریم ﷺ کی اقتدا میں ہی ہے۔ لہٰذا اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے (چار سے زائد بیویاں رکھنا)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ کا خاصہ نہ سمجھتے، تو وہ اسے ہرگز ترک نہ کرتے۔ روافض نے جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور دیگر اسلاف کے متعلق نقل کیا ہے، وہ اہل سنت کے ہاں غیر معروف (بے سند) ہے، نیز یہ علمائے اُمت میں سے کسی سے منقول نہیں ہے۔"

(المُفهم : 328/7)

سوال: کیا حرام مال کو بھی رزق کہتے ہیں؟

جواب: اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ حرام مال بھی رزق ہے۔ اگر اسے رزق نہ مانیں، تو اس سے لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ بھی "رزاق" ہے، نیز یہ بھی لازم آئے گا کہ کئی لوگوں کو اللہ تعالیٰ رزق نہیں دیتا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے "رزاق" ہونے کا انکار ہے۔

❁ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا دَلِيلٌ بَيِّنٌ لِأَهْلِ السُّنَّةِ عَلٰى أَنَّ الْحَلَالَ وَالْحَرَامَ يُسَمّٰى رِزْقًا وَكُلُّهٗ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ، خِلَافًا لِلْمُعْتَزِلَةِ .

"یہ حدیث اہل سنت کی واضح دلیل ہے کہ حلال اور حرام دونوں کو رزق کہا جائے گا، نیز یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، جبکہ معتزلہ اس میں اختلاف کرتے تھے۔"

(مرقاة المَفاتيح : 3321/8)

سوال: کیا حائضہ قربانی کا جانور ذبح کر سکتی ہے؟

جواب: حائضہ قربانی کا جانور ذبح کر سکتی ہے۔ جب عورت ذبح کر سکتی ہے، تو اس کا حیض ذبح میں مانع نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹیوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے ہاتھ سے قربانی کا جانور ذبح کریں۔

(جزء لُوَيْن : 58، وسندهٗ حسنٌ)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

تَجُوزُ ذَكَاةُ الْمَرْأَةِ وَالرَّجُلِ، وَتَذْبَحُ الْمَرْأَةُ وَإِنْ كَانَتْ حَائِضًا، فَإِنَّ حَيْضَتَهَا لَيْسَتْ فِي يَدِهَا، وَذَكَاةُ الْمَرْأَةِ جَائِزَةٌ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ، وَقَدْ ذَبَحَتِ امْرَأَةٌ شَاةً، فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَكْلِهَا .

''مرد و زن کا ذبیحہ جائز ہے۔ ذبح کرنے والی عورت خواہ حائضہ ہی ہو، کیونکہ اس کا حیض اس کے ہاتھ میں تو نہیں ہے۔ تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ عورت کا ذبیحہ جائز ہے، ایک عورت نے بکری ذبح کی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھانے کا حکم دیا تھا۔''

(مَجموع الفتاوٰی : 234/35)

سوال: حدیث: «كُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ذِبْحٌ» ''ایام تشریق کے تمام دن قربانی کے ہیں۔'' بلحاظِ سند کیسی ہے؟

جواب: اس حدیث کی ساری کی ساری سندیں ضعیف و غیر ثابت ہیں۔

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ حَدِيثٌ فِي إِسْنَادِهِ اضْطِرَابٌ .

''اس حدیث کی سند میں اضطراب ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(التّمهيد : 131/12)

❁ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ .

''اس کی سند میں کلام ہے۔''

(تفسير ابن رجب : 160/1)

❁ یہ روایت سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

(مسند البزار [كشف الأستار : 1126]، الكامل لابن عدي : 269/3، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 295/9)

سند منقطع اور ضعیف ہے۔

① عبدالرحمٰن بن ابی حسین کا جبیر بن مطعم سے سماع ولقا نہیں۔

❁ امام بزار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِبْنُ أَبِي حُسَيْنٍ لَمْ يَلْقَ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ .

''ابن ابی حسین کا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے سماع ولقا نہیں۔''

(مسند البزّار : 3444)

② عبدالرحمٰن بن ابی حسین نوفلی ''مجہول الحال'' ہے، صرف ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: (۵/ ۱۰۹)'' میں ذکر کیا ہے۔

❁ اس کی دوسری سند بھی ہے۔

(مسند الإمام أحمد : 82/4، السّنن الكبرىٰ للبَيهقي : 239/5، 295/9)

سند ضعیف و منقطع ہے۔ سلیمان بن موسیٰ اشدق نے سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا، اس پر اہل علم کا اتفاق ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سنن دارقطنی (۴۷۵۶) میں سلیمان اشدق اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے درمیان نافع بن جبیر کا واسطہ ہے، مگر یہ غلطی ہے، اس روایت کو سلیمان اشدق عن جبیر بن مطعم سے بیان کرنا ہی درست اور محفوظ ہے، پھر یہ سند بھی ضعیف ہے۔

① سلیمان بن موسیٰ اشدق نے نافع بن جبیر سے سماع نہیں کیا۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا لَحِقَ سُلَيْمَانُ نَافِعًا .

''سلیمان اشدق کی نافع سے بھی ملاقات نہیں۔''

(المُهذّب في اختصار السّنن الكبير : 1999/4)

② سوید بن عبدالعزیز کو جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(مَجمع الزّوائد : 304/4، 369/5)

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا غَيْرُ قَوِيٍّ لِأَنَّ رَاوِيهِ سُوَيْدٌ .

''یہ سند قوی نہیں ہے، کیونکہ اس کا راوی سوید (بن عبدالعزیز) ہے (جو کہ ضعیف ہے)۔''

(السّنن الكبرىٰ : 239/5)

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس روایت کے مرسل ہونے کو درست قرار دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(السّنن الکبریٰ : 239/5)

❁ سنن دارقطنی (۴۷۵۸) والی سند بھی ضعیف ہے۔

احمد بن عیسیٰ خشاب سخت ضعیف و مجروح ہے۔

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ مشہور راویوں کی طرف منکر روایتیں منسوب کر کے بیان کرتا ہے اور ثقہ راویوں کی طرف مقلوبات منسوب کر کے بیان کرتا ہے، یہ منفرد ہو، تو نا قابل حجت ہے۔''

(کتاب المَجروحین : 146/1)

❁ یہ حدیث سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے:

(الکامل لابن عدي : 400/6)

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔

① معاویہ بن یحییٰ صدفی ''ضعیف'' ہے۔

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''جمہور نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(مَجمع الزّوائد : 85/3)

② زہری رحمہ اللہ کا عنعنہ ہے۔

❁ اس حدیث کے بارے میں امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مَوْضُوعٌ عِنْدِي .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''میرے مطابق یہ حدیث من گھڑت ہے۔''

(عِلَل الحديث : 493/4، ح : 1594)

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''غیر محفوظ'' کہا ہے۔

(الكامل في ضعفاء الرّجال : 139/8)

سوال: جو بچہ شکم مادر میں ہے، کیا اس کی طرف سے قربانی کی جاسکتی ہے؟

جواب: جو بچہ ابھی پیدا نہیں ہوا، اس کی طرف سے قربانی نہیں کی جاسکتی، کیونکہ وہ دار التکلیف میں داخل نہیں ہوا، اس کا حکم زندہ کا حکم نہیں اور قربانی کا تعلق زندہ سے ہے۔

❁ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ لَمْ يَكُنْ يُضَحِّي عَمَّا فِي بَطْنِ الْمَرْأَةِ .

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما شکم مادر میں موجود بچے کی طرف سے قربانی نہیں کرتے تھے۔''

(موطأ الإمام مالك : 487/5، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کیا رات کے وقت قربانی کی جاسکتی ہے؟

جواب: رات کو قربانی کی جاسکتی ہے، کراہت یا ممانعت پر کوئی شرعی دلیل نہیں۔

سوال: اگر امام نے بے وضو عید پڑھا دی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: مقتدیوں کی نماز درست ہے، البتہ امام لوٹائے گا۔

سوال: قربانی کرنے والا بال اور ناخن کس وقت کاٹے گا؟

جواب: عید پڑھنے کے بعد جب لوگ قربانیاں شروع کر دیں، تو وہ بال اور ناخن کاٹ سکتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: ایک شخص نے جان بوجھ کر پہلا تشہد ترک کر دیا، پھر سجدہ سہو بھی نہ کیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس کی نماز درست نہیں۔ اگر بھول کر پہلا تشہد ترک کیا، تو سجدہ سہو سے کمی پوری ہو جائے گی۔

سوال: قربانی کا افضل دن کون سا ہے؟

جواب: قربانی کا افضل دن دس ذوالحجہ ہے، اسے یوم النحر کہتے ہیں، لہٰذا یہ قربانی کا منصوص دن ہے۔

سوال: کیا ساتویں دن سے پہلے بچے کا ختنہ کرنا جائز ہے؟

جواب: بہتر یہی ہے کہ ساتویں دن ختنہ کیا جائے، اگر پہلے کر لیا، تو کوئی حرج نہیں۔ اس میں طبی ماہرین کی رائے کا اعتبار ہوگا۔

سوال: کیا ختنہ کے لیے کوئی مدت مقرر ہے کہ اس میں ہی ختنہ کرایا جائے، اس کے بعد ختنہ نہ کرایا جائے؟

جواب: شریعت میں ختنہ کے لیے کوئی عمر مختص نہیں کہ اس کے بعد ختنہ جائز نہ ہو۔ البتہ چھوٹی عمر میں ختنہ زیادہ بہتر ہے اور بچے کے لیے کم تکلیف کا باعث ہے۔

سوال: بچہ پیدائش کے ایک ماہ بعد فوت ہو گیا، اس کا ابھی ختنہ نہیں ہوا تھا، بچے کے والد نے مرنے کے بعد اس کا ختنہ کرایا، پھر دفن کیا، کیا حکم ہے؟

جواب: یہ بچے پر ظلم اور جہالت ہے، اکرام انسانی کے خلاف ہے۔ ختنہ مستحب مؤکد سنت ہے، مگر یہ زندوں کے لیے ہے، جب بچہ فوت ہو گیا، تو اس کے لیے ختنہ مشروع ہی نہ رہا۔ جس نے یہ عمل کیا ہے، وہ توبہ کرے اور آئندہ ایسا ہرگز مت کرے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: ایک بچہ پیدا ہوا، تو وہ مختون تھا، اس کے ختنہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا ممکن ہے کہ بچہ پیدائشی طور پر ہی مختون ہو، تو اس صورت میں ختنہ نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ انبیا کا خاصہ ہے، مگر یہ بات درست نہیں۔

سوال: عید سے پہلے اسپیکر پر باری باری تکبیرات پڑھی جاتی ہیں، بعض جگہوں پر اجتماعی تکبیرات پڑھی جاتی ہیں، کیا ایسا کرنا درست ہے؟

جواب: درست ہے۔

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

كَانَ يُكَبِّرُ فِي قُبَّتِهِ بِمِنًى، فَيَسْمَعُهُ أَهْلُ الْمَسْجِدِ فَيُكَبِّرُونَ، فَيَسْمَعُهُ أَهْلُ السُّوقِ فَيُكَبِّرُونَ حَتّٰى تَرْتَجَّ مِنًى تَكْبِيرًا وَاحِدًا.

''آپ رضی اللہ عنہ منیٰ میں اپنے خیمہ میں (بآواز بلند) تکبیرات کہتے تھے کہ حاضرین مسجد آپ کی تکبیر کو سن لیتے، وہ بھی تکبیرات کہنے لگتے، تو بازار والے سن لیتے، وہ بھی تکبیرات کہنے لگتے، یوں منیٰ ایک ساتھ تکبیر سے گونج اُٹھتا۔''

(السنن الكبرىٰ للبيهقي: 6267، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

كَانَ يُكَبِّرُ بِمِنًى تِلْكَ الْأَيَّامَ خَلْفَ الصَّلَوَاتِ، وَعَلٰى فِرَاشِهٖ، وَفِي فُسْطَاطِهٖ، وَفِي مَمْشَاهُ تِلْكَ الْأَيَّامَ جَمِيعًا.

''آپ رضی اللہ عنہ ان دنوں (ایام تشریق) میں منی کے اندر فرض نمازوں کے بعد، بستر پر، خیمے میں اور چلتے پھرتے تکبیرات کہتے تھے۔''

(الأوسط لابن المُنذر: 299/4، وسندهٗ حسنٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ مجاہد بن جبر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَخْرُجَانِ أَيَّامَ الْعَشْرِ إِلَى السُّوقِ، فَيُكَبِّرَانِ، فَيُكَبِّرُ النَّاسُ مَعَهُمَا، لَا يَأْتِيَانِ السُّوقَ إِلَّا لِذٰلِكَ .

''سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم عشرہ ذوالحجہ میں بازار کو نکلتے، تکبیرات پڑھتے، لوگ بھی آپ دونوں کے ساتھ تکبیرات کہتے، آپ بازار صرف اسی مقصد کے لیے جاتے تھے۔''

(الشافي لأبي بكر عبد العزيز بن جعفر، وكتاب العيدين لأبي بكر المروزي القاضي [كما في فتح الباري لابن رجب : ٨/٩]، أخبار مكة للفاكهي : 1704، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: ایک شخص بیرون ملک کام کرتا ہے، اس نے پاکستان میں قربانی کرنے کا ارادہ کیا ہے، آیا جس دن اس ملک میں عید ہوگی، اسی دن اس کی طرف سے قربانی کی جائے گی یا پاکستان کے مطابق قربانی کی جائے گی؟

جواب: جس دن پاکستان میں عیدالاضحیٰ ہوگی، اسی دن قربانی کی جائے گی، جہاں قربانی ہو، وہاں کی رؤیت کا اعتبار ہوگا۔

سوال: دُم کٹے جانور کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: قربانی درست ہے۔ یہ قربانی میں ممنوعہ عیوب میں سے نہیں۔

سوال: جس جانور کا ایک ہی خصیہ ہے، اس کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: قربانی درست ہے، یہ قربانی میں مانع عیب نہیں۔

سوال: جس کی طرف سے قربانی کی جائے، کیا اسے بتانا ضروری ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: بتانا ضروری نہیں۔اس کی نیت سے قربانی کر دیں۔

سوال: کیا گائے کے ایک حصے سے تمام گھر والوں کی طرف سے قربانی ہو جاتی ہے؟

جواب: گائے کے ایک حصے سے تمام گھر والوں کی طرف سے قربانی نہیں ہوتی۔ ایک حصے میں ایک ہی شخص کی طرف سے قربانی ہوگی، البتہ بکری کے بارے میں نص ہے کہ ایک بکری تمام گھر والوں کی طرف سے کفایت کرتی ہے۔

سوال: جس کی طرف سے قربانی کی جائے، کیا اس کو ذبح کے وقت موجود ہونا ضروری ہے؟

جواب: ضروری نہیں۔

سوال: قربانی کے گوشت کی تقسیم کیسے کی جائے؟

جواب: قربانی کے گوشت میں بہتر یہ ہے کہ تین حصے کر لیے جائیں۔ایک حصہ گھر کے لیے، دوسرا قریبی رشتہ داروں کے لیے اور تیسرا حصہ فقرا ومساکین میں تقسیم کر دیا جائے۔یاد رہے کہ گوشت کی تقسیم میں اختیار ہے، جیسے چاہیں تصرف کریں۔

سوال: کیا گائے میں سات سے کم حصے ہو سکتے ہیں؟

جواب: گائے میں زیادہ سے زیادہ سات حصے دار شامل ہو سکتے ہیں۔اس سے کم کی کوئی قید نہیں، دو، تین یا چار بندے مل کر ایک گائے ذبح کر سکتے ہیں۔گائے کو سات حصوں میں تقسیم کرنا ضروری نہیں۔

سوال: کیا قربانی کا گوشت ذخیرہ کیا جا سکتا ہے؟

جواب: قربانی کا گوشت ذخیرہ کیا جا سکتا ہے۔اس پر کئی احادیث دلیل ہیں۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنْ كُنَّا لَنَرْفَعُ الْكُرَاعَ، فَنَأْكُلُهُ بَعْدَ خَمْسَ عَشْرَةَ.

''ہم (قربانی کے) پائے رکھ لیتے تھے، پھر انہیں پندرہ دن بعد کھاتے تھے۔''

(صحيح البخاري: 5423)

سوال: کیا اوجھری حلال ہے؟

جواب: اوجھری حلال ہے۔ اسے مکروہ کہنا درست نہیں۔ اسلاف اُمت میں سے کسی نے اسے مکروہ نہیں کہا۔ بعض کہتے ہیں کہ اوجھری محل نجس ہے، اس لیے مکروہ ہے، یہ بنیاد درست نہیں، کیونکہ حلال جانوروں کا پیشاب اور گوبر پاک ہے، جب پاک ہے، تو اوجھری محل نجس نہ ہوئی، لہٰذا بلا کراہت حلال ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ قِيلَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَدِّثْنَا مِنْ شَأْنِ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ، فَقَالَ عُمَرُ: خَرَجْنَا إِلٰى تَبُوكَ فِي قَيْظٍ شَدِيدٍ، فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا أَصَابَنَا فِيهِ عَطِشٌ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّ رِقَابَنَا سَتَنْقَطِعُ حَتّٰى أَنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيَذْهَبُ يَلْتَمِسُ الْمَاءَ فَلَا يَرْجِعُ حَتّٰى يَظُنَّ أَنَّ رَقَبَتَهُ سَتَنْقَطِعُ حَتّٰى إِنَّ الرَّجُلَ يَنْحَرُ بَعِيرَهُ فَيَعْصِرُ فَرْثَهُ فَيَشْرَبُهُ وَيَجْعَلُ مَا بَقِيَ عَلٰى كَبِدِهِ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ اللّٰهَ قَدْ عَوَّدَكَ فِي الدُّعَاءِ خَيْرًا فَادْعُ لَنَا، فَقَالَ: أَتُحِبُّ ذٰلِكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمْ يُرْجِعْهُمَا حَتّٰى قَالَتِ السَّمَاءُ فَأَظْلَمَتْ، ثُمَّ سَكَبَتْ فَمَلَأُوا مَا مَعَهُمْ، ثُمَّ ذَهَبْنَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نَنْظُرُ فَلَمْ نَجِدْهَا جَازَتِ الْعَسْكَرَ .

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا کہ ہمیں ساعتِ عسرہ (غزوہ تبوک کے مشکل وقت) کے متعلق کچھ بیان کریں، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ہم سخت گرمی میں تبوک کی طرف روانہ ہوئے، ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا، ہمیں اتنی سخت پیاس لگی تھی کہ ہلاکت کا خوف لاحق ہونے لگا، یہاں تک کہ ہمارا آدمی پانی کی تلاش میں نکلتا، مگر خالی ہاتھ واپس لوٹ آتا، اسے بھی گمان گزرتا کہ ابھی اس کا سانس رک جائے گا۔ بالآخر ایک شخص نے اپنا اونٹ ذبح کیا، اس کی اوجھری نچوڑی اور اس سے نکلنے والا پانی پی لیا، اس کا بقیہ حصہ اپنے جگر پر رکھ لیا، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! بلاشبہ اللہ تعالیٰ آپ کو دعا کا بہترین بدلہ دیتا ہے، آپ اللہ سے دعا فرمائیے! فرمایا: کیا آپ یہ چاہتے ہیں؟ عرض کیا: جی ہاں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے، ابھی ہاتھ نیچے نہیں کیے تھے کہ بادل گرجنے لگے، گھٹائیں چھا گئیں اور خوب برسیں۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے برتن بھر لیے۔ ہم نے غور کیا، تو معلوم ہوا کہ یہ بارش ہمارے لشکر پر ہی برسی۔''

(صحيح ابن خزيمة :101، صحيح ابن حبان : 1383، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ (۵۶۶) نے بخاری و مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

محدثین کرام نے اس حدیث سے حلال جانوروں کے پیشاب کے پاک ہونے پر دلیل پکڑی ہے۔ بہت ساری احادیث اس مؤقف کی مؤید ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۳۱)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: محمد بن حسن شیبانی کی ''کتاب الآثار'' اور قاضی ابو یوسف کی ''الامالی'' کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: دونوں کتابیں غیر معتبر ہیں۔ محدثین انہیں لائق توجہ نہیں سمجھتے تھے۔ محمد بن حسن شیبانی ضعیف، کذاب اور جہمی ہے۔ قاضی ابو یوسف جمہور ائمہ کے ہاں ضعیف ہیں۔

❁ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں:

إِنْ شِئْتَ الْحَقَّ الصُّرَاحَ فَقِسْ كِتَابَ الْمُوَطَّأَ بِكِتَابِ الْآثَارِ لِمُحَمَّدٍ وَالْأَمَالِي لِأَبِي يُوسُفَ تَجِدُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمَا بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ، فَهَلْ سَمِعْتَ أَحَدًا مِّنَ الْمُحَدِّثِينَ وَالْفُقَهَاءِ تَعَرَّضَ لَهُمَا وَاعْتَنٰى بِهِمَا؟.

''اگر آپ خالص حق کو پانا چاہتے ہیں، تو مؤطا امام مالک کا محمد بن حسن شیبانی کی کتاب الآثار اور قاضی ابو یوسف کی الامالی سے موازنہ کریں، آپ کو ان کے درمیان مشرق و مغرب کا فرق نظر آئے گا۔ کیا آپ کسی محدث یا فقیہ کو جانتے ہیں، جس نے ان دونوں کتابوں (کتاب الآثار اور الامالی) کو درخور اعتنا سمجھا ہو؟''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(حُجّة اللّٰه البالغة :231/1)

سوال: بعض کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے معراج کی رات سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا، لہٰذا نبی کریم ﷺ میت سے کلام کر سکتے ہیں، اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام اور دیگر پیغمبروں سے کلام کیا۔

(صحيح مسلم : 162، عن أنس بن مالك)

مگر یہ مکالمہ معجزاتی تھا۔ معجزے پر نبی کا اختیار نہیں ہوتا، نیز معجزہ کلی دلیل نہیں ہوتا۔

سوال: اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے ''یا وجہ اللہ'' کہنا کیسا ہے؟

جواب: مناسب نہیں۔

سوال: ''یا رحمۃ اللہ'' کہنا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات سے مانگنا درست نہیں، البتہ صفاتی ناموں سے مانگا جا سکتا ہے۔

سوال: شہید کی قبر پر سالانہ محفل لگانا کیسا ہے؟

جواب: بدعت ہے، قبروں کی غیر شرعی تعظیم اور غلو ہے۔ قبروں پر میلا اور محفل لگانا اہل شرک و بدعت کا وطیرہ ہے۔ کسی دن یا وقت کو کسی جگہ کسی عمل کے ساتھ خاص کرنا شریعت کا وظیفہ ہے، قرآن، حدیث، آثار صحابہ، خیر القرون اور سلف امت کے عمل میں اس کا وجود نہیں، لہٰذا بدعت ہے۔

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

مِنْهَا تَعْظِيمُهَا الْمُوقِعُ فِي الِافْتِتَانِ بِهَا، وَمِنْهَا اتِّخَاذُهَا عِيدًا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَمِنْهَا السَّفَرُ إِلَيْهَا، وَمِنْهَا مُشَابَهَةُ عِبَادَةِ الْأَصْنَامِ بِمَا يُفْعَلُ عِنْدَهَا، مِنَ الْعُكُوفِ عَلَيْهَا، وَالْمُجَاوَرَةِ عِنْدَهَا، وَتَعْلِيقِ السُّتُورِ عَلَيْهَا وَسَدَانَتِهَا، وَعُبَّادُهَا يُرَجِّحُونَ الْمُجَاوَرَةَ عِنْدَهَا عَلَى الْمُجَاوَرَةِ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَيَرَوْنَ سَدَانَتَهَا أَفْضَلَ مِنْ خِدْمَةِ الْمَسَاجِدِ.

''قبر پرستی کی خرابیوں میں سے یہ بھی ہے کہ ان کی ایسی تعظیم کی جاتی ہے جو انسان کو شرک و بدعت میں مبتلا کر دیتی ہے۔ اسی طرح انہیں میلہ گاہ بنانا، ان کی طرف سفر کرنا، قبروں کے پاس وہ کام بھی کیے جاتے ہیں جو بت پرستی سے مشابہ ہیں، مثلاً ان پر اعتکاف کرنا، ان کے پاس مجاور بن کر بیٹھنا، ان پر پردے لٹکانا، ان کی خدمت کے لیے وقف ہونا وغیرہ۔ قبر پرست قبروں کی مجاوری کو بیت اللہ کی مجاوری پر ترجیح دیتے ہیں اور ان کا یہ نظریہ ہے کہ قبروں کی خدمت بیت اللہ کی خدمت سے افضل ہے۔''

(إغاثة اللّهفان: 197/1)

سوال: مزاروں کی زیارت کے لیے مردوں اور عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: مزاروں کا اسلام میں کوئی شرعی جواز نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں بدعات کئی برائیوں کو جنم دیتی ہیں، ان میں سے ایک مرد و زن کا اختلاط بھی ہے۔ یہ حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ اخلاقی برائی ہے، جو فحاشی اور بے حیائی کا بڑا ذریعہ ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولٰى﴾(الأحزاب: ۳۳)

''پہلی جاہلیت کی طرح زیب وزینت کے ساتھ گھر سے باہر مت نکلو۔''

سوال: کیا قبر پر وقوف کرنا (ٹھہرنا) شرک ہے؟

جواب: اگر وہ کسی قبر پر وقوف کرنے کو فضیلت اور نیکی سمجھے، تو یہ عبادت ہے، اس اعتقاد سے وقوف کرنا شرک ہے، کیونکہ اس سے صاحب قبر کی عبادت لازم آتی ہے۔

سوال: کیا تبرک کے لیے قبر کو ہاتھ لگانا شرک ہے؟

جواب: تبرک صرف انبیائے کرام علیہم السلام اور ان کے آثار سے لیا جا سکتا ہے، قبروں سے تبرک حاصل کرنا جائز نہیں۔ انہیں تبرک کی نیت سے چھونا بدعت ہے، یہ شرک اکبر تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک سے تبرک لینا بھی جائز نہیں، قرآن، حدیث اور خیر القرون میں اس کا وجود نہیں۔

سوال: کیا بنی اسرائیل نے تابوت سے وسیلہ پکڑا؟

جواب: اس پر کوئی دلیل قائم نہیں۔

سوال: فرض عین اور فرض کفایہ میں افضل کیا ہے؟

جواب: راجح اور صحیح بات یہ ہے کہ فرض عین افضل ہے، کیونکہ فرض عین ہر ہر شخص پر عائد ہوتا ہے، اس اعتبار سے اس میں زیادہ تاکید ہوتی ہے، لہٰذا افضل بھی یہی ہوا۔

سوال: کیا ڈاڑھی مونڈھنے پر کوئی حد شرعی مقرر ہے؟

جواب: ڈاڑھی مونڈھنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ کفار اور عورتوں سے مشابہت ہے۔ اس پر اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے، مگر ڈاڑھی مونڈھنے پر شریعت نے کوئی حد مقرر نہیں کی، البتہ حاکم وقت اس پر تعزیر مقرر کر سکتا ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: ڈاڑھی مونڈھنے والے حجام کا کیا حکم ہے؟

جواب: ڈاڑھی مونڈھ کر کمائی کرنا حرام ہے۔ یہ کبیرہ گناہ پر تعاون ہے اور گناہ پر تعاون بھی گناہ ہوتا ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

(المائدة: 2)

''نیکی اور تقویٰ کے امور پر ایک دوسرے کی معاونت کیا کریں، گناہ اور ظلم کے کام پر کسی کا ہاتھ نہ بٹایا کریں۔''

سوال: وضو میں زبان سے نیت کرنا کیسا ہے؟

جواب: نیت کا محل دل ہے، زبان سے ادائیگی کو نیت نہیں کہتے، نیز کتاب وسنت، صحابہ وتابعین اور ائمہ مسلمین کے عمل میں اس کا وجود نہیں، لہٰذا بدعت ہے۔

سوال: مردوں کے لیے ریشم کی جرابیں پہننا کیسا ہے اور ان پر مسح کا کیا حکم ہے؟

جواب: مردوں کے لیے ریشم پہننا حرام ہے، خواہ وہ جرابوں کی صورت میں ہو یا کسی اور صورت میں۔ نیز مردوں کے لیے ان پر مسح کرنا بھی جائز نہیں۔

❁ سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ، يَسْتَحِلُّونَ الْحِرَّ وَالْحَرِيرَ، وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ.

''میری امت کے کچھ لوگ زنا، (مردوں کے لیے) ریشم، شراب اور آلات موسیقی کو حلال سمجھیں گے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري : 5590)

سوال: جس مٹی سے ایک مرتبہ تیمّم کرلیا، کیا اسی سے دوبارہ تیمّم کیا جاسکتا ہے؟

جواب: کیا جاسکتا ہے، کوئی حرج نہیں۔

سوال: ایک شخص اسلام کا دعویدار ہے، مگر اس نے کبھی نماز نہیں پڑھی، کیا حکم ہے؟

جواب: نماز اسلام اور کفر کے درمیان فرق ہے۔ جس نے کبھی نماز نہیں پڑھی، وہ نماز کا استخفاف کر رہا ہے، جو کہ کفر ہے، لہٰذا مذکورہ صورت حال میں وہ شخص کافر ہے، اگرچہ وہ اسلام کا دعویٰ کرتا ہے، تا آنکہ وہ تائب ہوجائے اور نماز پڑھنا شروع کردے۔

سوال: میں کچھ لوگوں کے ساتھ کمرے میں رہائش پذیر ہوں، وہ نماز کے تارک ہیں، میرے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: ایسے لوگوں کو نصیحت کریں اور نماز کے لیے ابھاریں، اگر بات مان لیں، تو ٹھیک، ورنہ بہتر یہی ہے کہ آپ کمرہ تبدیل کروالیں، کیونکہ اس سے وہ آپ کو بھی نماز میں سست کردیں گے، نیز برے لوگوں کی صحبت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْ﴾(النّساء : ١٤٠)

''آپ اس وقت تک ان کے ساتھ بیٹھک نہ کریں جب تک کہ وہ گفتگو کا موضوع بدل نہیں لیتے، ورنہ آپ میں اور ان میں کوئی فرق نہ ہوگا۔''

❁ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (٦٧١ھ) فرماتے ہیں:

﴿إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْ﴾ فَدَلَّ بِهٰذَا عَلٰى وُجُوبِ اجْتِنَابِ أَصْحَابِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْمَعَاصِي إِذَا ظَهَرَ مِنْهُمْ مُنْكَرٌ، لِأَنَّ مَنْ لَمْ يَجْتَنِبْهُمْ فَقَدْ رَضِيَ فِعْلَهُمْ، وَالرِّضَا بِالْكُفْرِ كُفْرٌ.

''﴿إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْ﴾ کے الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ اہل بدعت جب بدعت کا پرچار کر رہے ہوں، تو ان سے اجتناب واجب ہے، جو ان سے اجتناب نہیں کرتا، وہ ان کی بدعت سے راضی ہے اور کفر پر راضی ہو جانا بھی کفر ہے۔''

(تفسير القرطبي : 418/5)

سوال: اذان کہنا زیادہ افضل ہے یا اقامت؟

جواب: ہمارے مطابق اذان کہنا افضل ہے، کیونکہ مؤذن کی خاص فضیلت میں کئی صحیح احادیث مروی ہیں اور اقامت کہنے والے کی خاص فضیلت میں ہمارے علم میں کوئی صحیح حدیث نہیں۔

سوال: کیا دھواں نجس ہے؟

جواب: دھواں نجس نہیں ہے۔

سوال: کیا چاند آسمان دنیا میں ہے؟

جواب: سائنسی تحقیقات کا ماحصل یہی ہے کہ چاند آسمان دنیا سے نیچے ہے۔ البتہ اس کے متعلق کتاب وسنت میں کوئی واضح بات نہیں ملی۔

سوال: جہری نمازوں میں جان بوجھ کر سری قرأت کرنا کیسا ہے؟

جواب: خلاف سنت ہے۔

❁ سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان رہے، واپس آنے لگے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي .

''نماز میری طرح پڑھیں۔''

(صحيح البخاري :631)

جن نمازوں میں نبی کریم ﷺ نے جہری قرأت کی ہے، ان میں سری قرأت کرنا سنت کی مخالفت ہے، جبکہ ہمیں سنت کے مطابق نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

سوال: امام بھول گیا کہ چار رکعت پڑھائی ہیں یا تین، سلام پھیرنے کے بعد مقتدیوں سے پوچھا، تو ان میں بھی اختلاف ہو گیا، بعض نے چار کہا اور بعض نے تین۔ اب کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی صورت میں قرائن کے مطابق فیصلہ کرے۔

سوال: کیا نماز وتر میں سورت زلزال کی قرأت مسنون ہے؟

جواب: اس بارے میں کوئی صحیح حدیث معلوم نہیں ہو سکی۔

سوال: کیا نماز عشاء سے پہلے کوئی سنن راتبہ ہیں؟

جواب: نبی کریم ﷺ سے سنن راتبہ کی جو رکعات منقول ہیں، ان میں نماز عشاء سے پہلے کوئی سنن راتبہ نہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

حَفِظْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ رَكَعَاتٍ، رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِي بَيْتِهِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِي بَيْتِهِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ، وَكَانَتْ سَاعَةً لَّا يُدْخَلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''میں نے نبی کریم ﷺ سے دس رکعات یاد کیں؛ دوظہر سے پہلے، دواس کے بعد، دومغرب کے بعد گھر میں، دوعشا کے بعد گھر میں اور دونماز فجر سے پہلے۔ اس وقت نبی کریم ﷺ کے پاس کوئی نہیں جاتا تھا۔''

(صحيح البخاري : 1180، صحيح مسلم : 729)

نماز ظہر سے پہلے چار رکعت بھی ثابت ہیں۔

(صحيح البخاري : 1182، عن عائشة رضي الله عنها)

سوال: گھوڑے کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: قربانی منصوص جانوروں کی جائز ہے۔ ہر حلال جانور کی قربانی نہیں۔

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى جَوَازِ التَّضْحِيَّةِ بِالْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ، وَلَمْ يُجِيزُوا التَّضْحِيَّةَ بِهَا .

''اونٹ، گائے اور بکری (نیز بھیڑ) کی قربانی پر اُمت کا اجماع ہے۔ اہل علم باقی ماندہ حلال جانوروں کی قربانی کو جائز نہیں سمجھتے۔''

(التّوضيح : 500/26)

سوال: جانور کو دم کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

❁ ذیال بن عبید بن حنظلہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

لَقَدْ رَأَيْتُ حَنْظَلَةَ، يُؤْتٰى بِالْإِنْسَانِ الْوَارِمِ وَجْهُهُ، أَوِ بِالْبَهِيمَةِ الْوَارِمَةِ الضَّرْعُ، فَيَتْفُلُ عَلٰى يَدَيْهِ، وَيَقُولُ : بِسْمِ اللّٰهِ، وَيَضَعُ يَدَهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَلٰى رَأْسِهٖ، وَيَقُولُ : عَلٰى مَوْضِعِ كَفِّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَمْسَحُهٗ عَلَيْهِ، وَقَالَ ذَيَّالٌ : فَيَذْهَبُ الْوَرَمُ .

''میں نے سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا، آپ کے پاس ایک ایسا انسان لایا گیا، جس کا چہرہ سوجھا ہوا تھا یا ایسا جانور لایا گیا، جس کے تھنوں میں سوجھن تھی، تو آپ رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ پر تھتکارتے، بسم اللہ پڑھتے اور اپنا ہاتھ مریض کے سر پر رکھتے، نیز بیان کرتے: میں اسی جگہ پر ہاتھ رکھتا ہوں، جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیلی رکھی تھی اور اس پر ہاتھ پھیرا تھا۔ (راوی ذیال رحمہ اللہ کہتے ہیں:) تو اس کی سوجھن ختم ہوگئی۔''

(مسند الإمام أحمد : 67/5، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: اللہ تعالیٰ کا عرش کہاں ہے؟

جواب: عرش الٰہی ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے اور اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر ہے اور اس کا علم، قدرت، احاطہ اور قبضہ ہر چیز پر ہے۔

❁ علامہ ابوزید ثعالبی رحمہ اللہ (۸۷۵ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهٗ تَعَالٰى : ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ مَعْنَاهُ؛ بِقُدْرَتِهٖ وَعِلْمِهٖ وَإِحَاطَتِهٖ، وَهٰذِهٖ آيَةٌ أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى هٰذَا التَّأْوِيلِ فِيهَا .

''فرمان باری تعالیٰ: ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ ''تم جہاں بھی ہو، وہ تمہارے ساتھ ہے۔'' یعنی اپنی قدرت، علم اور احاطہ کے ساتھ۔ آیت کے اس معنی پر اُمت کا اجماع ہے۔''

(تفسير الثّعالبي : 378/5)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کفار کی عورتوں سے زنا کا کیا حکم ہے؟

جواب: کفار کی عورتوں سے زنا کا وہی حکم ہے، جو مسلمانوں کی عورتوں سے زنا کا حکم ہے۔ زنا حرام ہے۔

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعُوا أَنَّ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْكَافِرَاتِ فِي تَحْرِيمِ الزِّنَا بِهِنَّ سَوَاءٌ.

''اہل علم کا اجماع ہے کہ مؤمن عورتوں اور کافر عورتوں دونوں سے زنا کی حرمت برابر ہے۔''

(التّوضيح: 350/18)

سوال: حج سے واپسی پر دعوت کرنا کیسا ہے؟

جواب: سفر حج سے واپسی پر کھانے کی دعوت کرنا جائز اور مشروع ہے۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ، نَحَرَ جَزُورًا أَوْ بَقَرَةً.

''رسول اللہ ﷺ جب (حج سے واپسی پر) مدینہ تشریف لائے، تو آپ ﷺ نے اونٹ یا گائے ذبح کی۔''

(صحيح البخاري: 3089)

سوال: کیا سنگی لگوانے پر غسل ہے؟

جواب: سنگی لگوانے پر غسل مستحب نہیں۔

❁ علامہ ابن ترکمانی حنفی رحمہ اللہ (۷۵۰ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى أَنَّ الْحِجَامَةَ لَا يَجِبُ فِيهَا غُسْلٌ .

''اُمت کا اجماع ہے کہ سنگی لگوانے سے غسل واجب نہیں ہوتا۔''

(الجَوهر النّقي :300/1)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَنَا أَوَّلُ مَنْ يُفْتَحُ لَهُ بَابُ الْجَنَّةِ، إِلَّا أَنَّهُ تَأْتِي امْرَأَةٌ تُبَادِرُنِي فَأَقُولُ لَهَا : مَا لَكِ؟ وَمَا أَنْتِ؟ فَتَقُولُ : أَنَا امْرَأَةٌ قَعَدْتُ عَلٰى أَيْتَامٍ لِي .

''سب سے پہلے میرے لیے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا، ایک عورت مجھ سے پہلے جنت میں داخل ہونے کی کوشش کرے گی، میں اسے کہوں گا: آپ کو کیا ہے؟ آپ کون ہیں؟ تو وہ کہے گی: میں وہ عورت ہوں، جس نے اپنے یتیم بچوں کی پرورش کی خاطر آگے شادی نہیں کی۔''

(مسند أبي يعلى :6651)

جواب: سند ضعیف ہے۔ عبد السلام بن عجلان مجہول الحال ہے۔ اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ۷/ ۱۲۷'' میں ذکر کیا ہے، نیز فرمایا ہے:

يُخْطِيءُ وَيُخَالِفُ .

''غلطیاں کرتا تھا اور (ثقہ راویوں کی) مخالفت میں روایات بیان کرتا تھا۔''

اس کے بارے میں امام ابو حاتم رحمہ اللہ کا يُكْتَبُ حَدِيثُهُ کہنا توثیق نہیں۔

سوال: عصمت انبیا کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: انبیائے کرام علیہم السلام تبلیغ رسالت میں معصوم ہیں۔ اسی طرح کبائر اور صغائر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رذیلہ سے بھی پاک ہوتے ہیں۔

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) کہتے ہیں:

قَالَ السُّبْكِيُّ فِي تَفْسِيرِهِ : أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى عِصْمَةِ الْأَنْبِيَاءِ فِيمَا يَتَعَلَّقُ بِالتَّبْلِيغِ وَفِي غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْكَبَائِرِ وَمِنَ الصَّغَائِرِ الرَّذِيلَةِ الَّتِي تَحُطُّ مَرْتَبَتَهُمْ وَمِنَ الْمُدَاوَمَةِ عَلَى الصَّغَائِرِ، هٰذِهِ الْأَرْبَعَةُ مُجْمَعٌ عَلَيْهَا .

''علامہ سبکی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں فرمایا ہے: اُمت کا اجماع ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام اُمورِ تبلیغ میں معصوم ہیں، اس کے علاوہ کبائر، صغائر رذیلہ، جو ان کے مرتبہ کو کم کریں، اور صغائر پر دوام سے بھی معصوم ہیں۔ ان چار چیزوں (میں معصوم ہونے) پر اجماع ہے۔''

(الخصائص الکبری : 449/2)

سوال: کیا ذمی کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے؟

جواب: کافر کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) نقل کرتے ہیں:

قَالَ ابْنُ الْمُنْذِرِ : أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ أَنَّهُ لَا يُجْزِءُ دَفْعُ زَكَاةِ الْمَالِ إِلٰى ذِمِّيٍّ .

''امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں: اُمت کا اجماع ہے کہ ذمی کو زکوٰۃ کا مال دینے سے ادائیگی نہیں ہوتی۔''

(المَجموع : 142/6)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: روز قیامت ترازو قائم ہوگا، اس سے کیا مراد ہے؟

جواب: روز قیامت ترازو قائم ہوگا، اس کے بندوں کے اعمال، صحیفے اور بندے تولے جائیں گے۔ یہ ترازو حسی اور حقیقی ہوگا۔

❁ علامہ ابوعبداللہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْقَوْلُ مَجَازٌ وَلَيْسَ بِشَيْءٍ وَإِنْ كَانَ شَائِعًا فِي اللُّغَةِ لِلسُّنَّةِ الثَّابِتَةِ فِي الْمِيزَانِ الْحَقِيقِيِّ وَوَصْفِهٖ بِكِفَّتَيْنِ وَلِسَانٍ.

''(یہ کہنا کہ ترازو سے مراد عدل وانصاف ہے) یہ قول مجاز ہے، جس کی کوئی حیثیت نہیں، اگرچہ لغت میں ایسا ممکن ہے، مگر صحیح احادیث میں ثابت ہے کہ (روز قیامت) حقیقی ترازو ہوگا اور اس کے دو پلڑے اور ایک ڈنڈی ہوگی۔''

(التّذكرة بأحوال الموتٰى، ص 723)

❁ نیز فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ فِي الصَّدْرِ الْأَوَّلِ عَلَى الْأَخْذِ بِهٰذِهِ الظَّوَاهِرِ مِنْ غَيْرِ تَأْوِيلٍ، وَإِذَا أَجْمَعُوا عَلٰى مَنْعِ التَّأْوِيلِ وَجَبَ الْأَخْذُ بِالظَّاهِرِ، وَصَارَتْ هٰذِهِ الظَّوَاهِرُ نُصُوصًا.

''صدر اول میں اُمت کا اجماع ہے کہ ان احادیث کے ظاہر کو لیا جائے گا، تاویل نہیں کی جائے گی، تو جب تاویل کے ترک پر اُمت کا اجماع ہو گیا، تو ظاہر کو لینا واجب ہے، نیز ان احادیث کا ظاہری معنی ہی نص بن جائے گا۔''

(تفسير القرطبي : 165/7)

سوال: روز قیامت دیدار الٰہی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: روز قیامت اللہ تعالیٰ اپنے مؤمن بندوں کو اپنا دیدار کرائیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی عنایت ہوگی۔ خوارج اور روافض اس کا انکار کرتے ہیں۔

❁ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ أَعْلَمْتُ قَبْلُ أَنَّ الْعُلَمَاءَ لَمْ يَخْتَلِفُوا أَنَّ جَمِيعَ الْمُؤْمِنِينَ يَرَوْنَ خَالِقَهُمْ فِي الْآخِرَةِ لَا فِي الدُّنْيَا، وَمَنْ أَنْكَرَ رُؤْيَةَ الْمُؤْمِنِينَ خَالِقَهُمْ يَوْمَ الْمَعَادِ، فَلَيْسُوا بِمُؤْمِنِينَ، عِنْدَ الْمُؤْمِنِينَ، بَلْ هُمْ أَسْوَأُ حَالًا فِي الدُّنْيَا عِنْدَ الْعُلَمَاءِ مِنَ الْيَهُودِ، وَالنَّصَارٰى، وَالْمَجُوسِ.

''میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ اہل علم کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ آخرت میں تمام مؤمن اپنے خالق کا دیدار کریں گے، دنیا میں نہیں۔ جس نے روز آخرت مؤمنوں کے لیے دیدار الٰہی کا انکار کیا، وہ مؤمنوں کے نزدیک مؤمن نہیں، بلکہ اہل علم کے نزدیک وہ دنیا میں یہود و نصاریٰ اور مجوس سے بدتر ہیں۔''

(كتاب التّوحيد: 585/2)

سوال: مشت زنی کا کیا حکم ہے؟

جواب: مشت زنی حرام ہے۔

❁ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

عَامَّةُ الْعُلَمَاءِ عَلٰى تَحْرِيمِهِ، وَهُوَ الْحَقُّ الَّذِي لَا يَنْبَغِي أَنْ يُدَانَ اللّٰهُ إِلَّا بِهِ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اکثر علما اسے حرام کہتے ہیں۔یہی حق بات ہے اور اسی کو دین بنانا چاہیے۔''

(أحكام القرآن : 315/3)

❁ علامہ آلوسی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۷۰ھ) فرماتے ہیں:

جُمْهُورُ الْأَئِمَّةِ عَلٰى تَحْرِيمِهٖ وَهُوَ عِنْدَهُمْ دَاخِلٌ فِيمَا وَرَاءَ ذٰلِكَ .

''جمہور ائمہ اسے حرام کہتے ہیں، ان علما کے ہاں مشت زنی فرمان باری تعالیٰ:

﴿فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَاءَ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ﴾ ''جس نے (بیوی اور لونڈی) کے علاوہ کسی راستے سے خواہش پوری کی، تو وہ حد سے گزرنے والے ہیں۔'' میں داخل ہے۔''

(روح المَعاني : 213/9)

سوال: نوحہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: نوحہ اور بین کرنا بالاجماع حرام ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى تَحْرِيمِ النِّيَاحَةِ وَهُوَ مُجْمَعٌ عَلَيْهِ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ نوحہ حرام ہے اور اس کے حرام ہونے پر اجماع ہے۔''

(شرح مسلم : 236/6، الأذكار، ص 146)

سوال: نماز عشاء کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟

جواب: نماز عشاء کا وقت شفق غروب ہونے پر شروع ہو جاتا ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى أَنَّ وَقْتَ الْعِشَاءِ مَغِيبُ الشَّفَقِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اُمت کا اجماع ہے کہ عشاء کا وقت شفق (سرخی) کے غائب ہونے پر شروع ہو جاتا ہے۔''

(المَجموع : 38/3)

سوال: تقلید کی کیا تعریف ہے؟

جواب: علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ التَّقْلِيدَ عَلَى الْحَقِيقَةِ إِنَّمَا هُوَ قَبُولُ مَا قَالَهُ قَائِلٌ دُونَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِغَيْرِ بُرْهَانٍ فَهٰذَا هُوَ الَّذِي أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى تَسْمِيَتِهٖ تَقْلِيدًا .

''حقیقت میں تقلید یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی اُمتی کی بات کو بغیر دلیل کے دین بنا لینا، تقلید کی اس تعریف پر اُمت کا اجماع ہے۔''

(الإحكام في أصول الأحكام : 116/6)

سوال: بیک وقت چار سے زائد بیویوں کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایک وقت میں چار بیویاں رکھنا جائز ہے، چار سے زائد حرام ہیں۔

❁ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (۷۹۰ھ) فرماتے ہیں:

أَتٰى بِبِدْعَةٍ أَجْرَاهَا فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ لَا دَلِيلَ عَلَيْهَا وَلَا مُسْتَنَدَ فِيهَا .

''کسی نے (بیک وقت چار سے زائد بیویاں رکھنے کی) بدعت گھڑی اور اسے اُمت میں جاری کر دیا، جبکہ اس پر کوئی دلیل یا استناد نہیں ہے۔''

(الاعتصام : 525/2)

سوال: شراب پی لی، نشہ نہیں آیا، کیا حد ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: شراب پی لی، نشہ نہیں آیا، حد ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى أَنَّ الشَّارِبَ يُحَدُّ سَوَاءٌ سَكِرَ أَمْ لَا .

''اُمت کا اجماع ہے کہ شرابی پر حد قائم ہوگی، خواہ اسے نشہ آئے یا نہ آئے۔''

(شرح مسلم: 218/11)

سوال: انبیائے کرام میں سب سے افضل کون ہے؟

جواب: محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل ہیں۔

❁ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ أَنَّ نَبِيَّنَا مُحَمَّدًا أَفْضَلُ مِنْ جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ .

''اُمت کا اجماع ہے کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیا سے افضل ہیں۔''

(شرح صحيح البخاري: 486/9)

سوال: کیا جنت اور جہنم فنا ہوگی؟

جواب: اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ جنت اور جہنم دونوں باقی رہنے کے لیے پیدا کی گئی ہیں، انہیں فنا نہیں۔

❁ علامہ ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ (۹۷۰ھ) فرماتے ہیں:

اَلْجَنَّةُ وَالنَّارُ لَا يَفْنَيَانِ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ .

''اہل سنت والجماعت کے ہاں جنت اور جہنم کو فنا نہیں۔''

(البحر الرّائق: 206/8)

سوال: صاحب استطاعت پر حج کتنی بار فرض ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: صاحب استطاعت پر ایک بار حج فرض ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى أَنَّ الْحَجَّ لَا يَجِبُ فِي الْعُمُرِ إِلَّا مَرَّةً وَّاحِدَةً بِأَصْلِ الشَّرْعِ .

''اُمت کا اجماع ہے کہ دین کا فریضہ حج زندگی میں ایک بار واجب ہے۔''

(شرح مسلم : 102/9، شرح الأربعين لابن دقيق العيد، ص 57)

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ بَاعَ جِلْدَ أُضْحِيَّتِهٖ فَلَا أُضْحِيَّةَ لَهٗ .

''جس نے قربانی کی کھال فروخت کی، اس کی قربانی نہیں۔''

(المستدرك للحاكم : 390/2)

جواب: سند ضعیف ہے۔ عبداللہ بن عیاش مصری قوی نہیں۔

سوال: درج ذیل روایت کیسی ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

مَنْ هَاجَرَ يَبْتَغِي شَيْئًا فَهُوَ لَهٗ، قَالَ : هَاجَرَ رَجُلٌ لِيَتَزَوَّجَ امْرَأَةً يُقَالُ لَهَا : أُمُّ قَيْسٍ، وَكَانَ يُسَمّٰى مُهَاجِرَ أُمِّ قَيْسٍ .

''جس نے جس مقصد کے لیے ہجرت کی، اس کے لیے وہی ہوگا۔ ایک شخص نے اُم قیس نامی عورت سے شادی کے لیے ہجرت کی، تو اس کا نام ''مہاجر اُم قیس'' پڑھ گیا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(المُعجم الكبير للطّبراني : 8540)

جواب: سند ضعیف ہے۔ اعمش کا عنعنہ ہے۔

سوال: جانور سے بدفعلی کا کیا حکم ہے؟

جواب: جانور سے بدفعلی بالاجماع حرام ہے۔ یہ فحاشی اور بے حیائی کی قبیح صورت ہے۔ یہ لواطت جیسا گناہ ہے۔ یہ بالاتفاق کبیرہ گناہ ہے۔ اس پر حد نہیں، تعزیر ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَاءَ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ﴾(المؤمنون : ٧)

''جس نے (بیوی اور لونڈی) کے علاوہ کسی راستے سے خواہش پوری کی، تو وہ حد سے گزرنے والے ہیں۔''

❁ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ إِنَّ الَّذِينَ يَكْسِبُونَ الْإِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا يَقْتَرِفُونَ﴾(الأنعام : ١٢٠)

''ظاہری اور باطنی گناہوں کو چھوڑ دو، بلاشبہ جو گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں، انہیں اپنے گناہوں کا بدلہ دیا جائے گا۔''

❁ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾(الأنعام : ١٥١)

''ظاہری اور باطنی بے حیائیوں کے قریب مت جاؤ۔''

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (٤٥٦ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ بَيْنَ أَحَدٍ مِنَ الْأُمَّةِ أَنَّهُ لَا يَحِلُّ أَنْ تُؤْتَى الْبَهِيمَةُ أَصْلًا .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اُمت کے کسی فرد کا اختلاف نہیں کہ جانور سے بدفعلی بالکل حلال نہیں۔''

(المُحلّٰی : 400/12)

❁ علامہ رازی رحمہ اللہ (۶۰۶ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى حُرْمَةِ إِتْيَانِ الْبَهَائِمِ .

''اُمت کا اجماع ہے کہ جانوروں سے بدفعلی حرام ہے۔''

(تفسير الرّازي : 305/23)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

لَا رَيْبَ أَنَّ الزَّاجِرَ الطَّبْعِيَّ عَنْ إِتْيَانِ الْبَهِيمَةِ أَقْوٰى مِنَ الزَّاجِرِ الطَّبْعِيِّ عَنِ التَّلَوُّطِ .

''بے شک طبعی طور پر جانوروں سے بدفعلی کی قباحت وشناعت لواطت سے زیادہ قوی ہے۔''

(الجواب الكافي، ص 176)

❁ علامہ ابوالحسن سغدی حنفی رحمہ اللہ (۴۶۱ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا إِتْيَانُ الْبَهَائِمِ مِنَ الذُّكُورِ وَالْإِنَاثِ فَإِنَّهُ لَا يُحَرِّمُ لَحْمَهَا وَلَا لَبَنَهَا وَفِيهِ التَّعْزِيرُ عَلٰى مَا يَرَى الْإِمَامُ .

''نر اور مادہ جانور سے بدفعلی کرنے سے اس کا گوشت اور دودھ حرام نہیں ہوتا، اس بدفعلی پر تعزیر ہے، جو حاکم وقت مناسب سمجھے۔''

(النّتف في الفتاوٰى : 270/1)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۳۲)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: الاعتقاد القادری نامی کتاب کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

جواب: عباسی خلیفہ قائم بامر اللہ ہاشمی رحمہ اللہ (۴۶۷ھ) نے تقریباً 430 ہجری میں الاعتقاد القادری کے نام سے مسلمانوں کا اجماعی و اتفاقی عقیدہ شائع کیا، جسے اس دور کے تمام اہل علم کی تائید حاصل تھی اور اس کا مخالف باتفاقِ اہل علم فاسق و فاجر قرار پایا۔

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلْاِعْتِقَادُ الْقَادِرِيُّ الَّذِي فِيهِ مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، وَالْإِنْكَارُ عَلٰى أَهْلِ الْبِدَعِ .

''الاعتقاد القادری میں اہل سنت والجماعت کا مذہب بیان ہوا ہے، نیز اس میں اہل بدعت کا رد بھی ہے۔''

(البداية والنّهاية : 14/16)

سوال: نبی کریم ﷺ کی کنیت کیا تھی؟

جواب: متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی کنیت ''ابوالقاسم'' تھی۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ تَوَاتَرَ أَنَّ كُنْيَتَهُ أَبُو الْقَاسِمِ .

''تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی کنیت ''ابوالقاسم'' تھی۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(تاريخ الإسلام :488/1)

سوال: اسلامی عقائد میں بگاڑ کا سبب کیا ہے؟

جواب: اسلامی عقائد میں بگاڑ کی بڑی وجہ تقلید ہے۔ عقائد کے حوالہ سے عافیت ائمہ اہل سنت والجماعت اور محدثین کرام کی پیروی میں ہے۔ جو محدثین سے جدا ہوا، وہ ملحد اور نفس پرست بن گیا۔

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

دَخَلَ إِبْلِيسُ عَلٰى هٰذِهِ الْأُمَّةِ فِي عَقَائِدِهَا مِنْ طَرِيقَيْنِ؛ أَحَدُهُمَا التَّقْلِيدُ لِلْآبَاءِ وَالْأَسْلَافِ، وَالثَّانِي الْخَوْضُ فِيمَا لَا يُدْرَكُ غَوْرُهُ ..... فَأَمَّا الطَّرِيقُ الْأَوَّلُ فَإِنَّ إِبْلِيسَ زَيَّنَ لِلْمُقَلِّدِينَ أَنَّ الْأَدِلَّةَ قَدْ تَشْتَبِهُ وَالصَّوَابَ قَدْ يَخْفٰى وَالتَّقْلِيدُ سَلِيمٌ، وَقَدْ ضَلَّ فِي هٰذَا الطَّرِيقِ خَلْقٌ كَثِيرٌ وَبِهِ هَلَاكُ عَامَّةِ النَّاسِ فَإِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى قَلَّدُوا آبَاءَ هُمْ وَعُلَمَاءَ هُمْ فَضَلُّوا وَكَذٰلِكَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْعِلَّةَ الَّتِي بِهَا مَدَحُوا التَّقْلِيدَ بِهَا يُذَمُّ لِأَنَّهُ إِذَا كَانَتِ الْأَدِلَّةُ تَشْتَبِهُ وَالصَّوَابُ يَخْفٰى وَجَبَ هَجْرُ التَّقْلِيدِ لِئَلَّا يُوقِعُ فِي ضَلَالٍ وَقَدْ ذَمَّ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى الْوَاقِفِينَ مَعَ تَقْلِيدِ آبَائِهِمْ وَأَسْلَافِهِمْ.

''ابلیس نے اس امت کے عقائد پر دو راستوں سے حملہ کیا ہے۔ ① آباء واجداد اور اسلاف کی تقلید ② ان چیزوں میں غور وخوض کرنا، جن تک رسائی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ممکن نہیں۔.....رہا پہلا راستہ، تو ابلیس نے مقلدین کے لیے یہ مزین کر دیا کہ (کتاب وسنت کے) دلائل مشتبہ ہیں اور حق مخفی ہے، لہٰذا (بڑوں کی) تقلید کرنے میں ہی سلامتی ہے۔ اس راستے میں بہت سے لوگ گمراہ ہو گئے، اکثر لوگوں کی ہلاکت اسی وجہ سے ہوئی، کیونکہ یہود ونصاریٰ نے اپنے آباء واجداد اور علما کی تقلید کی اور گمراہ ہو گئے، اسی طرح اہل جاہلیت کے ساتھ ہوا۔ جان لیجئے کہ جس دلیل سے بدعتی بدعت کی مدح کرتے ہیں، اسی سے اس کی مذمت ثابت ہوتی ہے، کیونکہ جب دلائل مشتبہ ہیں اور حق مخفی ہے، تو پھر تقلید کو ترک کرنا واجب ہے، تاکہ وہ اسے گمراہی میں مبتلا نہ کر دے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آباء اور اسلاف کی تقلید کرنے والوں کی مذمت کی ہے۔''

(تلبيس إبليس، ص 74)

❀ نیز فرماتے ہیں:

قَدْ لَبَّسَ إِبْلِيسُ عَلٰى جُمْهُورِ الْعَوَّامِ بِالْجِرْيَانِ مَعَ الْعَادَاتِ وَذٰلِكَ مِنْ أَكْثَرِ أَسْبَابِ هَلَاكِهِمْ فَمِنْ ذٰلِكَ أَنَّهُمْ يُقَلِّدُونَ الْآبَاءَ وَالْإِسْلَافَ فِي اعْتِقَادِهِمْ عَلٰى مَا نَشَئُوا عَلَيْهِ مِنَ الْعَادَةِ فَتَرَى الرَّجُلَ مِنْهُمْ يَعِيشُ خَمْسِينَ سَنَةً عَلٰى مَا كَانَ عَلَيْهِ أَبُوهُ وَلَا يَنْظُرُ أَكَانَ عَلٰى صَوَابٍ أَمْ عَلٰى خَطَأٍ وَمِنْ هٰذَا تَقْلِيدُ الْيَهُودِ وَالنَّصَارٰى وَالْجَاهِلِيَّةِ أَسْلَافَهُمْ .

''ابلیس نے اکثر لوگوں کے ساتھ چال چلی کہ وہ اپنی عادات اور ریت رواج کو جاری رکھیں، لوگوں کی ہلاکت کا سب سے بڑا سبب یہی ہے۔ اسی وجہ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگ اپنے آباء واجداد اور اسلاف کی ان عقائد میں تقلید کرتے ہیں، جنہیں دیکھتے دیکھتے انہوں نے ہوش سنبھالا ہے، آپ کسی مقلد آدمی کو دیکھیں، جو پچاس سال تک اسی عقیدہ پر زندگی گزارتا ہے، جس پر اس نے اپنے والد کو دیکھا ہوتا ہے، وہ غور نہیں کرتا کہ اس کا والد حق پر تھا یا غلطی پر۔ اسی طرح یہود ونصاری اور اہل جاہلیت بھی اپنے اسلاف کی تقلید کرتے تھے۔''

(تلبیس إبلیس، ص351)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ روایت ہے:

إِنَّا لَا نَسْتَعِينُ عَلَى الْوُضُوءِ بِأَحَدٍ .

''ہم وضو کرنے میں کسی سے مدد نہیں لیتے۔''

جواب: بے سند ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

بَاطِلٌ لَا أَصْلَ لَهُ .

''باطل اور بے اصل روایت ہے۔''

(المَجموع :339/1)

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (٨٠٤ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ لَمْ يُخْرِجْهُ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ الْكُتُبِ الْمُعْتَمَدَةِ .

''کسی معتبر کتاب میں یہ حدیث نہیں ملی۔''

(البدر المُنير :242/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ أَجِدْهُ .

''مجھے اس کی سند نہیں ملی۔''

(التّلخيص الحبير :292/1)

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا أُحِبُّ أَنْ يُعِينَنِي عَلٰى وُضُوئِي أَحَدٌ .

''میں پسند نہیں کرتا کہ میں وضو کرنے میں کسی سے مدد لوں۔''

(مسند أبي يعلى : 231، الكامل لابن عدي : 263/8، مسند البزّار [كشف الأستار] : 260)

سند سخت ضعیف ہے۔

① نضر بن منصور ابو عبدالرحمٰن ''ضعیف'' ہے۔

② ابوالجنوب عقبہ بن علقمہ یشکری ''ضعیف'' ہے۔

❁ حافظ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (۷۰۲ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ سَنَدُهُ فِي الصِّحَّةِ كَسَنَدِ حَدِيثِ الْاِسْتِعَانَةِ الَّتِي دَلَّ عَلَيْهَا هٰذَا الْحَدِيثُ .

''صحت میں اس روایت کی سند اس روایت کی سند جیسی نہیں، جس میں وضو میں دوسرے سے مدد لینا کا جواز ہے۔''

(شرح الإلمام : 479/3)

سوال: کیا سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو زبان نبوت سے جنتی کہا گیا؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: صحیح احادیث میں ثابت ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت دی گئی۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

جَاءَ مِنْ أَوْجُهٍ مُتَوَاتِرَةٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَّرَهُ بِالْجَنَّةِ، وَعَدَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَشَهِدَ لَهُ بِالشَّهَادَةِ.

''مختلف متواتر احادیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو جنت کی خوش خبری دی ہے، انہیں جنتی کہا ہے اور ان کے لیے شہادت کی گواہی دی ہے۔''

(الإصابة: 456/4)

سوال: کیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت میں شریک ہوئے؟

جواب: کوئی صحابی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت میں شریک نہیں ہوا۔

❁ امام حاکم رحمہ اللہ (۴۰۵ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الَّذِي ادَّعَتْهُ الْمُبْتَدِعَةُ مِنْ مَعُونَةِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلٰى قَتْلِهِ، فَإِنَّهُ كَذِبٌ وَزُورٌ فَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْأَخْبَارُ بِخِلَافِهِ.

''اہل بدعت جو دعویٰ کرتے ہیں کہ امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے پر معاونت کی ہے، یہ جھوٹ اور ظلم ہے، متواتر روایات اس کے برخلاف ہیں۔''

(المُستدرك على الصّحيحين، تحت الرقم: 4555)

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی بیٹیاں تھیں؟

جواب: اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی چار بیٹیاں تھیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ فاسی رحمہ اللہ (۸۳۲ھ) فرماتے ہیں:

تَوَاتَرَتْ بِهِ الْأَخْبَارُ فِي تَرْتِيبِ بَنَاتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ، أَنَّ زَيْنَبَ الْأُوْلٰى، ثُمَّ الثَّانِيَةُ رُقَيَّةُ، ثُمَّ الثَّالِثَةُ أُمُّ كُلْثُومَ، ثُمَّ الرَّابِعَةُ فَاطِمَةُ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

''متواتر احادیث کی رو سے رسول اللہ ﷺ کی بیٹیوں کی ترتیب یہ ہے کہ پہلی بیٹی زینب، دوسری رقیہ، تیسری اُم کلثوم اور چوتھی فاطمہ رضی اللہ عنہن ہیں، واللہ اعلم!''

(العِقد الثّمين : 423/6)

سوال: نبی کریم ﷺ کو ایسی صفت کے ساتھ متصف کرنا، جو آپ ﷺ کے لیے ثابت نہ ہو، کا کیا حکم ہے؟

جواب: اہل سنت اہل حدیث وحی کا اتباع کرتے ہیں، قرآن وسنت سے سرمو منحرف نہیں، ہر ایک کو اس کا حق دیتے ہیں۔ ہر ایک کے حقوق کا لحاظ کرتے ہیں۔ یقیناً وہ نبی کریم ﷺ کے حقوق میں بھی ذرا برابر کوتاہی نہیں کرتے۔

نبی کریم ﷺ کی صفات کتاب وسنت میں ثابت ہیں، ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔ کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کی اپنی طرف سے صفات بناتا رہے، عظمت وہی ہے، جو کتاب وسنت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیان کر دی۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ کی کسی متفق ثابت صفت کا انکار کرنا بھی کفر ہے اور جو صفت نبی کریم ﷺ کے لیے ثابت ہی نہیں، اسے نبی کریم ﷺ کی صفت بنانا بھی کفر ہے۔

❁ علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ وَصْفَهُ بِغَيْرِ صِفَتِهِ تَكْذِيبٌ لَهُ؛ وَيُؤْخَذُ مِنْهُ أَنَّ كُلَّ صِفَةٍ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَجْمَعُوا عَلٰى ثُبُوتِهَا لَهٗ يَكُونُ إِنْكَارُهَا كُفْرًا .

''نبی کریم ﷺ کو ایسے وصف سے متصف کرنا، جو آپ کا وصف نہیں ہے، آپ کی تکذیب ہے، اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کے جس وصف کے ثبوت پر اہل علم کا اجماع ہو، اس کا انکار کرنا بھی کفر ہے۔''

(الزّواجر عن اقتراف الكبائر :47/1، أشرف الوسائل، ص 43)

❁ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ وَصْفَهٗ بِغَيْرِ صِفَتِهِ الثَّابِتَةِ بِالتَّوَاتُرِ نَفْيٌ لَهٗ وَتَكْذِيبٌ لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''نبی کریم ﷺ کو آپ کی متواتر ثابت صفات کے علاوہ کسی صفت سے متصف کرنا، آپ ﷺ کی ذات کا انکار اور تکذیب کے مترادف ہے۔''

(جمع الوسائل :49/1)

سوال: کیا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو قرآن میں صحابی کہا گیا؟

جواب: قرآن کریم میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صحابی کہا گیا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾(التّوبة : ٤٠)

''دو میں سے دوسرے، جب وہ دونوں غار میں تھے، تو وہ (نبی ﷺ) اپنے ساتھی (ابوبکر رضی اللہ عنہ) سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کیجئے، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

❁ اس آیت کے تحت حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى أَنَّ الصَّاحِبَ الْمَذْكُورَ أَبُو بَكْرٍ .

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ (آیت میں) مذکور ''صاحب'' سے مراد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔''

(تاريخ الخلفاء، ص 41)

❁ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ عَلَيْهِ الْمُفَسِّرُونَ .

''(اس آیت میں صاحب سے مراد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔) اس پر مفسرین کا اجماع ہے۔''

(جَمع الوسائل : 221/2)

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

أَعْطٰى رَجُلًا عَطَاءً وَزَادَهُ أَلْفًا، فَقِيلَ لَهُ : لَوْ زِدْتَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَإِنَّهُ ابْنُكَ وَهُوَ لِذٰلِكَ مُسْتَحِقٌّ، فَقَالَ : هٰذَا ثَبُتَ أَبُوهُ يَوْمَ أُحُدٍ، وَلَمْ يَثْبُتْ أَبُو هٰذَا .

''آپ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو وظیفہ دیا، تو ایک ہزار (درہم یا دینار) زائد دے دیے، آپ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: اگر آپ (اپنے بیٹے) عبداللہ بن عمر کو زائد وظیفہ دے دیتے، وہ آپ کا بیٹا بھی ہے اور اس کا مستحق بھی۔ فرمایا: اس شخص کا باپ غزوہ اُحد میں ثابت قدم رہا، جبکہ عبداللہ کا باپ (عمر) ثابت قدم نہیں رہا۔''

(أنساب الأشراف : 304/10)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: سند سخت ضعیف ہے۔

① فضیل بن عیاض (۱۸۷ھ) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیسے بیان کر سکتے ہیں؟ لہٰذا سند معضل ہے۔

② فیض بن اسحاق رقی ''مجہول الحال'' ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ۹/۱۲'' میں ذکر کیا ہے۔ نیز فرمایا ہے:

كَانَ مِمَّنْ يُخْطِئُ .

''غلطیاں کرنے والا راوی ہے۔''

③ مؤرخ احمد بن یحییٰ بلاذری کی معتبر توثیق نہیں۔

④ انساب الاشراف بے سند کتاب ہے۔

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الْمَنْسُوبُ إِلَيْهِ .

''انساب الاشراف بلاذری کی طرف منسوب ہے۔''

(البداية والنّهاية : 446/14)

سوال: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت میں کتنی قرآنی آیات نازل ہوئیں؟

جواب: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت میں سولہ آیات قرآنیہ نازل ہوئیں۔

❁ امام ابن شاہین رحمہ اللہ (۳۸۵ھ) فرماتے ہیں:

نَزَلَ الْقُرْآنُ بِبَرَاءَ تِهَا سِتَّ عَشْرَةَ آيَةً مُتَوَالِيَةً .

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت میں لگاتار سولہ آیات نازل ہوئیں۔''

(شرح مَذاهب أهل السّنّة، تحت الرقم : 190)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا سارے کے سارے رسول بشر تھے؟

جواب: قرآن، حدیث اور اجماع اُمت اس پر دلیل ہیں کہ تمام انبیا اور رسل بشر تھے اور مرد تھے۔

❁ علامہ ابوعبداللہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ ثَبَتَ بِالتَّوَاتُرِ أَنَّ الرُّسَلَ كَانُوا مِنَ الْبَشَرِ .

''تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ تمام رسول بشر تھے۔''

(تفسير القُرطبي :272/11)

سوال: کیا جنت اور جہنم پیدا ہو چکی ہیں؟

جواب: قرآن، حدیث اور اُمت کے اجماع سے ثابت ہے کہ جنت اور جہنم دونوں وجود میں آ چکی ہیں۔

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

الْجَنَّةُ وَالنَّارُ مَوْجُودَتَانِ الْآنَ، فَالْجَنَّةُ مُعَدَّةٌ لِلْمُتَّقِينَ، وَالنَّارُ مُعَدَّةٌ لِلْكَافِرِينَ، كَمَا نَطَقَ بِذٰلِكَ الْقُرْآنُ الْعَظِيمُ، وَتَوَاتَرَتْ بِذٰلِكَ الْأَخْبَارُ عَنْ رَسُولِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَهٰذَا اعْتِقَادُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، رَحِمَهُمُ اللّٰهُ أَجْمَعِينَ، الْمُتَمَسِّكِينَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى، وَهِيَ السُّنَّةُ إِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ، خِلَافًا لِمَنْ زَعَمَ أَنَّهُمَا لَمْ يُخْلَقَا بَعْدُ وَإِنَّمَا يُخْلَقَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَهٰذَا الْقَوْلُ قَالَهُ مَنْ لَمْ يَطَّلِعْ عَلَى الْأَحَادِيثِ الْمُتَّفَقِ عَلٰى صِحَّتِهَا، وَإِخْرَاجُهَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فِي الصَّحِيحَيْنِ وَغَيْرِهِمَا مِنْ كُتُبِ الْإِسْلَامِ الْمُعْتَمَدَةِ الْمَشْهُورَةِ بِالْأَسَانِيدِ الصَّحِيحَةِ وَالْحَسَنَةِ، مِمَّا لَا يُمْكِنُ دَفْعُهُ وَلَا رَدُّهُ، لِتَوَاتُرِهِ وَاشْتِهَارِهِ .

''جنت اور جہنم اس وقت موجود ہیں۔ جنت پرہیز گاروں اور جہنم کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے، جیسا کہ قرآن عظیم اور رسول اللہ ﷺ کی متواتر احادیث میں ثابت ہے۔ یہ اہل سنت والجماعت کا (متفقہ) عقیدہ ہے، یہی جماعت عروہ وثقی کو تھامے ہوئے ہے اور قیامت تک قائم رہے گی۔ ان کے برخلاف بعض کا نظریہ ہے کہ جنت وجہنم ابھی پیدا نہیں ہوئیں، بلکہ قیامت کے دن پیدا کی جائیں گی۔ جس نے بھی یہ نظریہ پیش کیا ہے، اس نے اتفاقی واجماعی صحیح احادیث کا مطالعہ نہیں کیا۔ ان احادیث کا صحیح بخاری، صحیح مسلم اور دیگر مشہور معتمد اسلامی کتب میں صحیح یا حسن سند کے ساتھ آنا ایسی دلیل ہے کہ جسے کا رد نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ یہ احادیث متواتر اور مشہور ہیں۔''

(البداية والنّهاية : 421/20)

سوال: بعض لوگ مزارات کی زیارت کے وقت اُلٹے پاؤں چلتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: بدعت ہے۔ مزارات کی تعظیم میں غلو ہے۔

❁ علامہ ابن الحاج رحمہ اللہ (۷۳۸ھ) فرماتے ہیں:

ثُمَّ أَدَّتْ هٰذِهِ الْبِدْعَةُ الَّتِي أَحْدَثُوهَا وَعَلَّلُوهَا إِلٰى أَنْ صَارُوا يَفْعَلُونَهَا مَعَ مَشَايِخِهِمْ وَمَعَ كُبَرَائِهِمْ وَعِنْدَ الْمَقَابِرِ الَّتِي يَحْتَرِمُونَهَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَيُعَظِّمُونَ أَهْلَهَا وَيَزْعُمُونَ أَنَّ ذٰلِكَ مِنْ بَابِ الْأَدَبِ .

(مسجد حرام اور مسجد نبوی سے نکلتے وقت الٹے پاؤں چلنے) کی بدعت جو لوگوں نے گھڑ لی اور اسے ادب کا نام دیا ہے، نے یہ صورت اختیار کر لی کہ اہل بدعت اپنے قابل احترام مشائخ، بزرگوں اور ان کی قبروں کی زیارت کے وقت بھی ایسا کرنے لگے۔ وہ اسے بھی ادب خیال کرتے ہیں۔''

(المَدخل : 238/4)

سوال: سنی اور بدعتی کا فرق کیسے کریں گے؟

جواب: جو ائمہ اہل سنت اور محدثین عظام کے عقیدہ و منہج پر ہو، وہ سنی ہے اور جو ان کے عقائد اور منہج سے ہٹا ہوا ہو، وہ بدعتی ہے۔

❁ علامہ طیبی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) فرماتے ہیں:

عَجِبْتُ مِمَّنْ يَتَسَمّٰى بِالسُّنِّيِّ وَإِذَا سَمِعَ سُنَّةً مِنْ سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَهُ رَأْيٌ رَجَّحَ رَأْيَهُ عَلَيْهَا، وَأَيُّ فَرْقٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمُبْتَدِعِ؟ .

''مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے، جو خود کو سنی کہتا ہے، مگر جب وہ رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث سنتا ہے، تو اپنی رائے کو حدیث پر ترجیح دیتا ہے۔ بھلا ایسے شخص اور بدعتی میں کیا فرق ہے؟''

(شرح الطّيبي : 1139/4)

ہمارے دور میں مشرک، بدعتی، جہمی، معتزلی، اشعری، ماتریدی، اہل کلام، ملحد اور اہل تقلید قسم کے لوگوں نے اپنا نام اہل سنت والجماعت رکھ لیا ہے، جبکہ یہ اہل سنت نہیں، بلکہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اہل کلام، اہل بدعت اور اہل تقلید ہیں۔

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّا نَرٰى أَنَّ كُلَّ مُبْتَدِعٍ فِي زَعْمِنَا يَزْعُمُ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ .

''ہمارا مشاہدہ ہے کہ ہر بدعتی خود کو اہل سنت ہی سمجھتا ہے۔''

(تلبيس إبليس، ص 16)

سوال: کیا امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک عورت سے غیر فطری مجامعت جائز ہے؟

جواب: امام مالک رحمہ اللہ سے ایسا کچھ ثابت نہیں۔ آپ رحمہ اللہ بھی اسے حرام ہی سمجھتے تھے۔

❁ امام مالک رحمہ اللہ (۱۷۹ھ) فرماتے ہیں:

مَا عَلِمْتُهُ حَرَامٌ .

''میرے علم کے مطابق یہ حرام ہے۔''

(السّنن الكبرٰى للنّسائي : 9128، وسندهٗ صحيحٌ، طبع دار التأصيل)

تحفۃ الاشراف للمزی (۷۳۱۴) میں مَا عَلِمْتُ حَرَامًا کے الفاظ ہیں۔ یہ نسخے کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔

تنبیہ:

❁ معن بن عیسیٰ سے یہ الفاظ منسوب ہیں:

مَا أَعْلَمُ فِيهِ تَحْرِيمًا .

''میں (مالک) اسے حرام نہیں سمجھتا۔''

(التّلخيص الحَبير لابن حجر : 393/3)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ ابوالعباس قرطبی رحمہ اللہ (۶۵۶ھ) فرماتے ہیں:

حُكِيَ عَنْ مَالِكٍ فِي كِتَابٍ يُسَمّٰى كِتَابُ السِّرِّ، وَنُسِبَ الْكِتَابُ إِلٰى مَالِكٍ، وَحُذَّاقُ أَصْحَابِهٖ وَمَشَايِخُهُمْ يُنْكِرُونَهٗ، وَقَدْ حَكَى الْعُتَبِيُّ إِبَاحَةَ ذٰلِكَ عَنْ مَالِكٍ، وَأَظُنُّهٗ مِنْ ذٰلِكَ الْكِتَابِ الْمُنْكَرِ نَقَلَ، وَقَدْ تَوَارَدَتْ رِوَايَاتُ أَصْحَابِ مَالِكٍ عَنْهُ بِإِنْكَارِ ذٰلِكَ الْقَوْلِ وَتَكْذِيبِهٖ لِمَنْ نَقَلَ ذٰلِكَ عَنْهُ.

''غیر فطری مجامعت کا جواز امام مالک رحمہ اللہ سے ''کتاب السر'' نامی کتاب میں منقول ہے، یہ کتاب امام مالک رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے، جبکہ امام مالک رحمہ اللہ کے اصحاب اور مالکی مشائخ اس کا انکار کرتے ہیں۔ عتبی نے امام مالک رحمہ اللہ سے غیر فطری مجامعت کا جواز نقل کیا ہے، میرا گمان ہے کہ وہ اسی منکر کتاب سے نقل کیا ہوگا۔ امام مالک رحمہ اللہ کے اصحاب سے کئی روایات منقول ہیں، جس میں اس قول کا انکار کیا گیا ہے اور اس قول کو امام مالک رحمہ اللہ سے نقل کرنے والے کی تکذیب کی گئی ہے۔''

(المُفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم: 157/4، تفسير القُرطبي: 93/3)

❁ علامہ ابن الحاج رحمہ اللہ (۷۳۸ھ) فرماتے ہیں:

هِيَ رِوَايَةٌ مُنْكَرَةٌ عَنْهُ لَا أَصْلَ لَهَا.

''امام مالک رحمہ اللہ سے یہ روایت منکر ہے، اس کی کوئی اصل نہیں۔''

(المَدخل: 192/2)

❁ علامہ خلیل بن اسحاق مالکی رحمہ اللہ (۷۷۶ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كَانَ أَبُو بَكْرٍ الْأَبْهَرِيُّ وَغَيْرُهُ يُنْكِرُهُ، وَيَقُولُ : كَانَ مَالِكٌ أَتْقَى النَّاسِ لِلّٰهِ أَنْ يُسَامِحَ بِدِينِهِ أَحَدًا أَوْ يُرَاعِيَهُ، وَقَدْ نَظَرْتُ فِي هٰذَا الْكِتَابِ فَوَجَدتُهُ يَنْقُضُ بَعْضُهُ بَعْضًا، وَلَوْ سَمِعَ مَالِكٌ مَنْ يَتَكَلَّمُ بِمَا فِيهِ لَأَوْجَعَهُ ضَرْبًا، وَقَدْ سُئِلَ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْهُ فَقَالَ : لَا يُعْرَفُ لِمَالِكٍ كِتَابُ سِرٍّ .

''علامہ ابو بکر ابہری رحمہ اللہ (۳۷۵ھ) وغیرہ نے اس کتاب کا انکار کیا ہے۔ کہتے ہیں: امام مالک رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرنے والے تھے، کہ وہ دینی معاملات میں کسی کی موافقت کریں یا کسی کا لحاظ رکھیں۔ میں نے اس کتاب کو بغور دیکھا ہے، اس میں بہت زیادہ تعارض پایا جاتا ہے۔ جو باتیں اس کتاب میں ہیں، اگر امام مالک رحمہ اللہ کسی کو وہ باتیں کرتا سن لیتے، تو اُسے سختی کے ساتھ مارتے۔ ابن قاسم رحمہ اللہ سے اس کتاب کے متعلق پوچھا گیا، تو فرمایا: امام مالک رحمہ اللہ سے کتاب السر ثابت نہیں۔''

(التّوضيح :231/1)

❁ علامہ دمامینی رحمہ اللہ (۸۲۷ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّمَا نُسِبَ هٰذَا إِلَيْهِ فِي كِتَابِ السِّرِّ، وَهُوَ كِتَابٌ مَجْهُولٌ، لَا يَجُوزُ اعْتِمَادُ النَّقْلِ مِنْهُ أَصْلًا .

''امام مالک رحمہ اللہ کی طرف یہ قول کتاب السر میں منسوب کیا گیا ہے، یہ کتاب مجہول ہے، اس کی نقل پر سرے سے اعتماد ہی جائز نہیں۔''

(مَصابيح الجامع : 169/8)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا خلیفہ کا بنو ہاشم سے ہونا ضروری ہے؟

جواب: خلیفہ کا بنو ہاشم سے ہونا ضروری نہیں۔

❁ علامہ ابوعبداللہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْإِجْمَاعَ قَدِ انْعَقَدَ عَلٰى إِمَامَةِ أَبِي بَكْرٍ وَعُثْمَانَ وَلَيْسُوا مِنْ بَنِي هَاشِمٍ .

''سیدنا ابوبکر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما کی خلافت پر اجماع منعقد ہو چکا ہے، آپ دونوں بنو ہاشم سے نہیں تھے۔''

(تفسير القرطبي :271/1)

سوال: مکہ کے مکانات کی خرید وفروخت کا کیا حکم ہے؟

جواب: مکہ کے مکانات کی خرید وفروخت بالا جماع جائز ہے۔ اس کے جواز پر صحیح بخاری (۳۰۵۸) کی حدیث دلیل ہے۔

❁ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَزَلْ أَهْلُ مَكَّةَ يَتَصَرَّفُونَ فِي دُورِهِمْ تَصَرُّفَ الْمُلَّاكِ، بِالْبَيْعِ وَغَيْرِهِ، وَلَمْ يُنْكِرْهُ مُنْكِرٌ، فَكَانَ إِجْمَاعًا .

''ہمیشہ سے اہل مکہ اپنے گھروں کی خرید وفروخت وغیرہ کرتے آئے ہیں، ان پر کبھی کسی نے اعتراض نہیں کیا، لہٰذا اس کے جواز پر اجماع ہے۔''

(المُغني : 197/4)

تنبیہ:

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَكَّةُ مُنَاخٌ لَا تُبَاعُ رِبَاعُهَا، وَلَا تُؤَاجَرُ بُيُوتُهَا .

''مکہ اقامت گاہ ہے، اس کی زمین کی خرید وفروخت جائز نہیں، نہ اس میں موجود گھروں کو کرایہ پر دینا جائز ہے۔''

(سنن الدّارقطني : 3018، المستدرك للحاكم : 2326)

سند سخت ضعیف ہے۔

① اسماعیل بن ابراہیم بن مہاجر بجلی ''ضعیف'' ہے۔

② ابراہیم بن مہاجر ''کثیر الخطا'' ہے۔

❁ دوسری روایت ہے:

مَكَّةُ حَرَامٌ وَحَرَامٌ بَيْعُ رِبَاعِهَا وَحَرَامٌ أَجْرُ بُيُوتِهَا .

''مکہ حرم ہے، اس کی زمین کی خرید وفروخت حرام بھی حرام ہے اور اس کے گھروں کو کرایہ پر دینا بھی حرام ہے۔''

(سنن الدّارقطني : 3014)

سند سخت ضعیف ہے۔

① نعمان بن ثابت ابوحنیفہ بالاتفاق ضعیف ہے۔

② عبیداللہ بن ابی زیاد قداح ''ضعیف'' ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ أَكْثَرُهُمْ .

''اکثر محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(المَجموع : 56/8)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ ضَعَّفَهُ الْأَكْثَرُونَ .

''اکثر محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(البدر المُنير : 338/9)

❁ حافظ ابن العراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ ضَعَّفَهُ الْأَكْثَرُونَ .

''اسے اکثر محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(طَرح التّثريب : 204/5)

③ اس روایت کو مرفوع بیان کرنا خطا ہے، یہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے موقوف ہے اور اس کی سند بھی ثابت نہیں۔

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ رَفْعُهُ، وَفِي ثُبُوتِهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَيْضًا نَظَرٌ .

''اس روایت کو مرفوع بیان کرنا ثابت نہیں، نیز اس روایت کا سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے ثابت ہونا بھی محل نظر ہے۔''

(مَعرفة السنن والآثار : 214/8)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے:

نُهِيَ عَنْ أُجُورِ بُيُوتِ مَكَّةَ وَعَنْ بَيْعِ رِبَاعِهَا .

''مکہ کے گھروں کو کرایے پر دینا اور ان کی خرید و فروخت سے منع کیا گیا ہے۔''

(المَطالب العَالية لابن حَجَر : 1210)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سند ضعیف ہے۔ حجاج بن ارطاۃ ضعیف اور مدلس ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اِتَّفَقُوا عَلٰى أَنَّهٗ مُدَلِّسٌ، وَضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ، فَلَمْ يَحْتَجُّوا بِهٖ .

''یہ بالاتفاق مدلس ہے، جمہور نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور اس سے حجت نہیں پکڑی۔''

(تهذيب الأسماء واللُّغات: 153/1، المَجموع: 274/1)

❁ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(عُمدة القاري: 250/6)

علمائے احناف نے اس مسئلہ میں جھوٹی حدیثیں بیان کی ہیں۔

❁ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہے:

مَنْ آجَرَ أَرْضَ مَكَّةَ فَكَأَنَّمَا أَكَلَ الرِّبَا .

''جس نے مکہ کی زمین کو کرایہ پر دیا، گویا اس نے سود کھایا۔''

(الهداية: 379/4)

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''غیر معروف'' قرار دیا ہے۔

(التّنبيه على مشكلات الهداية: 801/5)

❁ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ بِهٰذَا اللَّفْظِ غَرِيبٌ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''ان الفاظ سے یہ حدیث بے اصل ہے۔''

(البِناية : 230/12)

❁ نبی کریم ﷺ سے منسوب ہے:

مَكَّةُ حَرَامٌ لَا تُبَاعُ رِبَاعُهَا وَلَا تُورَثُ .

''مکہ حرم ہے، اس کی زمین کو بیچا نہیں جا سکتا اور نہ اس کا وارث بنا جا سکتا ہے۔''

(الهِداية : 379/4)

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''غیر معروف'' قرار دیا ہے۔

(التّنبيه على مشكلات الهداية : 801/5)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "